CPL No.220

ماہنامہ جوابِ عرض لاہور

جلد نمبر 41۔ شمارہ نمبر 1
ماہ جون 2015
قیمت۔ 90 روپے

پوشیدہ آنسو نمبر

جواب عرض پوسٹ بکس نمبر 3202 غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور

ماہنامہ جواب عرض ماہ جون 2015 کے شمارے پوشیدہ آنسو نمبر کی جھلکیاں

بھیگی پلکوں پہ ٹھہرے جگنو
انتظار حسین ساقیؔ۔72

زندہ لاش
آفتاب احمد عباسی۔68

کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہیں البتہ تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں کجی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ذمہ دار رائٹر۔ ادارہ یا پبلیشر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلیشر: شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز: زاہد بشیر۔ ریئل گن

ملاقات

ماہ جون 2015

عفو و درگزر

عفو کے لغوی معنی دھانپنا، مٹانا، معاف کرنا اور درگزر کرنا ہے یعنی اللہ کا بندے کے گناہ پر پردہ ڈالنا اسے مٹا دینا اور اسے بخش دینا ہے قرآن پاک میں یہ لفظ مغفرت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اصطلاح شریعت میں عفو سے مراد ہے کسی کی زیادتی اور برائی کو انتقام کی قدرت کے باوجود معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا قدرت اور طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اگر انسان انتقام نہ لے سکتا ہو تو یہ عفو نہیں ہوگا بلکہ اسے بے بسی کا نام دیا جائے گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا عفو صرف قادر اور طاقت ور ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ عفو کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی معاف کر دے خواہ طبیعت اس پر آمادہ نہ ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دل کی خوشی کے ساتھ معاف کرے اور اگر ممکن ہو تو اس کے ساتھ کچھ احسان بھی کرے۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا ہے آپؐ نے ایک کافر سے کھجوریں قرض لیں آپ حضرت عمر کے ساتھ جا رہے تھے کہ وہ کافر آ گیا اور وقت مقررہ سے پہلے ہی اپنے قرض کا تقاضا شروع کر دیا اور گستاخی شروع کر دی کہ آپؐ کے گلے میں چادر ڈال کر بل ڈالے اور کھینچنا شروع کر دیا حضرت عمر نے اس پر تلوار کھینچ لی آپؐ نے حضرت عمر کو روک دیا اور اس کافر کو معاف کر دیا اور حضرت عمر کو حکم دیا کہ اسے کھجوریں واپس کر دو اور جو غصہ تم نے اس پر کیا ہے اس کے بدلے میں احسان کے طور پر کچھ کھجوریں اور زیادہ دے دو۔ ارشاد ربانی ہے ”اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کیا کریں تم یہ نہیں چاہتے کہ خدا تم کو معاف کر دے“۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتے آپؐ نے برائی کا بدلہ اچھائی سے دیجئے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے آپؐ سے پوچھا یا رسول اللہ میں اپنے خادم کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں۔ آپؐ نے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا۔ سبعین مرۃ ترجمہ، ہر روز ستر مرتبہ، حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے آپ کی آواز آئی جان لو اے ابو مسعودؓ جتنا اختیار تم کو اس غلام پر ہے اس سے زیادہ اختیار اللہ تعالیٰ کو تم پر ہے، ایک دوسرے کو معاف کرتے رہا کرو تمہارے باہمی کینے دور ہو جائیں گے اسلام عفو درگزر اخوت، برداشت، اور رواداری، کا دین ہے اور اپنے ماننے والوں میں بھی یہی اوصاف حمیدہ کے فروغ کا داعی ہے قرآن پاک نے متقین اور مومنین کی ایک اہم صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے (متقین) غصہ کو پی جانے والے لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ آخر خطبہ حج میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ”مسلمان کا خون، مال اور عزت اتنی ہی قابل احترام ہے جتنا قابل احترام یوم عرفہ اور شہر مکہ، اسلام محبت، احترام، اخوت، رواداری اور عفو درگزر سکھاتا ہے جس کی بدولت اسلام جسموں کو نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

محمد ہارون قمر۔ سیح پور ہزارہ

☆☆☆

ماں کی یاد میں

ماں کتنا پیارا میٹھا اور سکون دہ الفاظ ہے۔ میرے پیارے آقا سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو پتہ ہے پھر عرض کی گئی کی یا رسول اللہ ﷺ کوئی قیامت کی نشانی بتا دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جب اولاد نافرمان ہو جائے گی سمجھ لینا قیامت کی نشانیاں ہیں وہ ماں ہے جو اپنے بچے کے لیے دنیا کی گلیاں چھان لیتی ہے مگر اپنے بچے کے چہرے پر شکن نہیں دیکھتی ہونٹ خشک نہیں دیکھ سکتی ماں ایک غریب گھر کی ہے اور شوہر چھوٹا سا بچہ گود میں ڈال کر چھوڑ گیا گھر میں فاقے ہیں کھانے کو کچھ نہیں مگر ماں تو ماں ہوتی ہے اپنے پیٹ میں نہ بھی ڈالے تو لال کو بھوکا نہیں رہنے دیتی ماں نے آپ کچھ نہیں کھایا مگر اپنے لال کو شیر پلا کر اس کا پیٹ بھر دیا پہلا دن ہے ماں بھوکی ہے بچہ کھیل رہا ہے دوسرا دن ہے ماں نے پانی کے علاوہ کچھ نہیں پیٹ میں ڈالا مگر لال کو پیٹ بھر کے دودھ پلایا تیسرا دن ہے ماں نے روٹی کا ایک نوالہ حلق میں نہیں اتارا بھوک سے نڈھال ہو رہی سر چکرا رہا ہے پانی پی کر پیٹ بھر لیتی ہے اپنے لال کا منہ دیکھ لیتی ہے اور خوش ہو جاتی ہے اس کی ساری بھوک ختم ہو جاتی ہے پیاس مٹ جاتی ہے اپنے لال کا منہ چوم لیتی ہے مگر اپنی بھوک کی پیاس کی فکر نہیں کرتی اور اپنے لال کے لیے خدا سے رو رو کر دعا کرتی ہے یا اللہ تو اس کی پرورش کرنے کی توفیق عطا فرمایا اللہ میرے لال کو زندگی دینا یا اللہ میرے بچے کو کبھی کسی چیز کی کمی نہ دینا۔۔۔ واہ۔۔ ماں پیاری ماں آپ کا پیارا چہرہ خانہ کعبہ نظر آتا ہے ماں تیری میٹھی زبان کی مٹھاس کے آگے تو جنتی شہد پھیکا ہے ماں تین دن کی بھوکی ہے بچہ تو بچہ ہے اسے کیا پتا کہ میری ماں نے کچھ کھایا ہے یا نہیں ماں آخر انسان ہے اور ماں بھوک پیاس کی وجہ سے سوکھتی جا رہی ہے اور ماں کا شیر ماں کی خوراک کی وجہ سے سوکھ رہا ہے بیٹے کا پیٹ نہیں بھرتا بیٹا روتا ہے ماں کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے ماں تڑپتی ہے کہ میرا لال بھوکا ہے ماں کیسے پالے گی اس لال کو ماں خود کو ختم کر دے گی مگر بیٹے کو کچھ نہیں ہونے دے گی۔ وہ بے بس ماں وہ مجبور ماں وہ لاچار ماں وہ غریب ماں وہ تڑپتی ماں وہ روتی اور رو رو کر دعائیں مانگتی ماں کس کے لیے صرف اپنے بیٹے کے لیے کیا اسے اس بیٹے سے کوئی مفاد ہے کیا یہ بیٹا اپنی ماں کے اس قرض کو اتار پائے گا نہیں یہ آج کی اولاد ہے اسے ماں کا احساس نہیں ہے وہ ماں جو بچے کو اتنا مجبور کر کے آخر بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتی ہے دن گزرتے گئے اور گلیوں میں مانگ کر بیٹا جوان کرتی ہے اور جب جوان ہو جاتا ہے تو ماں کی ایک نہیں سنتا ماں تڑپ تڑپ کر سسک سسک کر ایک کونے میں بیٹھی روتی اور اپنے بیٹے کی خوشیوں کی دعا کر رہی ہوتی ہے کسی نے اس ماں سے پوچھا کہ تو کیوں روتی ہے کہتی میرا بیٹا نہیں آیا پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے کیوں لیٹ آیا ہے جب بیٹا آیا تو دور سے ہی اپنی بیوی کو پکار رہا ہوتا ہے آخر ماں کی زندگی کے دن ختم ہو ہی جاتے ہیں آج کون مر گئی لو جی فلاں کی ماں مر گئی ہے نہیں نہیں اس کی دنیا اجڑ گئی ہے مگر اسے کیا پتا دنیا کیا ہے اسے تو بتا تب چلے گا جب وہ خود اس اسٹیج میں پہنچے گا آج وہ ماں مر گئی ہے جس نے اپنے لال کو گلیوں میں مانگ کر پالا اور خود بھوکی رہ کر اس کا پیٹ بھرتی رہی اور آج خود بھی بھوکی ہی چل بسی۔۔۔۔ کشور کرن چوکی

ہم تھے جن کے سہارے

۔۔تحریر۔۔پرنس بابر علی خاں بلوچ۔ساہیوال۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میں بھی آج تنہا اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ فواد کو یاد کر رہا تھا کہ فواد کا والد سجاول کافی کھاتے پیتے اور اچھے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور اس کی بیوی فاطمہ بھی بہت ہی مخلص ہمدرد اور سلیقہ شعار عورت تھی اگر کوئی غریب آدمی اور حاجت مند ان کے دروازے پر آتا تو وہاں سے کبھی بھی خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا سجاول کا کوئی اور بھائی نہ تھا صرف اس کی دو بہنیں تھیں اور وہ بھی شادی شدہ تھیں جب سجاول کی شادی ہوئی تھی تو شادی کے دو برس بعد سجاول کے ہاں بچہ پیدا ہوئی تو سجاول اور فاطمہ کی محبت میں اور بھی اضافہ ہو گیا میں نے اس کہانی کا نام ۔ہم تھے جن کے سہارے۔۔رکھا ہے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

آج کالج سے جب گھر آیا تو حسب معمول مطالعہ کمپیوٹر دیکھنے جیسی نئی تحریریں لکھنے اور گھریلو کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گاؤں کے چند خاص دوستوں سے ملنے اور ان کا حال پوچھنے ان کے پاس چلا گیا تھا اور پھر مجھ کو آج اپنے بہترین دوست وہمسفر ناصر علی کے پاس بیٹھے ہوئے کافی رات اس لیے ہو گئی تھی کہ اس کے پاس بہاولپور سے مہمان آئے ہوئے تھے چونکہ میں خود بھی سیر وسیاحت کا دلدادہ ہوں اس لیے ان مہمانوں سے وہاں کے قلعوں اور پرانی جگہوں اور چولستان کی ثقافت اور رسم رواج کے بارے میں باتیں کرتے کرتے جب رات کے بارہ بجے سے اوپر کچھ وقت ہوا تو میں اپنے گھر سونے کے لیے چل پڑا۔

گھر پہنچ کر میں ابھی سونے ہی لگا تھا کہ میرے نزدیکی ہمسائے گھر سے زور زور رونے کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں میں بھی اس وقت دوڑ کر جب پریشانی میں ان کے گھر گیا تو پتا چلا کہ فواد نے خودکشی کر لی ہے مجھ سمیت گاؤں کے کافی لوگ ان کے گھر موجود تھے۔اگلے دن ہم جب فواد کو دفنانے کے بعد واپس آئے تو میرے دل سے یہ خلش ختم نہیں ہو رہی تھی کہ آخر فواد نے خودکشی کیوں کی اور کس مجبوری کی بنا پر کی یہ سوال میرے ذہن میں بار بار آ رہا تھا۔

یہ میری فطرتی عادت ہے کہ مجھ سے کسی کا بھی دکھ اور غم برداشت نہیں ہوتا کیونکہ میرے دل میں انسانیت کے لیے پیار ومحبت اور احترام کا بہت جذبہ ہے وہ اس لیے کہ میں خود امن پسند اور صلح پسند انسان ہوں اور سب کو پیار محبت سے سرشار اور خوش رہتے ہوئے دیکھ کر میں خود بھی بہت خوش

ہوتا جوں۔

ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا پیار و محبت او رامن کے لیے بنائی ہے یہاں جب بھی کہیں ظلم اور ناانصافی ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں بہت پریشان ہو جاتا ہوں۔

فواد کے رشتے داروں اور اس کے دوستوں سے ملنے اور ان کے تاثرات لینے کے بعد خودکشی کی وجہ جو میرے سامنے آئی وہ محبت میں ناکامی کی تھی واقعی یہ محبت بہت بڑے اور نامور لوگوں کو بھی کمزور کر دیتی ہے اور خوبصورت سے خوبصورت چہروں سے ان کا نور و حسن بھی چھین لیتی ہے میں انھی سوچوں میں گم تھا یہ سوچ رہا تھا کہ انسان اس دنیا میں حقیقی خوشیوں کی تلاش میں در بدر کی ٹھوکریں کھاتا ہے خوشی کے لیے اپنی طلب کے لیے دنیا سے جنگ کرتا ہے پھر اپنے آپ سے جنگ کرتا ہے دنیا سے لڑنا آسان ہے مگر اپنے آپ سے جنگ کرنا بہت مشکل ہے انسان ایک ایسے جذبے کے تحت دوسروں کی طرف جھکتا چلا جاتا ہے یہ ہر وقت اپنے محبوب کے خیالوں میں کھویا رہتا ہے اس کو صرف اور صرف اپنے اسی کی یاد ہوتی ہے اس کی آنکھیں صرف اسے دیکھنے کو ترستی رہتی ہیں ایسے جذبے کو لوگ محبت کا نام دیتے ہیں یہ اپنے ساتھی اور اپنے چاہنے سے زندگی کے پر پیچ راستوں پر ایک ساتھ چلنے کے وعدے کرتا ہے اس کے ساتھ قسمیں کھاتا ہے لیکن یہ نہیں سوچتا کہ وقت نے کبھی بھی کسی کا ساتھ نہیں دیا یہ دور دھن والوں کا ہے لیکن یہ اپنے اندھے اعتماد میں جن کی تعبیریں نہیں ہوتی انسان جن خوشیوں کے پیچھے اتنی جدوجہد کرتا ہے وہ اسے بربادیوں کی طرف بھی لے جا سکتا ہے اور جب وقت اپنے بے رحم ہاتھوں میں اسے مسلتا ہے تو یہ چیخ اٹھتا ہے پھر دوسروں کے سہارے ڈھونڈتا ہے مگر جب ہر طرف سے مایوسی و محرومی کے دریا اس کی راہ میں حائل ہوتے ہیں ہر طرف سے سراب نظر آتا ہے ہر طرف سے یہ ٹھوکریں کھاتا ہے تو یہ پھر اپنے اس طویل سفر میں بہت کچھ کھونے کے ساتھ ساتھ بہت کچھ پاتا بھی ہے اور یہی پانے کی خوشی اسے بدل کر رکھ دیتی ہے اور پھر انس و محبت جس کا یہ مطلوب ہوتا ہے جس کی اسے طلب ہوتی ہے جس کی اس کو پیار ہوتی ہے اور جس کے لیے وہ جگہ جگہ بھٹکتا پھرتا ہے اب اسے کوئی پیاس نہیں ہوتی اور یہ اس پیڑ کے درخت کی مانند بن جاتا ہے جس کی شاخیں اتنی گہری ہوتی ہے کہ اسے کسی مالی کی ضرورت نہیں ہوتی جو ایک مدت تک سہاروں کے ساتھ چلنے کی کوشش کرتا ہے لیکن سہارے اسے کچھ نہیں دیتے پھر یہ اپنا سکون سہاروں میں تلاش نہیں کرتا بلکہ اسے اندر ہی اندر سے پیدا کرتا ہے یہ تنہا ضرور ہوتا ہے مگر تنہا محسوس کرتا ہے۔

میں بھی آج تنہا اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ فواد کو یاد کر رہا تھا کہ فواد کا والد سجاول کافی کھاتے پیتے اور اچھے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور اس کی بیوی فاطمہ بھی بہت ہی مخلص ہمدرد اور سلیقہ شعار عورت تھی اگر کوئی غریب آدمی اور حاجت مند ان کے دروازے پر آتا تو وہاں سے کبھی بھی خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا سجاول کا کوئی اور بھائی نہ تھا صرف اس کی دو بہنیں تھیں اور وہ بھی شادی شدہ تھیں جب سجاول کی شادی ہوئی تھی تو شادی کے دو برس بعد سجاول کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو سجاول اور فاطمہ کی محبت میں اور بھی

اضافہ ہوگیا سجاول نے اپنی بیٹی کا نام۔ شازیہ رکھا تھا یہ اپنے نام کی طرح بہت خوبصورت تھی سجاول جب بھی ملازمت سے واپس آتا تو شازیہ کو اٹھا کر بیٹھ جاتا اور دیکھتا ہی رہتا تھا۔

فاطمہ کہتی کہ اب اس کو چھوڑ بھی دو تو آگے سے سجاول جواباً یہ کہتے کہ جب میں شازیہ کو دیکھتا ہوں تو میری ساری بھوک ہی اتر جاتی ہے وہ اس لیے کہ ہم نے دو برس کے بعد اولاد کا منہ دیکھا ہے۔ تو فاطمہ نے کہا کہ آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن کھانا تو صحت کے لیے بہت ہی ضروری ہے۔

جواباً سجاول نے یہ کہا کہ فاطمہ تم کھانے کو چھوڑو لوگ سچ کہتے ہیں کہ اولاد کتنی پیاری لگتی ہے اور اولاد کے بغیر انسان ویسے ہی ادھورا ہے تو فاطمہ تم نے کہا کہ آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ اولاد خداوندی ایک خاص نعمت ہے۔

اسی طرح سجاول کے ہاں پھر ایک برس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا نام نادیہ رکھا گیا وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا یہ دونوں بہنیں سکول میں داخل ہوئی سجاول ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتا رہتا تھا کہ اے اللہ اب مجھے اپنی بارگاہ سے ایک بیٹا عطا فرما بس یہی آپ کے حضور اور آپ کی بارگاہ میں میری پہلی اور آخری دعا ہے۔

اس طرح پندرہ برس گزر گئے جو شازیہ تھی اس نے میٹرک پاس کر لیا تھا اور نادیہ نے مڈل اچھے نمبروں سے پاس کیا تھا ان دونوں بہنوں کے پاس ہونے کی خوشی میں سجاول کی بہن سلمیٰ بھی آئی ہوئی تھی اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ بھائی جان میری دلی خواہش ہے کہ تم دوسری شادی کر لوتا کہ آپ کے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے کیونکہ بیٹا ہی اپنے باپ کا نام روشن کرتا ہے ویسے بھی مجھ کو پتا ہے کہ فاطمہ سے آپ کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوگا۔

ایک دن سجاول خصوصی طور پر اپنے ہاں بیٹے کے پیدا ہونے کے لیے دعا مانگنے کے لیے درگاہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے گیا وہاں جا کر دن منتی اور اپنے گھر سے دربار تک پیدل چل کر آنے کی منت مانگی اور گھر آ کر محفل میلاد ﷺ بھی کروائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کافی خیرات کی اور اور میلاد کے اختتام پر دعا میں اپنے ہاں بیٹے کے پیدا ہونے کی دعا کروائی۔۔ پھر بیٹے کے پیدا ہونے پر مسجد میں جا کر شکرانے کے نوافل ادا کیے غریبوں میں رقم تقسیم کرنے کے علاوہ پورے گاؤں میں مٹھائی تقسیم کی اور دربار بابا فرید الدین مسعود شکر پر پیدل چل کر گیا اور مانی ہوئی منت ادا کی اور ساتھ وہاں بھی شکر اور لنگر لوگوں میں تقسیم کیا۔

سجاول نے اپنے بیٹے کا نام فواد رکھا جب فواد چھوٹا تھا تو بہت ہی خوبصورت تھا اس کو اٹھا کر کبھی ادھر کر لے جا رہا ہے تو کوئی اس کو اٹھا کر ادھر لے جا رہا ہے یعنی بھی اس سے بہت ہی پیار کرتے تھے فواد جب کچھ بڑا ہوا تو اس کے والد نے اس کو شہر کے بڑے سکول میں داخل کروا دیا اس کو صبح سکول چھوڑ کر آتا اور پھر چھٹی ہونے پر اس کو خود جا کر گھر لے آتا۔ اسی طرح ہی ہنسی خوشی دن گزر رہے تھے جب فواد نے مڈل اچھے نمبروں سے کیا تو اس دن اس کے باپ سجاول نے اسکے پاس ہونے کی خوشی میں مٹھائی لے کر جلدی جلدی گھر آ رہا تھا کہ اس دن سجاول کی موٹر سائیکل جلدی میں ایک ٹرک سے جا کر ٹکرا گئی اور اس حادثے میں سجاول موقعہ پر ہی

ے ہو گیا۔

ان کی فوتگی کی خبر جب گھر آئی تو کہرام مچ
یا فاطمہ اور اس کی بیٹیوں نے رو رو کر برا حال کر
گاؤں کے لوگوں اور رشتہ داروں نے ان کو
ت تسلیاں دیں اور سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کی چیز تھی
تر اس نے لینی تھی اب اللہ تعالیٰ آپ کو صبر و
ل عطا فرمائے اور فاطمہ سے کہا کہ اگر اب
پ بھی حوصلہ ہار جائیں گی تو ان بچوں کا خیال
ن کرے گا لوگوں کی اس بات کے جواب میں
مہ نے کہا کہ آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن مجھ کو تو
ف اس بات کا دکھ ہے کہ فواد نے اپنے باپ کا
باد یکھا ہے اور اس کے باپ نے فواد کا کیا دیکھا
ب اس پر گاؤں کے لوگوں نے یہ کہا کہ اس میں
را اور آپ کا کوئی بھی اختیار نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ
منظور تھا سو وہ ہو گیا ہے۔

اب سجاول کے قل خوانی پر بینک والے بھی
ئے تھے اور انہوں نے فاطمہ کو کہا کہ ابھی ہم
اد کو میٹرک پاس ہونے پر اس کے باپ کی جگہ
رکھ لیں گے اور دوسری بات آپ کی بچیوں کی
ادی پر سارا خرچہ ہم کریں گے بس آپ ان کے
لیے مناسب جگہوں پر رشتے تلاش کیجیے کیونکہ
یک نہ ایک دن ان کی شادیاں تو آپ نے کرنی
یں اور ان کی شادیاں ہونے پر آپ کے سر سے
ن کا بوجھ اتر جائے گا تو اس پر فاطمہ نے کہا کہ ٹھیک
ہے۔

اسی طرح دن اور راتیں گزرتی رہی اور فواد
نے میٹرک کر لیا اور اپنے والد سجاول کی جگہ بینک
میں ملازمت پر تعینات ہو گیا۔

اور اس کی بہن شازیہ کی شادی بھی اس کے
پھوپھو کے لڑکے وقار سے ہوئی یہ لڑکا بہت ہی محنتی
اور با کردار تھا فواد اور نادیہ ابھی کنوارے تھے ان
کی شادی نہیں ہوئی تھی فواد کے ایک خاص
دوست مظہر نے ایک دن فواد سے پوچھا کہ آپ
نے شادی کب کرنی ہے تو اس نے جواب میں کہا
کہ میں نے ابھی شادی نہیں کرنی لیکن جب کی تو
بیگم میری پسند کی ہوگی۔

ایک دن فواد کی والدہ نے اپنے بیٹے سے کہا
تمہاری خالہ نسرین جو فیصل آباد میں رہتی ہے کافی
دنوں سے بیمار ہے ہم دونوں نے اس کی
تیمارداری کے لیے جانا ہے تو فواد نے کہا کہ اتوار کو
چھٹی آ رہی ہے ہفتہ کے دن میں ہاف چھٹی لے
لوں گا ہم ہفتہ کو یہاں سے چلے جائیں گے تو یوں
فواد اپنی والدہ کے ساتھ پہلی بار اپنی خالہ نسرین
کے پاس فیصل آباد گیا وہاں اس کا اور اس کی والدہ
کا پرتپاک استقبال کیا گیا ان کو خصوصی عزت سے
نوازا گیا اور کھانا میز پر لگایا گیا تو فواد نے اپنی
خالہ سے پوچھا کہ اتنا اچھا اور لذیذ کھانا کس نے
بنایا ہے ذرا یہ باورچی مجھ کو بھی تو دکھاؤ فواد کی اس
بات پر جواب میں خالہ نے اپنی بیٹی ممتاز کو بلایا
جب ممتاز سامنے آئی تو فواد اس کو دیکھتا ہی رہ گیا
تھا کہ یہ تو اپنے نام کی طرح واقعی ہی ممتاز ہے یعنی
اچھی خوبصورت لڑکی غزالی آنکھوں والی نین نشیلے
غرضیکہ اس میں وہ سب خوبیاں موجود تھیں جو ایک
خوبصورت لڑکی میں موجود ہوتی ہیں۔

فواد نے تجسس سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون
ہے تو اس کی والدہ نے کہا کہ بیٹا یہ تمہاری خالہ
نسرین کی بیٹی ممتاز ہے۔

کھانا کھانے کے وقت گھر کے سبھی افراد
کھانے میں مصروف تھے لیکن فواد اس سب سے
آنکھ بچا کر ممتاز کو دیکھے جا رہا تھا اور صرف اور

کے بعد فواد کمرے میں سونے کے لیے چلا گیا اس نے سونے کی لاکھ کوشش کی لیکن اس کی نیند تو اڑ چکی تھی اس کی آنکھوں میں ممتاز بس چکی تھی اس لیے اس کو نیند نہیں آرہی تھی اب اس نے اپنا تن من دھن سب اس پہ قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا اور فواد جو کافی دنوں سے شادی کے لیے کسی خوبصورت لڑکی کی تلاش میں تھا اب اس کو اپنی منزل مل گئی تھی وہ اس کا دیوانہ ہو گیا تھا۔

فواد کو اپنے گاؤں میں کافی لڑکیوں نے شادی کی پیش کش کی تھی لیکن اس کو وہاں کوئی بھی نہیں لڑکی پسند آئی تھی لیکن اب اس کو ممتاز کی صورت میں سب کچھ مل گیا تھا ویسے بھی فواد کی پسند یہ تھی کہ لڑکی خوبصورت ہو اس کی رنگت سفید ہو موٹی آنکھیں ہوں سمارٹ ہو اور قد درمیانہ ہو اور یہ سب خوبیاں ممتاز میں موجود تھیں۔

اگلے صبح ناشتہ کرنے کے بعد اس کی والدہ نے کہا بیٹا اب گھر چلتے ہیں کیونکہ پیچھے نادیہ اکیلی تھی لیکن اس کا دل مطمئن نہیں ہو رہا تھا کہ گھر جاؤں لیکن نوکری اور بہن کا مسئلہ تھا اس لیے گھر واپس جانا پڑا فواد جب گھر آیا تو اس کو ہر چہرہ ممتاز کا چہرہ نظر آنے لگا اور یہ ہر وقت ممتاز کے خیالوں میں ہی گم رہنے لگا اس کی والدہ کی خواہش تھی کہ وہ جلدی از جلدی شادی کرلے اور آباد ہو جائے لیکن یہ ہر بار اپنی والدہ سے ٹال مٹول کرتا رہتا تھا۔

ایک دن فواد اپنی والدہ نسرین کے پاس ان کے گھر چلا گیا اور یونہی فواد شام کے وقت اپنی خالہ کے گھر گیا اور جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوا اس کو سب سے پہلے ممتاز ہی ملی وہ اس کے

بہت پیار سے بلایا اور گھر حال احوال پوچھا فواد نے بتایا کہ میں یہاں دفتری کام کے سلسلے میں آیا تھا رات ہو رہی تھی میں اس لیے آپ کے ہاں یہاں چلا آیا تاکہ آپ کے گھر کی خیریت دریافت کرسکوں۔

فواد نے رات بھر ممتاز کے ساتھ پیار محبت کی باتیں کیں اور اس کے ساتھ عہد پیماں کیے اور آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونے کی قسمیں کھائیں صبح ممتاز کے ہاتھ کا پکا ہوا ناشتہ کرتے ہی فواد اپنی ڈیوٹی پر پھر شام کو اپنے گھر گیا

۔

ایک دن اس کی والدہ اپنی بیٹی شازیہ سے ملنے عارفوالہ شہر چلی گئی اور یہ وہاں دو دن ہی رہی اس کو وہاں شازیہ کے شوہر وقار کے بھائی رضا کی لڑکی کنول پسند آئی تو اس نے یہ رشتہ فواد کے لیے مانگ لیا جو کہ انہوں نے بھی منظور کرلیا یہ خوشخبری لے کر جب فواد کی والدہ گھر آئی تو اس نے فواد کو بتایا تو اس کی ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اچھا تو اب تم میرے لیے رشتے بھی مانگنے لگ گئی ہو میری بات غور سے سنیں میں نے دو مئی سے لے کر ماہ اکتوبر تک شادی نہیں کرنی اور نہ ہی اس دوران میری شادی کی بات کسی نے کرنا۔

چھ دن گزرنے کے بعد فواد پھر ممتاز کے گھر گیا اور اس کے وہاں جا کر ممتاز کو صاف صاف بتادیا کہ تم کو پہلے کی طرح آج بھی پسند کرتا ہوں آپ سے میری جیون والی محبت اب شادی میں تبدیل ہو چکی ہے اب اگر میں نے شادی بھی کی تو وہ بھی آپ سے ہی کروں گا وگرنہ ساری عمر ہی ایسے گزاروں گا فواد کی باتیں سن کر ممتاز نے

کہا کہ میں اب آپ کو کسی پردے میں نہیں رکھنا چاہتی ہوں۔

بات یہ ہے کہ میرے والدین نے میرے بچپن میں ہی میری منگنی کردی تھی اور اب اگلے ماہ تو میری شادی کی تیاریاں ہورہی ہیں اگر ہوسکے تو آپ کسی اور جگہ شادی کرلیں تو اس میں آپ کی بھی بہتری ہے فواد نے جواب میں کہا کہ آپ نے تو یہ بات پہلے مجھ سے نہیں کی اب غور سے سن لو مجھ کو تم سے بے انتہا محبت ہے اور میرے خوابوں میں بھی اب تم ہی نظر آتی ہو اور اس بھری کائنات میں تم ہی وہ واحد لڑکی ہو جو مجھ کو پسند آئی ہو اگر آپ کی منگنی ہوئی ہے تو کیا بات ہے وہ ٹوٹ بھی سکتی ہے حتیٰ کہ اگر بارات بھی آجائے تو وہ بھی واپس جاسکتی ہے وہ اس لیے کہ دل میں اگر سچی محبت کا جذبہ ہے تو دنیا کی لگی ہوئی سب زنجیریں ٹوٹ سکتی ہیں فواد نے مزید یہ بھی کہا کہ ممتاز اگر تم نے مجھ سے شادی نہ کی تو میں خودکشی کرلوں گا وہ اس لئے کہ میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے پسند کرتا ہوں جنون کی حد تک آپ سے محبت ہے آپ کو دیوانہ ہوں اور یاد رکھنا کہ دیوانہ دیوانگی میں کچھ بھی کرسکتا ہے۔

یہ باتیں کرکے فواد گھر آگیا اور اپنی ڈیوٹی اور گھریلو کام میں مصروف ہوگیا تھا لیکن اس دوران اس کو صرف اور صرف ممتاز کی ہی فکر لگی ہوئی تھی خدا خدا کرکے پندرہ دن ختم ہوئے تو فواد نے بنک سے چھٹی لے کر ممتاز کے گھر پہنچ گیا وہاں اس کی ملاقات اپنی خالہ سے ہوئی پھر اس نے موقع جان کر ممتاز سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ میں آج حسب وعدہ اپنے بھی کام چھوڑ کر آپ کے پاس آیا ہوں کہ جو باتیں میں نے آپ سے کی تھیں آپ نے ان کے بارے میں کیا سوچا ہے ممتاز نے کہا کہ اگر میں نہ کردوں تو جواباً فواد نے کہا کہ میں آپ کے پیار میں خودکشی کرلوں گا اور آپ کو یہ ثابت کرکے دکھادوں گا کہ دنیا میں اب بھی مجھ جیسے سچے عاشق اور شمع کے پروانے موجود ہیں۔

ممتاز نے پھر یہ کہا کہ اگر میں یہ کہوں کہ میں تم سے پیار نہیں کرتی تو پھر جواباً فواد نے کہا کہ تو بہت ہی اچھا ہے تو پھر سنو میں تم کو آج ابھی اور اسی وقت درگاہ حضرت محمد غوث کے پاس لے جا کر اپنی محبت کی قسم دیتا ہوں ممتاز نے کہا بھلا کیسے میں تمہارے ساتھ جاسکتی ہوں فواد نے کہا کہ یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں میں اپنی خالہ کو تمہیں اپنے ساتھ لے جانے پر ابھی رضامند کرلوں گا اس کے بعد فواد اپنی خالہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ آپ نے مجھ سے یہ پوچھا ہی نہیں کہ میں آج یہاں کیسے آیا ہوں تو اس کی خالہ نے کہا کہ بتاؤ فواد کیسے آنے ہو۔

تو فواد نے کہا کہ مجھے اوکاڑہ میں ایک لڑکی پسند آئی ہے اور والدہ صاحبہ بھی دن رات میری شادی کروانے پر بضد ہیں اس لیے آپ کو میرے ساتھ اوکاڑہ جانا پڑے گا یا ممتاز کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں کہ وہاں کر جا اس لڑکی اور اس کے گھر کا ماحول دیکھ لیں اس کی خالہ نے کہا کہ کیا تم غیروں میں شادی کروگے تو فواد نے کہا کہ جی ہاں اگر لڑکی پسند آئی تو ٹھیک ہے ورنہ اپنی ہی برادری میں کوئی لڑکی پسند کرکے شادی کرلوں گا۔

فواد کی یہ باتیں سننے کے بعد نسرین نے ممتاز کو بلایا کہ تم فواد کے ساتھ جاؤ اور آج گھر میں

موں کا جن سے مہمان آرہے ہیں میں ان کے ساتھ رہوں گی اجازت ملتے ہی یہ دونوں پرکی دکا ڈوروانہ ہوئے دوران سفر آپس میں پیار محبت کی گفتگو میں مصروف رہے دربار پر پہنچ کر خود فواد نے ممتاز کے ساتھ زندگی بھر ساتھ ساتھ رہنے کی قسم کھائی اور اسی جگہ دربار پر ممتاز نے بھی فواد کے ساتھ رہنے کی قسم کھائی ممتاز نے کہا کہ اگر میں آپ سے بے وفائی کروں تو میں مر جاؤں تو اس کے جواب میں فواد نے بھی کہا میرا خدا اور یہ نیک ہستی گواہ ہے کہ اگر میری آپ سے شادی نہ ہوئی تو اس میں اپنی جان دے دوں گا اور یہ ثابت کر وں گا کہ میرا پیار امر ہے یہاں انہوں نے ایک دوسرے کو تحائف دیئے اور یوں یہ دونوں دیوانے اپنے گھر واپس آگئے۔

فواد اپنی خالہ کے گھر ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا کہ ممتاز کا بڑا بھائی خورشید آگیا اس نے جب یہ حرکت دیکھی تو طیش میں آکر یہ کہا کہ فواد آئندہ آپ ہمارے گھر نہیں آنا کیونکہ ممتاز کی شادی کی تاریخ نزدیک آرہی ہے اور آپ کی ان حرکتوں کی وجہ سے اس کی منگنی ٹوٹ سکتی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس کی شادی رک جائے فواد خورشید کی یہ باتیں سن کر خاموشی سے اپنے گھر چلا آیا

فواد نے تقریباً سات دن تک پریشان رہنے کے بعد ممتاز کو یہ خط روانہ کیا۔

اے میرے دل کی دھڑکن اے میرے روح کی چین اے میری جان آرزو اے میری جان تمنا اے میری زندگی پیاری ممتاز صاحب۔

سلام محبت۔ پرانے وقتوں کی کہانیوں میں پڑھا کرتے تھے کہ کسی جن یا دیو نے کسی کی جان کسی کبوتر یا طوطے میں ہوتی تھی اس وقت ایسی باتیں پڑھ کر بہت ہنسی آتی تھی مگر میری جب سے آنکھ لگی ہے تو مجھے یہ احساس ہوا کہ واقعی یہ باتیں کچھ اتنی غلط نہیں تھیں اب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری جان تمہارے لبوں کی جنبش میں پھنس گئی ہے اگر تمہارے لب تبسم ہوں تو میرا سانس آرام سے آتا جاتا ہے اور اگر تمہارے لبوں پر ناگواری شکن ہو تو میرا دم لبوں میں ہی گھٹنے لگتا ہے سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے آتے جاتے ہر وقت تمہارے ملن کے سپنے دیکھتا رہتا ہوں مگر اب صرف سپنوں پر ہی گزارا نہیں ہوتا تمہارے بغیر ایک لمحہ رہنا بھی مجھے اب گوارہ نہیں شاید تم میری محبت کی شدت کا اندازہ نہیں کر پاؤ گی کیونکہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے یہ تو میں خود بھی بیان کرنے سے قاصر ہوں میری تڑپ کا اندازہ تم شاید نہ کر پاؤ بس یوں سمجھ لو کہ ملن کی آس میں دل پر جبر کر کے یہ ہجر کی گھڑیاں گزار رہا ہوں اور تمہاری دید سے اپنے مستقبل کے لیے روشنی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔۔ پلیز ممتاز اب مجھے اور زیادہ نہ تڑپاؤ صبر کی تاب نہیں جلدی چلی آؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے وصل کی خواہش لیے میں اس جہاں سے گزر جاؤں پھر تمہارے ہاتھوں پر رنگ تو ہوگا مگر صرف میرے خون کا۔ نہ دن کو سکون ہے نہ رات کو سوتا ہوں

میں تیرے پیار کے بغیر اکیلے میں روتا ہوں
تیری آس پر زندہ رہنے والا تیرا عاشق تیری دیوانہ شیدائی فواد۔

فواد کی اس تحریر کردہ خط کو پڑھ کر ممتاز کی جان میں جان آئی کیونکہ وہ تو خود اپنے بڑے بھائی کی کہی ہوئی باتوں پر بہت پریشان تھی پھر اس نے بھی فواد کو یہ خط ارسال کیا۔

میرے خوابوں کے شہزادے میری آنکھوں کے نور میری زندگی میری جان صرف فواد۔

میرے دل میں ایک خیال تھا
وہ خیال تیرا جمال تھا
تو میری نظر میں سما گیا
یہ تیرے پیار کا کمال تھا

سلام عقیدت۔ آپ کا خط ملا اور حالات سے آگاہی ہوئی یاد آوری کا بہت شکریہ دل کی اتھا گہرائیوں سے ادا کرتی ہوں یقین کرو میں خود اپنے بھائی کی حرکت کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور میں نے تین دن آپ کی یاد میں کچھ بھی نہیں کھایا پیا کیونکہ تم ہی میری زندگی میرا پیار اور میری یادوں کا سہارا ہو تمہارے بغیر ایک سیکنڈ ایک لمحہ ایک پل بھی گزارنا مشکل ہے اس بات کا شاید آپ کو علم نہیں کہ ایک تیرے پیار کی پیاسی تیرے بغیر کیسے زندگی گزار سکتی ہے کاش دل کو دیکھنے کے لیے کوئی دراوزہ ہوتا تو میں تمہیں دکھاتی کہ دیکھو میں نے اس دل میں تم کو کیسے بسا رکھا ہے اور میرے اس دل میں تیری یادوں کے انبار ہی انبار ہیں ڈیئر فواد اگر تم کو مجھ سے پیار ہے تو تم کو اس پیار کا واسطہ ایک دفعہ ضرور آؤ کیونکہ میں تمہاری صورت کو نہ دیکھنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور آپ کے نہ ملنے کی وجہ سے ایسے تڑپ رہی ہوں کہ جیسے مچھلی بغیر پانی کے تڑپتی ہے۔

کبھی کبھی تیری یادوں کے پرسکون لمحے
قسم خدا کی مجھے بہت بے قرار کرتے ہیں
فقط تمہاری دیوانی ممتاز۔

ممتاز کا خط ملتے اور پڑھتے ہی فواد اپنی خالہ کے گھر فیصل آباد پہنچ گیا اور ممتاز کو دیکھ کر اس کی پیاسی نگاہوں کو قرار آیا اس نے اپنی خالہ سے کہا کہ آپ کے بڑے بیٹے نے مجھے یہاں آنے سے روک دیا تھا اس لیے میں یہاں نہیں آیا تھا حالانکہ مجھ میں ایسی کوئی بات نہ تھی جو آپ کو ناگوار گزرے لیکن پھر بھی آپ کے بیٹے نے مجھے یہاں آنے سے منع کر دیا تھا اگر آپ بھی مجھ کو برا سمجھتے ہیں تو آپ کی مرضی آج میں آپ کو اپنے دل کی سچی بات کہنا بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ میں ممتاز کو پسند کرتا ہوں اور ممتاز بھی مجھ کو پسند کرتی ہے آپ ہماری دونوں کی شادی کر دیجئے کیونکہ آپ میری والدہ فاطمہ کی سگی بہن ہیں اس لیے میں نے دل کی بات آپ سے کر دی ہے کیونکہ جتنا پتہ ماں اور اپنی بیٹی کا ہوتا ہے اتنا ہی باپ اور بھائیوں کو بھی نہیں ہوتا۔

فواد کی بات سن کو ممتاز نے اپنی امی سے کہا امی جان فواد ٹھیک بول رہا ہے ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے ہیں ممتاز کی والدہ نے یہ باتیں سن کر کہا بیٹا فواد تم اس طرح کرو کہ گھر جا کر اپنی والدہ اور اپنی بہن کو اس رشتے کے لیے رضا مند کر لو میں اس طرح کروں گی کہ نادیہ کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے لے لوں گی اور ممتاز کی شادی تم سے کر دوں گی باقی رہا مسئلہ ممتاز کے چچا اور بھائیوں کا تو میں ان سے بات خود کر لوں گی اور تم دونوں کی خاطر مجھ کو ان سے لڑنا بھی پڑا تو میں لڑوں گی اور ممتاز کے رشتے سے انکار کر دوں گی کیونکہ تم میری بہن کے اکلوتے بیٹے ہو۔

فواد جب گھر آیا تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ میں نادیہ کی شادی آپ کے بھانجے شہباز سے کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ مجھ کو پسند ہے اور یہ دل کی بات میں آج پہلی بار تم سب کو کہہ رہا ہوں

یاد رکھو اگر تم نے انکار کیا تو میں یہ گھر چھوڑ دوں گا یا مر جاؤں گا فواد کی والدہ بولی کہ مجھ کو تو پتہ چل چلا تھا کہ یہ جو آپ بار بار فیصل آباد جا رہے ہو ضرور کوئی نہ کوئی چکر ہے لیکن میں آپ کی شادی کنول سے کروں گی اور میرا بھی یہ پہلا اور آخری اٹل فیصلہ ہے کیونکہ میں بات پہلے سے کنول کے ماں باپ سے کر چکی ہوں۔

فواد نے کہا کہ ممتاز آپ کی بھانجی ہے اور آپ کا قریبی خون بھی ہے وہ یہاں آکر آپ سب کی عزت کرے گی اور ہر وقت آپ کی خدمت بھی کرے گی لیکن فواد کی والدہ نے کہا کہ مجھ کو کسی بھی عزت کی ضرورت نہیں ہے میں بات کر چکی ہوں اور میرا یہ فیصلہ ہے آپ کو ہر صورت ماننا پڑے گا۔

ممتاز کے منگیتر مدثر کو جب یہ پتا چلا تو ممتاز کا افیئر اس کے خالہ کے لڑکے سے چل رہا ہے تو وہ یہ بات سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور وہ بھی کام چھوڑ کر ممتاز کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو پتا چلا گیا ہے کہ تم فواد نامی لڑکے کو پسند کرتی ہو تو کیا یہ بات سچ ہے اس کی اس بات پر ممتاز نے کہ کہ آپ کو اگر کوئی اعتراض ہے تو بتاؤ تو اس نے کہ تم میری منگیتر ہو اور ساتھ سگے چچا کی لڑکی ہو میں تم کو کسی بھی صورت کسی اور کے ساتھ نہیں برداشت کر سکتا اس پر ممتاز نے کہا کہ میں تم سے شادی پر رضامند نہیں ہوں تو جواباً پھر مدثر نے کہا کہ بھلا کوئی اپنی منگیتر کا بھی چھوڑ سکتا ہے جواباً ممتاز نے کہ جو بھی ہو گا سو دیکھا جائے گا۔

یہ بھی باتیں سن کر مدثر اپنے گھر گیا اور سب کو اکھٹا کر کے سب باتیں بتا دیں وہ بھی یہ باتیں دن کر غصے میں آ گئے اور اسی وقت شادی کرنے پر تیار ہو گئے اور انہوں نے ممتاز کے گھر آ کر بات کی کہ ہم مدثر کی شادی آٹھ دن میں کرنے پر آما ہیں۔

اس پر ممتاز کی والدہ نے کچھ ماہ بعد شاد موقوف کی جب وہ نہ مانے تو ممتاز کی والدہ نے بھی کہا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی اپنے بھانجے فو سے بھی کر سکتی ہوں والدہ کی یہ بات سن کر ممتاز کے چاروں بھائی خورشید ۔نوید ۔زاہد ۔اور جمش بہت گرم ہو گئے اور بہت تلخ لہجے سے اپنی ما سے باتیں کیں پھر مجبوراً اس کو انکی ہر بات پڑی اور یوں ممتاز اور مدثر کی شادی کی تاریخ مقر کر دی گئی۔

ادھر فواد کو گھر میں آئے دن لڑائی ہوتی ر تھی کہ میری شادی ممتاز سے کرا دیں لیکن اس والدہ یہ کہتی کہ میں نے آپ کی ہر بات مانی لیکن آپ کی یہ بات ہرگز ہرگز نہیں مانوں گی مجبو فواد پھر ممتاز کے گھر گیا تو اس کو وہاں جا کر پتا کہ ممتاز کی شادی چار فروری کو ہے تو وہ بہ پریشان ہوا اور ممتاز سے بات کی تو اس نے کہا میں آپ کے ساتھ بھاگ کر جانے کو تیار ہوں دونوں یہاں سے بھاگ جاتے ہیں اور شہر جا کورٹ میرج کر لیں گے تو جواباً فواد نے کہ ایک میری خالہ کی بیٹی ہے اور ساتھ میری عزت بھ ہے تجھ کو بھری دنیا میں رسوا نہیں کروں گا بلکہ اب گھر جا کر اپنی والدہ کو ادھر آپ کے پاس بھ ہوں وہ آپ کی والدہ اور آپ کے بھائیوں کو دونوں کی شادی کے لیے رضامند کریں گی یہ کہ فواد گھر جانے لگا تو اس نے جاتے وقت ممتا بہت جی بھر کے دیکھا اور کہا کہ اگر میری وا نے تجھ سے شادی نہ ہونے دی تو میں ہماری ب

ی تو میں تم سے شادی نہ ہونے کی وجہ سے خود
ی کرلوں گا اور اپنی سچی محبت کا ثبوت دوں گا
ہ میرا پیار ہمیشہ امر رہے فواد نے گھر آکر اپنی
دہ کی بہت منت کیں لیکن وہ نہ مانی بلکہ کہا کہ
اری قسمت کنول ہے اور اب آپ کی شادی
ول سے چار فروری کو ہوگی اس پر فواد نے اپنی
دہ سے کہا کہ ممتاز اگر مجھ کو نہ ملی تو میں خودکشی کر
ں گا کافی تکرار اور لڑائی جھگڑے کے بعد بھی
د کی والدہ ممتاز سے شادی کرنے پر رضامند نہ
ی ادھر ممتاز نے اپنے بھائیوں کی بہت منت
جت کی ان کے آگے ہاتھ جوڑے قدموں میں
ری لیکن انہوں نے اس کی ایک بھی بات نہ مانی
مد شر کے ساتھ شادی پر بضد رہے۔

ادھر فواد کی جب شادی کی تاریخ نزدیک آنا
وع ہوئی تو وہ بیمار ہوگیا ملازمت سے بھی اس
غیر حاضریاں شروع ہونے لگی جب اس کی
ر ممتاز کی شادی میں دو دن رہ گئے تو اس نے
ت کو زہر پی لیا اور یوں یہ دیوانہ اللہ کو پیارا ہوگیا

جب رات کے بارہ بجے نادیہ اور اس کی
لدہ نے دیکھا کہ فواد فوت ہو چکا ہے ان کی اس
مد نے فواد کی جان لے لی ہے اور فواد کو خودکشی
نے پر مجبور کردیا یعنی ممتاز کے عشق میں
یار میں یعنی فواد ممتاز کے ساتھ کسی اور کو برداشت
ہیں کرسکتا تھا اور اس نے یہ دنیا چھوڑ دی جب
اد کا جنازہ ہو رہا تھا ادھر ممتاز کی شادی ہو رہی تھی
یکن فواد نے یہ ثابت کردیا کہ اس دنیا میں ابھی بھی
سچے پیار کرنے والے موجود ہیں۔

پرنس بابر علی خان بلوچ چک نمبر 99/9'L۔
جھوکے دی جھوک ساہیوال۔

0345.6324499
0300.4896399

تحفہ فکریہ

معاشرے میں جدھر نظر دوڑائی جائے ہمیں
مختلف تہذیبوں بالخصوص مغربی تہذیبوں کی یلغار
نظر آنے گی اور ستم در ستم یہ ہے کہ اس یلغار کو
ناچار و ناچار قبول کیا جارہا ہے بعض افراد تو دوسری
تہذیبوں کے اثرات کو فخریہ طور پر نہ صرف قبول
کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو دقیانوس تصور کرتے
ہیں اس کی وجہ ہے شاید یہ ہے کہ اس نے اپنے
دین یعنی اسلام کو محض مذہبی فریضوں اور ایک
مذہب کی حیثیت دے دی ہے عملی زندگی میں ہم
اس کی تعلیمات سے کوسوں دور نظر آتے ہیں اس
کی وجہ شاید یہ ہے کہ ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں مگر
سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہم دنیا میں مشغول
رہتے ہیں اور خدا کو بھلا دیتے ہیں حالانکہ خداوند
کریم کا فرمان ہے کہ میرے لیے وقت نکالو میں
تمہارے کاموں میں برکت ڈالوں گا۔

مگر ہم یہ سب کچھ فراموش کر چکے ہیں خدا
سے ہمارا تعلق اسی وقت مضبوط ہوسکتا ہے جب
ہم قرآن مجید کو خود سمجھ کر پڑھیں گے اور اس پر عمل
کریں گے ورنہ زبانی قرآن پڑھنے سے ہمیں
شاید ثواب تو مل جائے مگر عملی زندگی میں ہم دین
سے دور رہیں گے۔

پرنس بابر علی جھوکے دی جھوک ساہیوال

خیر ملی کہاوتیں

ا۔محبت آمیز سلوک کی بندش قرض سے کہیں
زیادہ ہوتی ہے۔ (روسی کہاوت)
۲۔شمع کی مانند جلنے کے لیے پگھلو کہ اس کے

بغیر خدا کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ (ایرانی کہاوت)

۳۔ اگر تمہاری کوئی چیز تمہارے دوست کو مل جائے تو اسے کھویا ہوا محسوس نہ کرو۔ (یورپی کہاوت)

۴۔ اچھے الفاظ کہنے والے الفاظ پر غور کرو نہ کہ اس کی ذات پر۔ (جاپانی کہاوت)

۵۔ خدا پر اعتقاد کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ (یونانی کہاوت)

۶۔ زندگی ایک متحرک سایہ ہے۔ (برطانوی کہاوت)

۷۔ انسان کو بلندی پر لے جانا مشکل ہے گرا دینا مشکل نہیں۔ (روسی کہاوت)

۸۔ تھوڑا سا منافع کمانا تجارت میں ناکام رہنے سے بہتر ہے۔ (جاپانی کہاوت)

پرنس بابر علی خان بلوچ ساہیوال

تو نے تو درد ہزار دیئے پھر بھی ہم جیتے رہے
تیرے دیئے ہوئے زخم کو ہم قبول کرتے رہے
تو نے تو بھلا دیا ہمیں اے سنگدل صنم
مگر ہم خوابوں میں تم سے ملتے رہے
تمہیں اپنے دل کے زخم دکھانا مشکل ہے
کہ کیسے تیرے پیار میں ہم جلتے رہے
تو نے تو ہمیشہ بیچ راہ میں چھوڑ دیا
تیری یاد لے کر ہم تنہا ہی چلتے رہے
تمہیں غیروں کے ساتھ دیکھ کر صنم
دل ہی دل میں ہم جلتے رہے
پاگل ہو جیسے ہم سنگدل صنم

☐ ماں ایک دعا ہے جو سر پر رہتی ہے۔

☐ ماں ایک خوشبو ہے جس سے یہ جہاں مہک اٹھتا ہے۔

☐ ماں کی محبت پھول سے زیادہ تر و تازہ اور لطیف ہے۔

☐ ماں کی آواز اس کے دل کی آواز ہوتی ہے۔

سردار محمد اقبال خان مستوئی۔ سردار گڑھ

اقوال زریں

☐ کردار اخلاقی جرات اور استقلال یہ چاروں ستون ہیں جن پر انسانی زندگی کی ساری عمارت کھڑی ہے۔

☐ ہمیں تہذیب اور شرافت کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے

☐ علم تلوار سے بھی زیادہ طاقت ور ہے اس لیے علم کو اپنے ملک میں بڑھائیں کوئی آپ کو شکست نہیں دے سکتا۔

☐ بغض ایک بے جان لاش ہے پھر تم میں سے کون ہے جو اس کی قبر بننا پسند کرے۔

☐ تنہائی ایک شدید آندھی ہے جو ہمارے شجر حیات کی تمام سوکھی ٹہنیوں کو توڑ ڈالتی ہے مگر ہماری زندہ جڑوں کو زندہ دل کی زندہ سرزمین میں اور مضبوط کر دیتی ہے

صابری۔ کوئٹہ

غزل

سوچوں کا معیار بدلتا دیکھا ہے
قسمیں وعدے پیار بدلتا دیکھا ہے
پہلے اک دن دنیا بدلی اور
پھر ہم نے اپنا یار بدلتا دیکھا ہے
قسمیں کھا کر جو بیٹھا تھا کشتی میں
دریا کے اس پار بدلتا دیکھا ہے

صابری۔ کوئٹہ

غم چھپا غزل لکھتے لکھتے اب میں تھک چکا ہوں
غم تیرا سہتے سہتے اب میں تھک چکا ہوں
سب سے چھپا کر رکھا ہے دنیا والوں سے اپنا غم
آنسوؤں کو چھپا کر جیتے جیتے اب میں تھک چکا ہوں
پروانوں کی طرح مر رہے ہیں میرے ارماں
شمع کی مانند جلتے جلتے اب میں تھک چکا ہوں
ہر پل نیاز غم تیری جدائی دیتی ہے مجھے
زخموں کو اپنے سینے میں لئے اب میں تھک چکا ہوں

محمد احتشام ہاشمی۔ کلایہ اورکزائی

رہوں وہ بھی اکثر میری طرف دیکھتا رہتا تھا کبھی کبھار آنکھیں ملتی تو ہم دونوں کی نگاہیں جھک جاتی۔

ایک دن وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا میں حیران رہ گئی کہ اسے اچانک کیا ہوا ہے پھر اکثر میں بھی اسے دیکھ کر مسکرا دیتی تھی اس طرح ہی دن گزرتے گئے اور جانے کب اس کی یہ ادا پیار میں بدل گئی نیلم میرے ساتھ ہی پڑھتی تھی۔ چلبلی نٹ کھٹ شیطان خوبصورت سب کچھ تھا اس میں میں نے اسے کہا۔

مجھے تنویر بہت اچھا لگتا ہے۔ تو ہم دونوں نے مل اصلاح کی کہ اسے خط لکھا جائے رات کو میں نے اسے خط لکھا۔ آج گئی تھی میں مدرسے ایک دو لڑکے آنے ہوئے تھے میں نے اس کے دوست عابد کو خط دے کر کہا۔

تنویر کو دے دینا۔

اس نے پکڑ لیا میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں میری عمر گیارہ سال سے کم ہی تھی اور لگتا کہ کہ صدیوں پرانا رشتہ ہے میرا تنویر کے ساتھ کچھ دن کے بعد تنویر نے مجھے میرے خط کا جواب دیا اس نے کہا۔

مجھے بھی تم سے محبت ہوگئی ہے پہلے دن سے ہی میں تمہیں چاہنے لگا تھا ڈر کے مارے کچھ کہہ نہ سکا تھا اس کی سادہ سی تحریر پڑھ کر بہت خوشی ہوئی نیلم نے بھی خط پڑھا تھا۔ میں نے پھر اسے ایک خط لکھا اور کہا۔

بہت جلد باز اور بہت چین طبیعت کی مالک ہوں دو خط اور لکھ کر اس کے ہاتھ میں تھما دیئے وہ ہنستا رہا اس کے گالوں میں ڈمپل پڑتے تھے دل کرتا اسے دیکھتی ہی رہوں اسی طرح ہی سات

ماہ گزر گئے ایک دو بار بات کی بس حال احوال ہی ہوا تو دیکھ کر ہی جیتی تھی۔ دو ٹائم پھر تین ٹائم جانا شروع کر دیا میں نے صرف تنویر کے لیے وہ بھی آجاتا تھا بس میرے لیے بات کرنے کی کوشش تک نہ کی دونوں کی محبت پاکیزہ اور معصوم تھی محلے کے لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔

جس مولوی کے پاس گلناز جاتی ہے اس نے تو حفظ ہی نہیں کیا ہوا تو وہ پڑھانے گا کیا

ابو نے اچانک ایک دن مجھے ہمارے محلے کے جانے مانے قاری کے پاس میرا نام داخل کروا دیا میں نے ضد کی جھگڑا کیا مگر دال نہ گلی مجھے اپنے پیارے تنویر اپنے محبوب سے ہمیشہ کے لیے جدا ہونا پڑا کافی دنوں کے بعد میں نے ان کے مدرسے گئی مگر وہاں پر سب کچھ ختم ہو چکا تھا نیلم نے مدرسہ چھوڑ دیا تھا تنویر بھی اب نہیں آتا تھا استاد کہنے لگے۔

گلناز بیٹی ساری بہاریں تم سے بھی اب تو چند ایک بچے ہی رہ گئے ہیں میری ہم عمر اور مجھے بڑی چھوٹی سب لڑکیاں مدرسہ چھوڑ چکی تھی۔ دو ماہ بعد عید کا دن تھا میں باہر دروازے پر تھی سامنے تنویر اور اس کا دوست گزر رہے تھے مجھے میرے پیارے محبوب کا دیدار نصیب ہوا مگر حالت اور خراب ہوگئی جسم بے جان ہوگیا بخار نے بدن جھلس دیا میں نے ڈیڑھ سال پڑھائی کی پانچ سپارے حفظ کیے۔

پھر ایک دن بازار میں دکان پہ مجھے تنویر دیکھائی دیا گھر آئی تو بخار نے نہ چھوڑی ڈیڑھ ماہ گزر گیا پھر ایک دن مجھے بازار کی ایک گلی میں تنویر نظر آیا اب وہ خاصہ ناراض تھا مجھ سے اس کی آنکھوں میں غصہ ہی غصہ تھا میری طرف دیکھتے

ہی وہاں سے اٹھ گیا میں نے بہت تلاش کیا مگر مجھے کہیں نظر نہ آیا پھر نصیب میں درد کی ایک لمبی عمر کاٹی بہت بیمار ہوئی پڑھائی میں کام میں ٹی وی دیکھنے میں کبھی بھی کام میں دل نہ لگتا تھا پڑھائی چھوڑ دی دو سال تک چارپائی پر رہی پھر دل نہ مدرسے جانے کو چار ماہ رہتے تھے آٹھویں کے پیپر ہونے تھے میں نے ابو سے کہا۔

مجھے مدرسے نہیں سکول جانا ہے۔

ابو نے ہمیشہ کی طرح میری مان لی پرائیویٹ سکول پیپر دیئے اور رزلٹ آیا تو میں فیل ہوئی رزلٹ کارڈ پہ میں نے پاس لکھا امی کو دیکھا یا اور کہا۔

کسی کو پتا نہیں چلے گا میرے ساتھ چلو پرائیویٹ سکول میں مجھے داخلہ چاہئے۔ میں وہاں گئی تو ٹیچر نے کہا۔

صبح سے آجانا پڑھنے۔

میں خوش ہوئی چلو کوئی سہارا تو ملا جینے کا سر نے کہا۔ میں صبح رولنمبر سپ لے جاؤں گا اور چیک کرواؤں گا آپ کے کتنے نمبر آئے ہیں۔ مجھ سے وہ سپ لے لی امی نے کہا۔

صبح چلی جانا نویں میں نا سہی آٹھویں میں ہی پڑھ لینا۔

مگر میں ہمیشہ اپنی بات منوانے والی تھی امی میں اسی سال پرائیویٹ پیپر دوں گی امی کچھ نہ بولی اور ابو بھی خاموش رہا داخلے کی ڈیٹ گزر گئی تھی میں اس سال بھی پیپر نہ دے سکی مگر ہار ماننا سیکھا نہیں تھا پھر اگلے سال داخلہ بھیجا پیپر دینے گئی رزلٹ آیا تو میرے چار پیپر رہ گئے تھے بھائی ملتان گیا عاشی نے اسلام آباد سے پتہ کروایا مگر کوئی خبر نہ ملی مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا بس میں چاہتی تھی کہ لوگ مجھے ایک پڑھی لکھی لڑکی کے نام سے پکاریں میری عزت کریں۔ میں نے نویں دسویں کی کتابیں خریدیں گھر میں ہر وقت سے پڑھتی رہتی جو بھی آتا بہت خوش ہوتی گھر میں ہی بند ہو جاتی کچھ رشتے داروں نے کہا۔

گلناز تو گھر میں ہی پیپر دیتی ہے ہماری لڑکیاں سکول جاتی ہیں پھر بھی مشکل سے پاس ہوتی ہیں۔

ایک ماہ کے لیے ملتان گئی دادی کے پاس واپس آئی تو کہا میں نے ملتان میں ہی پیپر دیئے ہیں ہزار میں سے آٹھ سو نمبر آئے ہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ کوئی نہیں میرے جھوٹ کی خبر لینے والا کس کا دماغ چل سکتا ہے گلناز کی طرح پھر میں نے گیارہویں بارہویں کی کتابیں لے لی پڑھنا شروع کر دیا سال سے پہلے شو کر دیا کہ میں بارہ پاس ہوں سب مجھے بارہ پاس سمجھنے لگے عمر گزر رہی جا رہی تھی میرے جھوٹ بولنے میں ہر دن کے ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا تھا میں ڈرپوک لڑکی تھی مجھے لگتا تھا کہ اگر ان پڑھ کے نام سے جانی جانے لگی تو میری زندگی کی ساری خوشیاں ہی مجھ سے روٹھ جائیں گی مجھے پڑھنا بہت سارا پڑھنا تھا جاب کرنی تھی آسمان کو چھونا تھا ہواؤں میں اڑنا تھا سب سے آگے جانا تھا مگر میری قسمت نے مجھے بدنام کر دیا تھا ساری برائی تھوڑا سا بھی ساتھ دیتی تو میں کبھی کسی جھوٹ کا سہارا نہ لیتی اور تنویر کی جدائی نے مجھے مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا تھا سات سال تک اس کی گلیوں میں جاتی رہی گھر بھی گئی محلے میں بھی بازار میں بھی ہر جگہ مگر اس کی ایک جھلک دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔

محبت موسم کی قید کا کوئی موسم نہیں ہوتا

سنو سورج نکلنے کا کوئی موسم نہیں ہوتا
ابھی بھی یاد آئے تو نگاہیں بھیگ جاتی ہیں
پرانی راکھ جلنے کا کوئی موسم نہیں ہوتا

تی یی زمری تھی اپنے کزنوں کے ساتھ بہت فری تھی کزنیں میری زندگی کا حصہ تھیں ان کے گروپ کی لیڈر ہوا کرتی تھی رونق کا سماں ہوتا جہاں گلناز کا قدم ہوتا ہر فیشن کے کپڑے پہنتی تھی ہیل والا سینڈل پہنتی تھی پونی شولڈر کٹ بال اکثر جینز میں گھومتی تھی پینٹ کوٹ بڑا ہی پسند تھا ٹراؤزر شرٹ کثر پہنے رکھتی تھی چوڑی پاجامہ بس جو دل کیا پہن لیا کوئی رکاوٹ نہیں ہوا کرتی تھی ابو بھی روکتے تو پیار سے منا لیتی تنویر نے مجھ سے میری ہر خوشی چھین لی تھی کپڑے جوتے باتیں ہنسنا کزنوں سے ملنا باتیں کرنا سب کچھ ختم کر دیا دل ہی نہ کیا کسی سے پہلے کی طرح بات کرنا ملنا کسی کو دیکھتی تو غصہ آتا کہ کوئی مجھ سے بات نہ کرے میرے سامنے نہ آئے آہستہ آہستہ سب دور ہوتی گئی بس ایک دن آیا جب مکمل طور پر دنیا کے ہر رشتے سے ناتا توڑ لیا باہر کا دروازہ تک نہ کھولتی تھی بازار جانا پارک میں جانا کچھ بھی خریدنا غرض کہ جانا پینا سب روٹین سے ہٹ گیا تھا۔ لوگ بولتے پردہ کرنا شروع کر دیا ہے کب سے کیوں کس نے کہا میں باتوں میں ٹال دیتی میں نے اپنی دنیا اپنے اندر ہی بسائی تھی ہر وقت ہر پل ہر گھڑی تنویر کی یادوں میں جینا مرنا رونا ہنسنا خاموش رہنا باتیں کرنا میری ہر سانس تنویر پر قربان تھی۔ دن تو تنویر کی یادوں میں گزر جاتا تھا تو رات دیکھتے گزر جاتی ہر شام کو ایسے لگتا کہ وہ اچانک سے آ جائے گا مجھے اپنی بانہوں میں لے کر بولے گا۔

گلناز تم اچانک کہاں چلی گئی تھی کیوں گئی تھی رات کو لگتا وہ میرے ساتھ ہی بیٹھ گیا ہے۔ بس کیا کہوں کتنی پاگل ہو گئی تھی اور شاید رہتی بھی تھی مگر ابھی امتحان باقی تھی زندگی کے سو وہ ہو گیا جس کا کبھی سوچا بھی نہ تھا میرے لیے رشتہ آیا بعد میں پتہ چلا کہ ساحر مجھ سے بہت محبت کرتا ہے اپنے گھر والوں سے ناراضگی مول کر مجھے ہمسفر بنانے کا آخری فیصلہ کر لیا ہے میرے جسم میں ایک بجلی سی لہر دوڑ گئی مجھے یقین نہ آیا کہ کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے وہ بھی تب جب دنیا سے کوئی تعلق نہ ہوگا میرا نفرت ہوئی ساری رنگینیوں سے مجھے۔

امی کے بے حد اصرار پر پوری فیملی کے بار بار سمجھانے پر میری ناں کو ہاں میں تبدیل کروا دیا ساحر کو پتہ چلا تو وہ اپنے اختیار میں نہ رہا ایک دن پاگل ہو گیا۔ اور مجھے پاگلوں کی طرح پیار کرنے لگا میں نہ تو اسے روک سکی اور نہ ہی غصہ کر پائی جانے اس کی محبت میں کیسی کشش تھی اس کی محبت میں جس نے میری سماعتوں کو جکڑ لیا تھا مجھے خاموش کروا دیا تھا۔ وہ کراچی سے ملنے آیا تھا صرف میرے لیے منہ سے قبول کروانے سننے کے لیے اسے لگا تھا کہ میں اتنی جلدی نہیں مانوں گی یا پھر ڈر تھا کہ مانوں گی ہی نہیں۔

ساحر بہت ہی خوبصورت لگا جب پہلی بار میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو قیامت تھا وہ اب وہ ساحر میرا ہے ایک خوشی کی لہر اتر گئی وجود میں مگر وہ شخص بھی ٹوٹ کر یاد آیا میرے جسم کا ذرہ ذرہ جس کی محبت کی تسبیح کرتا تھا اب وہ کسی اور کے نام کر دیا میں نے خود ہی بات یہ نہیں تھی کہ تھک گئی تھی اس کو تلاش کرتے کرتے بلکہ سوچا کہ نو سال

سے دکھائی بھی نہ دیا اگر اب وہ کہیں نظر آ گیا تو
کیا وہ مجھے مل جائے گا کیا وہ مجھ سے محبت کرتا ہو
گا نہیں کر سکتا اگر کرتا ہوتا تو اتنے سال مجھ سے
ملے بنا نہ گزارتا میں اب خوار نہیں ہونا چاہتی تھی
وہ دور ہے تو دور ہی رہے خوش رہے۔

اب بھی شادی کے لیے ہاں نہ بولتی تو کب
تک ایسے ہی بھائیوں کے ٹکڑے پہ پلتی رہتی
پچیس سال کی ہوگئی ہوں عمر ڈھل جاتی تو کوئی
ڈھنگ کا رشتہ نہ ملے گا کیا فائدہ اس سہارے
کے پیچھے بھاگنے کا وہ دن گزر گیا سوچ میں پھر
فیصلہ بھی ہو گیا کہ ساحر ہی اب سب کچھ ہے سب
سے خوبصورت بات کہ تنویر جتنا ہی قد اسی ہی
گوری رنگت اس جیسے ہی نین نقش جب ہی ساحر
میرے سامنے آئے مجھے اس میں تنویر ہی دکھائی
دے رشتہ جتنی آسانی سے طے ہوا تھا اب آگے
اتنی ہی مشکلیں اور کڑے امتحان تھے۔ جس دن
ساحر نے جانا تھا میرے ہاتھ تھام کر اس نے
چہرے ویران آنکھیں لیے مجھ سے کہنے لگا۔

گلناز کیا تم فون پہ بات کیا کرو گی میں گل تم
بن جینا بہت ہی مشکل ہے اب تو زندگی ہی
تمہارے نام ہے زیادہ بات نہیں جتنا بولنا اور سننا
پسند کرو۔

اچھا کوشش کروں گی۔ میں اس پاگل سے
لڑکے کو انکار نہ کر سکی معصوم سی صورت پر ترس
آ گیا تھا۔ پھر وہ دن میں دو بار کال کرتا ہنسی
مذاق میں ٹائم پاس ہو رہا تھا زندگی پیاری لگنی
شروع ہوگئی تھی سب کچھ اچھا لگنے لگا تھا۔ پھر
ایک دن اس کی ماں نے فون کیا اور کہا۔

ہم یہ رشتہ توڑ رہے ہیں
وہ شام میرے لیے قیامت سے کم نہ تھی
میں بہت روئی تھی ساری رات سر درد سے پھٹتا
رہا صبح ہی رو رو کر برا حال تھا ساحر مجھے اتنا
بھلانے کی اس کی یادوں سے پیچھا چھڑانے کی
کوشش نہ کی ہوتی اب ساحر کی باتیں کیسے
بھلاؤں گی اب کیسے کسی کو چاہوں گی اب انہیں
سوچوں میں تھی کہ ساحر کی کال آ گئی وہ بار بار
میرے خاموش رہنے کی وجہ پوچھ رہا تھا میں نے
سب بتا دیا ساحر نے مجھے تسلی دی اور کہا۔

گلناز تم میری محبت ہو اور میرا سب کچھ ہو
اپنے گھر والوں کی طبیعت تو میں اچھے طریقے
سے صاف کرتا ہوں تم سے شروع تم پہ کہانی ختم
میری زندگی میری جان میری زندگی کا سکھ چین
سب کچھ تم پوری دنیا کو چھوڑ دوں گا مگر تمہاری
جدائی نہیں برداشت کر سکتا۔

جب ماں کو پتہ چلا تو وہ بھی دکھی ہوئی ساحر
کی ماں نے ساحر سے کہا۔

گلناز نے بہت بدتمیزی کی ہے مجھ سے کہتی
ہے کہ ساحر میرا ہے تم کون ہوتی ہو کچھ کہنے والی
اور بھی پتہ نہیں کیا کیا کہا دیا ساحر نے مجھے کال کی
سب بتایا اور کہا۔

تم کبھی خود کو تنہا نہ سمجھنا ساحر آپ کا ہے اور
میری جان تو ہے زیادہ اعتبار ہے تم پہ ساحر کی
ماں نے ساحر کو کہا۔

تم شادی ہماری مرضی سے کرو گے تو ہم
تمہارا ساتھ دیں گے نہیں تو خود ہی کرواؤ اپنی
شادی میں جب سے پیدا ہوا تب سے مجھے ماں
باپ کا رنگ برابر پیار نہیں ملا مجھے نہ اب کسی کی
ضرورت ہے اور چاہیے مجھے بس تمہارا ساتھ
چاہیے قربانیاں میری طرف سے ہیں کبھی بھی لگتا
ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو گی آج بہت ٹوٹا ہوا ہوں تم

بتاؤ کیا ہے تمہارے دل میں میرے لیے مجھے آج بتادو اگر نہیں بتا سکتی تو بس پھر ختم کر ڈالوں گا خود کو۔۔

نہیں ساحر مجھے بھی آپ سے بہت محبت ہے اتنی محبت ہے کہ آپ کے لیے سب کچھ جان بھی دے دوں گی جو کہو گے کروں گی ہمیشہ آپ کا ساتھ دوں گی جو کہو گے کروں گی ہمیشہ آپ کا ساتھ دوں گی۔

گلناز پہلے کیوں نہیں کہا کیوں چھپایا ظالم اگر اتنی محبت ہے تو کیوں تڑپایا۔

ساحر آج آپ مرنے کی بات نہ کرتے تو آج بھی نہیں بولا جاتا مجھ سے چلو کسی بہانے سہی تمہیں ترس تو آیا ہے مجھ پہ میرا نصیب شروع سے میرا دشمن ہے میرا آج تک جس شے کی تمنا کی کبھی نہ ملی تو یہ تک نہ اب ساحر کو نہیں کھو سکتی تھی۔ میں نے تو ان سے وعدہ کیا کہ ہر حال میں ساحر کا ساتھ دوں گی پھر قربانی دینے کا وقت بھی جلدی ہی آ گیا جب پتہ چلا کہ ساحر تنہا رہ گیا ہے گھر میں کوئی ساتھ نہیں دے رہا اس کا تو میرے گھر والوں نے رشتے سے انکار کر دیا کہ ساحر کی فیملی کرائے پہ رہتی ہے ساحر تنہا گھر کیسے بنائے گا تو ساحر کا رو رو کر برا حال تھا اجازت تو پہلے ہی نہ تھی مجھے بات کرنے کی مگر اب سخت پابندی لگا دی گئی تھی مشکل سے میسج کرتی جب کال پہ بات ہوتی تو مجھے بہت برا بھلا کہا جاتا تھا طرح طرح کے طعنے دیے جاتے موبائل چھین لیا جاتا مجھے گالیاں مار اپنا جاتا میری بہنیں کہتی۔

کیوں ظلم کر رہی ہو اپنی جان پر چھوڑ دو اسے لاوارث کو کیا دے گا وہ تمہیں۔ چار مہینے کی محبت ہمارے بیس سالوں کی محبت کے نیچے بھلا!

وہ نہیں مرتا وہ اگر مر بھی گیا تو تیرا کیا جائے گا بلکہ ہماری تو جان چھوٹ جائے گی۔

میں روتی تڑپتی اپنے پیارے ساحر کے بارے میں ایک لفظ سننا پسند نہ تھا میرے سامنے مرنے پیٹنے ہوتے۔ پھر میں نے اپنا الگ موبائل لے لیا تھا تو پیارے ساحر نے کہا۔

گلناز میں خوش رہنا سیکھ جاؤں کوئی بھی کچھ بھی کرے تم دھیان مت دیا کرو جب کسی سے کوئی واسطہ ہی نہیں تمہارا تو مت رویا کرو مت جھگڑا کرو تم سے موبائل لے لیا تو ہم خود نیا لے کر آ جائیں گے۔

ساحر کی باتوں نے مجھے بہت حوصلہ دیا میں واقع خوش رہنے لگ گئی وہ بیچارہ اب مزدوری کرتا دن رات کام کر کے پیسے جمع کرتا کہتا ہے بس ایک سال میں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا تمہیں لے کر جاؤں گا اپنی دلہن بنا کر اب نہیں جیا جاتا تم سے دور رات کو اپنے ساتھ باتیں کرتے کرتے گزارنا چاہتا ہوں صبح اٹھتے ہی تمہارے چہرے کو دیکھنا چاہتا ہوں ہماری انمول پاکیزہ محبت کو نومولود ہونے والے ہیں اب ساحر کی محبت آگے سب نے سر جھکا لیا سوائے ایک بھائی کے کہتا ہے کبھی میں شادی نہیں ہونے دوں گا نکھٹو نہ کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا ہمارے ٹکڑوں پہ پل رہا ہے اور کتے کی طرح بھونکتا ہے مجھے اس کی بکواس سے ذرا بھی فرق نہیں پڑنے والا تھا میں نے ڈرنا تو سیکھا ہی نہیں اور نہ ہی عام لڑکیوں کی طرح جاگتی ہوئی آنکھوں سے خواب دیکھتی ہوں جو ٹوٹ جائیں گے مجھے میرے خدا پہ بھروسہ ہے میں نے استخارہ کیا ہے ساحر ہی دنیا اور آخرت کے لیے ایک اچھا ہمسفر

ثابت ہوگا وہ صرف میرا ہے اور اب بھی بھی
کبھار وہ بھی رو پڑتا ہے میں بھی رونے لگ جاتی
ہوں ہم ایک دوسرے کو کھو کر نہیں جینا چاہتے
ہمیں ہمیشہ ہی جینا ہے سب سے اہم بات کہ
ساحر کی میں پہلی نہیں دوسری محبت ہوں پہلی لڑکی
نے اس کو دنیا کے ڈر سے چھوڑ دیا تھا اس نے
ساحر کو کہا کہ تم چلے جاؤ میری زندگی سے ہمیشہ
کے لیے تو ساحر نے دوبارہ مڑ کر نہیں دیکھا۔
ساحر کہتا کہ میں محبت کرتا تھا تو کیسے تو اس
کی بات نہ مانتا اب تو تم ہی میری زندگی ہو میری
جان ہو میری بیگم ہو میرا سکھ ہو میرا دس سال تک
ساحر اس کی اور میں نو سال تک تنویر کی محبت میں
جلتی رہی اب لگتا ہے کہ جیسے کوئی اور تھا ہی نہیں نہ
اس کی نہ میری زندگی میں لوگ تو کہتے ہیں کہ
محبت ایک بار ہوتی ہے اور پہلی ہی نظر میں محبت
کبھی نہیں بھولتی سب سچ نہیں ہوتا ہم دونوں نے
دوسری بار ایک دوسرے کو دل میں بسایا تھا اور اتنا
ٹوٹ کر تو ہم دونوں نے پہلے نہیں کسی کو چاہا ساحر
نے جب مجھے پہلی بار دیکھا تو ہی محبت ہوئی تھی
بلکہ بزرگوں کا کہنا ہے کہ پہلی نظر میں عشق ہو گیا
ساحر نے ڈوب کر عشق کیا ہے اور مجھے بھی اس
کشش نے اسے پاگلوں کی طرح چاہنے پہ مجبور
کر دیا ہے ہمارا عشق سچا ہے ہم مل کر ہی رہیں
گے۔
آپ قارئین سے گزارش ہے کہ آپ دعا
کریں ہم دوسری بار نہ ٹوٹ جائیں بلکہ سب غم
بھول جائیں ہمارے من کی مرادیں پوری ہو
جائیں میں کس قدر کامیاب ہوئی لکھنے میں ضرور
بتائے گا آپ کی رائے کی منتظر رہوں گی
فرزانہ سرور میاں چنوں

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

علم کو افراد تک پہنچانا قرب خداوندی ہے۔
رسول اللہ ﷺ
باعزت شے کو ذلیل شے کے عوض مت
فروخت کرو۔ (غوث الاعظم)
دولت طاقت سے اور طاقت مہربانی سے
پیدا ہوتی ہے۔
وہ شخص جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ ہر اک سے
ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں
ڈرتا۔
اٹھو جاگو اور جب تک منزل نہ پاؤ چین
سے نہیں بیٹھو۔
توکل انسان کو بہت بڑی غلامی سے نجات
دلاتا ہے۔
کمزوروں پر رحم نہ کرنے والا طاقتور سے
مار کھاتا ہے۔
بوڑھوں کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کا لحاظ
رکھیں اس لیے کہ ان کے گناہ کم ہیں اور
نوجوانوں کو چاہیے کہ بوڑھوں کا ادب کریں وہ
نوجوانوں سے زیادہ عابد اور تجربہ کار ہیں۔
سچائی اختیار کر کے فلاح پاؤ گے سچے کی
ہمت آسمان میں بلند رہتی ہے۔
خدا کے نزدیک سب سے پیاری بات
والدین کی اطاعت ہے۔
زندگی کی مصیبتیں کم کرنا چاہتے ہو تو گناہ نہ
کرو۔
وعظ گوئی سے پرہیز کرو جب تک تم خود
پورے عادل نہ بن جاؤ۔
پرنس بابر علی خان بلوچ۔ ساہیوال۔۔۔

میرا کوئی ہے

--تحریر--مسرت شاہین سرگودھا-

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
عادل نے مجھے ایک نئی زندگی دی میرا ساتھ دیا آج تک ہم نے ایک دوسرے کو غلط بات نہیں کی حرکت تو دور کی بات ہے ہماری محبت تک کا پاکیزہ ہے عادل کے گھر والوں نے بہت رشتہ مانگا مگر میرے والد نے انکار کر دیا میرے ابو کو اور امی کو آج میری کمائی بہت اچھی لگتی ہے عادل کا کہنا ہے کہ ہم کورٹ میرج بھی نہیں کریں گے تم شادی کروالو تمہاری سگی ماں نہیں ہے جس کے گھر تم اور انتظار کر سکو اور اب میرے ابو نے اپنے کسی شاگرد حافظ قرآن کو میرا رشتہ دے دیا۔ قارئین میں نے اس کہانی کا نام۔ میرا کوئی ہے۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اور سب اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیں گے

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرا نام ثنا۔ رکھا گیا ہم سات بہنیں تھیں کوئی بھائی نہ تھا مگر ہم لوگ بہت غریب تھے میری کوئی بہن بدصورت نہ تھی ہم سب بہنیں ایک دوسرے سے بڑھ کر خوبصورت تھیں میرے ابو سخت مزاج تھے مگر میری امی بہت رحم دل انسان اور ایک عظیم عورت تھی میری ساری بہنیں پانچ پانچ تک سکول میں پڑھی تھی میں سب سے چھوٹی اور لاڈلی تھی مجھ سے میری بہنیں اور امی بہت پیار کرتی مگر ہمارے ابو گھر بہت کم آتے وہ حافظ تھے اور زیادہ تر مسجد میں ہی رہتے تھے جب میں پانچویں میں ہوئی تو میری ساری بہنوں کی شادیاں ہو چکی تھی۔

جب میں پرائمری پاس کر کے چھٹی کلاس میں آئی تو میری امی کی وفات ہو گئی میں اکیلی ہو گئی بہت صدمہ اٹھانا پڑا تھا نہ کوئی باجی ہمارے گھر آ کر رہتی اور نہ ہی کوئی گھر کا کام کر سکھاتی مگر مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا جو باجی بھی آتی کہتیں کہ بس میں گھر کا کام کرلوں گی صرف سکول سے نہ چھڑاؤ اس طرح ہی جب میں آٹھویں جماعت میں آئی تو میری زندگی ایک اور رخ میں آ گئی وہ یہ کہ میرے ابو نے دوسری شادی کر لی تھی اور وہ بھی ایک غیر برادری میں مجھے ان غیر برادری والوں سے بہت ڈر لگتا تھا آگے ہی اور اب تو اور بھی زیادہ ڈرتی تھی۔ میری نئی امی مجھ سے بہت کام کرواتی تھی اور ابو سے کہتی۔

اس کو اب سکول نہ جانے دیا کرو آگے ہی بہت اخراجات ہیں۔

میرے ابو مجھ سے جب بات کرتے تو میں رونے لگتی تھی اور رو رو کر کہتی کہ مجھے دنیا کی کوئی چیز نہ دیں بس مجھے سکول جانے دیں کیا میری اتنی سی

گھر میں اہمیت نہیں ہے ایسے ہی دن گزرتے گئے اور میں نویں کلاس میں پہنچ گئی۔ میری امی بھی مجھے جوتا یا کوئی بھی چیز لے کر نہیں دی تھی اور نہ ہی میں نے کبھی مانگی تھی اور میری ماں خود دنیا کی ہر چیز لیتی لیکن کوئی بات نہیں۔ میں جب دسویں کلاس میں آئی تو ابو نے زور سے بولے۔

تم اب سکول چھوڑ دو بڑے بڑے پڑھے لکھے انسان دنیا میں دھکے کھا رہے ہیں تم کونسی کرنا چاہتی ہو اور ویسے بھی جب تم پڑھ جاؤ گی تو بھی نوکری نہیں ملے گی۔

میں ابو کی باتیں سن کو بہت مایوس ہوتی اور اس پریشانی میں سکول نہ گئی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں کس سے اپنے دل کی بات کروں کئی بار سوچتی کہ کسی باجی سے بات کروں فیس کے لیے پیسے مانگوں مگر پھر ڈر جاتی ان کے اپنے حالات بہت خراب ہیں کیسے ان سے بات کروں اگر ان کے گھر والوں نے بھی ابو کی طرح ان کو ڈانٹا تو پھر کیا ہوگا میں ساری رات سوچتی رہی کسی نتیجے پر پہنچی نہ ہی پتہ نہیں کب نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا میں سوگئی صبح جب اٹھی تو۔ مجھے بہت تیز بخار تھا۔

میں نے کہا امی جی میری صحت ٹھیک نہیں پلیز میں اب نہیں اٹھ سکتی۔ امی نے لڑنا شروع کر دیا اور کہا۔۔۔!

اچھا تو اس لیے سکول جاتی تھی کہ گھر کے کام نہ کرنا پڑیں۔

میں نے کہا نہیں امی جی ایسی کوئی بات نہیں

مگر وہ کب میری کوئی بات سنتی تھی بولتی ہی جا رہی تھی میں اٹھی اور چپ کر کے گھر کا سارا کام کیا بخار سے سخت برا حال تھا اور کچھ کھانے بناتی ٹیسٹ کی پیپر اپنے ذہن سے پڑھنا نکال دیا اور چپ کرکے گھر کا کام کرتی تھیں

دن گزرتے رہے اور بس سکول نہ جاتی ابو کو کھانا دینے لگی مجھے چکر آیا اور میں زمین پر گر گئی۔ مجھے ابو نے اٹھا کر چارپائی پر ڈالا اور منہ میں پانی ڈالا کچھ دیر بعد مجھے ہوش آیا ابو نے مجھے پیار سے سمجھایا اور کہا۔

دیکھو بیٹی ہم غریب ہیں مجھے پتہ ہے کہ تم پریشان ہو سکول کی وجہ سے یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں کوئی مشکل کام کر کے سکول میں پڑھنے بھیجوں بھی تو کل کو تم کام کر کے پڑھ کر کیا کرو گی نوکری تو نہیں ملے گی

ابو باتیں کر رہے تھے میں چپ کر کے سنتی رہی اور پھر ابو کو کہا۔

ابو جی آپ پریشان نہ ہوں میں سکول کے لیے بالکل بھی پریشان نہیں ہوتی۔

ابو خوش ہو گئے اگلے دن میری حالت پہلے سے بہتر تھی ابو گھر پر ہی تھے میں اٹھی اور گھر کا سارا کام کیا گیارہ بجے کا ٹائم تھا جب میرے سکول کی ایک لڑکی آئی اور مجھے کہا۔

تمہیں میڈم بلا رہی ہیں

مگر میں نے جب چپ چاپ کاپی پنسل پکڑی اور درخواست لکھی کہ اپنے سارے حالات سے آگاہ کیا اور سکول نہ آنے کی معذرت کی کر لی دو دن بعد پھر میرے سکول سے ایک لڑکی آئی میڈم نے ایک رکا لکھا تھا جب میں نے پڑھا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور ابو کو بھی پڑھ کر سنایا جس پر لکھا تھا۔

پیاری بیٹی ثنا۔ آپ جیسی لڑکیاں ہمارے سکول میں پڑھتے پڑھتے چھوڑ دیں تو ہمیں بہت

دکھ ہوتا ہے آپ جیسی لائق لڑکیاں ہی ہمارے سکول کا نام روشن کرسکتی ہیں آپ کی فیس کا بندو بست ہوگیا ہے پلیز پیاری سٹوڈنٹ ثناء کل سکول ضرور آنا۔

میں نے ابو سے اجازت لے لی اور ابو خاموش رہے امی سے بات کی تو امی لڑنے لگی وہ تو سوتیلی ماں تھی مگر میں نے بھی ان کو ماں سے کم درجہ نہ دیا تھا آج بھی ان کی بہت عزت کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی اور سوری بتانا بھول گئی کہ ہمارا گھر ایک چھوٹے سے شہر میں واقع تھا سرکاری سکول پرائمری تک تھا آگے پرائیویٹ سکول تھے اور میں بھی پرائیویٹ سکول میں پڑھتی تھی میں نے ابو سے کہا۔

ابو جی آپ خاموش کیوں ہیں اب تو میری فیس کا بھی مسئلہ حل ہوگیا ہے نہ پلیز مجھے سکول جانے دیں پلیز ابو جی اللہ اللہ کرکے مجھے اجازت ملی اور میں خوشی خوشی سکول گئی۔

ہمارے سکول میں لڑکے لڑکیاں اکٹھے پڑھتے تھے جب میں سکول پہنچی تو میری ایک دوست تھی عروج میں سب سے پہلے اس سے ملی اور جب اس سے ملی تو حیران ہی رہ گئی کیونکہ اس نے مجھے ایک بات ہی ایسی بتائی تھی کہ وہ یہ کہ جو اپنے حالات پر میں نے درخواست لکھی تھی وہ میرے کلاس فیلو عادل نے پڑھی عادل بہت اچھی شخصیت کا مالک تھا اور بہت امیر تھا اس نے میڈم سے کہا۔

میں ثناء کی فیس دیتا رہوں گا اگر وہ پڑھ سکتی ہے تو ثناء کو بلوالیں

اس طرح پھر میڈم نے کچھ فیس کم کی اور باقی عادل نے ادا کی پورے سال کی اکٹھی فیس جمع کروادی۔ پھر میں اپنی کلاس میں سب سے ملی عادل پہلے کی طرح اپنی کتاب میں مگن تھا اس نے مجھے ذرا بھی محسوس نہ کروایا تھا کہ اس کی مہربانی پر سکول آئی ہوں جب مجھے بریک ہوئی تو میں خاموش ہوکر بیٹھی تھی ایک طرف تو عادل میرے پاس آیا اور مجھے کہا۔

شکر ہے آپ سکول آئی آپ کے بنا تو دسویں کلاس ساری نالائق ہے۔۔۔ اور میں نے صرف تھینکس کہہ کر چپ ہوگئی اور وہ دوسری طرف چلا گیا میں کوئی اور بات ہی نہ کرپائی تھی۔

میں گھر آئی تو گھر کا کام کیا اور رات کو پڑھائی کرنے لگی تو ذرا بھی دل نہیں لگ رہا تھا اور سوچ رہی تھی کہ عادل کتنا اچھا ہے اور اپنا احسان جتایا بھی نہیں ہے اگلے دن میں سکول گئی تو میڈم نے مجھے آفس میں بلا کر کہا۔

ثناء کسی اور سے تم سنتی تو شاید کشمکش میں رہتی یہ بتانا چاہتی ہوں کہ تمہاری فیس عادل نے ایک سال کی جمع کروادی ہے اس لیے پلیز تم صرف دل لگا کر پڑھو اور عادل تمہیں کوئی احسان نہیں جتائے گا وہ تمہیں زیادہ کرے تو ایک سچا دوست بنا سکتا ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کیونکہ وہ ایسا ہے ہی نہیں غلط سوچ رکھنے والا نہیں ہے۔

میں نے میڈم کی تمام باتیں سنیں اور واپس گھر آگئی مگر اب میرے دل میں ہر وقت عادل رہتا تھا اور دل سے وعدہ کیا کہ اگر دوست بناؤں گی تو صرف عادل کو اسی طرح ہی عادل میری نس نس میں سماتا گیا میرے دل میں اپنا بہت بڑا گھر بنالیا ہمارے پیپر نزدیک تھے اور میں نے ایک دن عادل سے کہا۔

عادل مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے اگر

آپ برا نہ مانیں تو
عادل نے کہا بولیں میں برا محسوس نہیں کرتا
میں نے عادل سے کہا میں تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں اگر آپ نے انکار کر دیا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔
عادل نے کہا۔ اوکے کل سوچ کر بتاؤں گا
میں نے کل کا انتظار کیا اور اگلے دن جلدی جلدی سکول گئی عادل کافی دیر بعد سکول آیا تو میں اسے دیکھ کر بہت خوش ہو گئی کیونکہ وہ آج بہت فریش لگ رہا تھا لیکن عادل نے مجھ سے کوئی بات نہ کی جب چھٹی ہوئی تو میں پھر سے پریشان ہو گئی چھٹی ہوئی تو عادل نے مجھے ساتھ والے روم میں بلا کر کہا۔
ثنا سوچ لو میں تم سے سچی دوستی کروں گا اگر تم دوستی نبھا سکتی نہ سکی تو میرا دل ٹوٹ جائے گا اگر تم نے کسی بات سے میرے ساتھ دوستی کرنا چاہتی ہو تو یہ غلط کر رہی ہو اپنے ساتھ بھی اور میرے ساتھ بھی۔ اگر واقعہ تم مجھے دوستی کے لائق سمجھتی ہو تو مجھے منظور ہے آج سے میں تمہارا پکا دوست ہوں۔ میں بہت خوش ہو گئی اور عادل کو کہا۔
آج میں جتنی خوش ہوں اتنی زندگی بھر نہیں ہوئی عادل سے کافی سارے وعدے کیے اور کہا میں اپنی دوستی پر ثابت قدم رہوں گی
پھر ہم گھر آ گئے۔ آج کل میں بہت خوش رہتی تھی میری سوتیلی ماں بات بات پر لڑتی تھی تو عادل سے دوستی مگر میرا دل اس کو دن رات چاہنے لگا ہر وقت عادل ہی دماغ میں رہتا دن گزرتے گئے اور میری محبت پروان چڑھتی رہی۔
میٹرک کے پیپر ہو گئے دن بہت مشکل سے گزر رہے تھے جب ہمارا رزلٹ آیا تو ہم اچھے نمبروں سے پاس ہو گئے سب بہت خوش تھے میں میں فرسٹ ڈویژن پر پاس ہو کر بھی عادل کو رو رو کر دیکھ رہی تھی عادل نے رونے کی وجہ پوچھی تو میں اور بھی رونے لگی اور پھر روتے روتے کہا۔
ہر پل یاد آتے ہو محبت ہوئی ہے تم سے یہ بات منہ سے نکلی ہی تھی کہ عادل کے سرخ اور سفید رخساروں پر آنسو گر پڑے اور بولا
میری پیاری جان میری شہزادی میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں تم سے اور کافی عرصے سے کرتا ہوں اظہار اس لیے نہیں کیا کہ کہیں تمہیں کھو نہ دوں میری دھڑکن ہو تم
تم بات میں نے کیا ہنسی مجھے اپنی زندگی زندگی لگنے لگی پھر ہم مل کر آئس کریم کھائی کافی ساری باتیں میں اور جب آگے پڑھنے کی بات ہوئی تو عادل نے کہا
میں باہر جا رہا ہوں تم پلیز تم پریشان نہ ہونا میں ہر پل تمہارے ساتھ ہوں مجھے پتا ہے تمہیں پڑھنے کا بہت شوق ہے اس لیے تم میری خاطر پڑھو گی پلیز
وہ باتیں کرتا رہا میں سن کے روتی رہی۔
دن گزرتے گئے اور ہم گھر گئے مگر پھر بھی پریشان رہنے لگی میں گیا رویں کلاس میں بیٹھ گئی اور عادل نے پھر ایک سال کی فیس جمع کروا دی میں سکول گئی وہ انتظار کیا عادل نہ آیا میں بہت پریشان ہوئی نہ دن کو چین اور نہ رات کو قرار آیا تین دن ہو گئے عادل نہ آیا تین دن بعد جب میں سکول گئی تو پہلے سے ہی عادل موجود تھا گیٹ کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھا تو دوڑ کر میرے پاس آیا اور کہا۔
تمہیں کیا ہوا تین دن کی جدائی میں منہ

سن سے فون رکھ لیا اور رات کو اپنی سوتی تھی اس لیے رات کو بات کرتی تھی دن گزرتے رہے جب سکول جاتی تو فون بھائی احمد کو دے دیتی جب چھٹیاں ہوتی تو پاس رکھ لیتی اس طرح ہی میں نے بی ایس سی کر لیا تو عادل کے گھر والے میرا رشتہ لینے آئے تو میرے ابو نے انکار کر دیا آج میں سرکاری ٹیچر ہوں اگر میں اس درجے پہ پہنچی ہوں عادل کی وجہ سے آج جو کچھ بھی ہوں عادل کی وجہ سے ہوں۔

عادل نے مجھے ایک نئی زندگی دی میرا ساتھ دیا آج تک ہم نے ایک دوسرے کو غلط بات نہیں کی حرکت تو دور کی بات ہے ہماری محبت تک کا پاکیزہ ہے عادل کے گھر والوں نے بہت رشتہ مانگا مگر میرے والد نے انکار کر دیا میرے ابو کو اور امی کو آج میری کمائی بہت اچھی لگتی ہے عادل کا کہنا ہے کہ ہم کورٹ میرج بھی نہیں کریں گے تم شادی کر والو تمہاری کوئی ماں نہیں ہے جس کے گھر جاؤ وہاں تمہارے ساتھ ہو اور اب میرے ابو نے اپنے کسی شاگرد حافظ قرآن کو میرا رشتہ دے دیا۔

میں عادل سے بہت محبت کرتی ہوں اس دور میں آج بھی اس طرح کے لڑکے ہیں اتنی محبت ہے جو اتنی محبت کر کے بھی کسی کی عزت کا خیال رکھتے ہیں عادل نے مجھ سے اتنی محبت کی اور آج ابو کی عزت کا بھی خیال رکھ رہا ہے مجھے اپنی قسم دے دی ہے کہ تم شادی کر والو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتانا اور اپنا خیال رکھنا اور خود قسم کھا دی ہے کہ میں نہ ہی پاکستان آؤں گا اور نہ ہی شادی کروں گا یہ تھی میرے پیارے عادل کی سچی محبت مجھے زندگی دے کر خود زندگی ہار گیا۔

قارئین آپ بتائیں نہ پلیز کہ میں کیا کروں میرا عادل کتنا اچھا ہے اور کالی کوئی ہے اس دنیا میں ایسا انسان آج تک مجھے اپنے قدموں پہ کھڑا کرتا رہا اور آج مجھ سے دور ہو گیا۔

قارئین مجھے آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا پلیز ضرور آگاہ کرنا میری اپیل ہے ان عاشقوں سے جو آج کل محبت کے نام کا بدنام کرتے ہیں پلیز ایسا مت کرو محبت انسان کو جینا اور رہنا سکھاتی ہے کچھ لوگوں نے پاک محبت کو کتنا گرا دیا ہے قارئین کرام میرے عادل کو کیسے کہوں کہ مجھ سے کورٹ میرج نہیں کرنا تو پلیز پلیز شادی کر لو ورنہ میں بھی کبھی خوش نہیں رہ سکتی یا اللہ میرے عادل کو اتنا خوش رکھ کے زندگی کی ہر خوشی اسے ملے۔

تو قارئین یہ تھی میری ٹیچر ثنا کی کہانی امید ہے کہ پسند آئے گی میری ٹیچر اور سر عادل کے لیے دعا کیجئے گا ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ اور دل و جان سے ٹیچر ثنا اور سر عادل کو سلام۔ سر یا تو آپ میری ٹیچر سے کورٹ میرج کر لیں اور یا اپنی شادی کروا لیں پلیز پلیز سر پلیز۔ مسز شاہین۔

خرم شہزاد مغل کے نام

اتنی شدت سے تم میری رگوں میں اتر گئے ہو
تمہیں بھولنے کے لیے مجھے مرنا ہو گا

ماہ نور کنول

زرینہ زاری کے نام

لا حاصل ہی سہی زاری
مگر محبت تمہیں سے ہے

سلمان بشیر بہاولنگر

تم کہاں ہو

تحریر۔ محمد یونس ناز۔ کوٹلی آزاد کشمیر۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

انسان کب کسی بے وفا کو یاد کرتا ہے مگر محبت کرنے والوں کو اتنی جلدی کب فراموش کیا جا سکتا ہے میں کسی نہ کسی طرح اس کی خیریت دریافت کر لیتا تھا مگر آنکھیں اس کے دیدار کو ترس گئی تھیں پندرہ سال کا اک طویل عرصہ ہوتا ہے نا جانے وہ کس حال میں ہو گی کیا بھول کر بھی اس کو میری یاد آتی ہو گی کوئی لمحہ تو اس کو احساس دلاتا ہو گا کہ کبھی اس نے کسی سے محبت کی تھی۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ تم کہاں ہو۔ رکھا ہے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی اور اپنی قیمتی رائے دیجئے گا۔ تمام دوستوں قارئین اور سٹاف جواب عرض کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام بالفت پیش کرتا ہوں اور اپنے چاہنے والوں کا مشکور ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کہتے ہیں کہ وقت کبھی لوٹ کر نہیں آتا اور نہ ہی انسان کبھی اپنے ماضی میں واپس آسکتا ہے اور جانے والے کب لوٹ کر آتے ہیں اگر انہوں نے واپس آنا ہوتا تو جاتے ہی کیوں۔ دنیا عارضی ہے تمام رشتے ناطے عارضی محبت کے وعدے کون کسی کا ساتھ دیتا ہے اور ہر کوئی اپنے مطلب کی خاطر ہی تو رشتہ قائم رکھتا ہے اور جب مطلب پورا ہو جاتا ہے تو پھر انجان بن کر پاس سے گزر جاتے ہیں

ایک طویل عرصہ گزر گیا اس کی کوئی خیر خبر نہیں بہاروں سے پوچھا خزاؤں سے پوچھا مگر کوئی جواب نہ ملا انسان وقت گزرتے تو سب کچھ فراموش کر دیتا ہے مگر ماضی کی خوشگوار تلخ یادیں انسان کو کبھی نہ کبھی پریشان کر دیتی ہیں اور جن کے ساتھ اچھا وقت گزرا ہو وہ لوگ کب بھلائے جاتے ہیں کبھی نہ کبھی ان کی یاد آ ہی جاتی ہے کوئی ادا ہی دل کو مسرور کر دیتی ہے لیکن زندہ رہنے کے باوجود جس آدمی سے رابطہ نہ ہو یا اس کی کوئی خبر نہ ہو وہ کہاں ہے کس حال میں ہے کیسے جی رہا ہے کیا کبھی اسے بھی میری یاد آتی ہو گی کیا زندگی کے قیمتی تین سال اس نے بھلا دیئے ہوں گے وہ جن کے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائی جاتی ہیں ریت کی دیوار ثابت ہو گئی ہیں کبھی تو وہ بھی مجھے محسوس کرتا ہو گا میرے بارے میں کیا کبھی اس کے دل میں کوئی خیال تو آتا ہو گا۔

کیا اس نے مجھے بھلا دیا ہو گا کیا وہ اپنی زندگی سے مطمئن ہو گا میرے سنگ بیتے ہوئے لمحات وہ کیسے فراموش کر گیا دل ناداں کو تسلی دے رہا ہوں اگر اس کے دل میں میرے لیے محبت ہوتی تو ضرور رابطہ کرتا۔

کسی سے میرے بارے میں ضرور پوچھتا مجھے خبر ہو ہی جاتی یہ تو پتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ اپنی زندگی میں مطمئن بھی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس نے مجھے بھلا دیا ہو میں تو خود بھی اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں یہ خیال اچھا ہے غالب والی بات ہے۔

ہاں یاد آیا کنول تم بدل گئی ہو تمہارے خیالات بدل گئے ہیں تمہاری محبت بدل گئی ہے یاد آیا تم کو محبت کا مفہوم کب یاد ہوگا اور یہ بھی یاد نہ ہوگا کہ تم نے کس کس سے محبت کی تھی مجھے تو ضرور چند لوگوں کے نام یاد ہیں جنہوں نے تم سے محبت کی میں کون ہوں شاید تم کو یاد بھی نہ ہوگا اور تم کو یاد کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے لیکن دل کہتا ہے کہ تم اتنی خود غرض نہیں ہوسکتی کبھی نہ کبھی تو تم سے سرِ راہ ملاقات ہو ہی جائے گی۔ زندگی نے وفا کی تو تم سے اپنا قصور ضرور پوچھوں گا کہ تم نے مجھے کیوں ٹھکرایا کس کے لیے ٹھکرایا اور اب تم کیا سے کیا بن گئی ہو اب تو تمہارے بالوں میں سفیدی آگئی ہوگی حسن ماند پڑ چکا ہوگا وہ شرارتیں ہو مغرور پن سب کچھ ختم ہوگیا ہوگا آخر کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ ہاں بہت کچھ یاد آیا کیوں کہ محبت میں اتنا دم ضرور ہوتا ہے کہ وہ انسان کے ضمیر کو جھنجھوڑتی ہے۔

قارئین کرام اب آتے ہیں کہانی کی طرف آج سے اکیس سال قبل کی بات ہے جب ہم بھی جوان تھے اور وہ بھی وقت گزرتا گیا پتا ہی نہ چلا کہ اتنا طویل عرصہ گزر گیا مگر وقت اور حالات کب ایک جیسے نہیں رہتے ہیں یہ سال 1993 اپریل کی بات ہے کہ میں مکان کے صحن میں کھڑا تھا کہ چند لڑکیاں سامنے راستے سے گزر رہی تھیں ان سے ایک لڑکی بار بار مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی مگر میں نے کوئی توجہ نہ دی تھی اس طرح ہی وہ مجھے متوجہ کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی میں اسے وہم سمجھ کر بھول جاتا لیکن کب تک ایسا ہوتا اور اب وہ ایک عادت سی بن گئی تھی۔

روزانہ ان لڑکیوں کا انتظار کرتا وہ کون ہیں کہاں رہتی ہیں مجھے اس چیز سے کوئی غرض نہیں بس ان کو دیکھ کر دل کو تسلی ہو جاتی یہاں ایک بات قابل غور ہے ان لڑکیوں نے نقاب کیے ہوتے اور اس بات کا اندازہ لگانا بھی مشکل تھا کہ کون سی لڑکی مجھے پسند کرتی تھی اس کشمکش میں دو ماہ کا عرصہ گزر گیا تھا ایک دن میں کسی کام کی غرض سے بازار جانے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں سے آج دو ہی لڑکیاں ہیں مگر حیرت اس بات کی کہ ایک نے آج نقاب کیا تھا اور ایک نے نہیں کیا ہوا تھا بلکہ اس کو دیکھ کر دل کو کچھ ہونے لگا اور دل ہی دل میں میں خیال آنے لگا کہ میر المحبوب کس قدر حسین ہے مگر دوسرے لمحے سے آواز آئی ناصر پہلے اندازہ تو کرو کہ تمہیں کون چاہتا ہے اور تم کس کو چاہتے ہو ابھی میں کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ وہ لڑکیاں گاڑی میں بیٹھ گئیں۔

یہاں پر یہ یاد دلاتا چلوں کہ یہ وقت تھا کہ لوگوں کے پاس بہت کم اپنی ٹرانسپورٹ ہوتی تھیں اور نہ ہی موبائل دور تھا بلکہ گھر میں بھی بہت کم لوگوں کو ٹیلی فون کی سہولت میسر ہوتی تھی وہ دور خطوط کا دور تھا یہ جولائی کی بات ہے کہ میں کسی کام کی غرض سے اپنے دوست منیر سے ملنے گیا منیر سے یاد آیا کہ وہ تو اب اس دنیا میں نہیں رہا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے کیونکہ میں اور منیر اکھٹے ہی رہ چکے تھے اس نے فیملی

ساتھ رہتی ہوئی تھی اور اس وجہ سے وہ دوسرے محلے میں شفٹ ہو گیا تھا اس نے کہا

یار ناصر تم میرے گھر نہیں آتے ہو میں نے سوچا کہ چلو اس کا یہ شکوہ ہی دور کر دوں۔

دن کے دو بجے اس کے گھر کی طرف چل پڑا اور میرے گھر اس کے گھر کا فاصلہ بیس منٹ کا تھا اس کے گھر پہنچا تو اس نے خوب خاطر تواضع کی اور ہم مکان کے صحن میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے یہاں آ کر مجھے پتہ چلا کہ میرے خوابوں کی شہزادی تو یہاں رہتی ہے۔ مکان کی چھت سے لڑکیوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اوپر مڑ کر دیکھا تو کنول مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی اس نے مجھے اشارہ کیا اور ایک کاغذ کا ٹکڑا میری طرف پھینکا۔ میں نے دوست سے کہا۔

یار میرے سگرٹ ختم ہو گئے ہیں اب کیا ہو گا

اس نے کہا ناصر تم فکر میں بازار سے لے آتا ہوں وہ بازار گیا اور مجھے موقع مل گیا تو کنول نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔

خط کا جواب ابھی دینا ہے اس نے خط میں لکھا ہوا تھا اس سوچ میں تھا کہ کہیں منیر نہ آ جائے بہر حال میں نے خط کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے خط میں ایک لفظ کو غور سے پڑھتا گیا اور مجھے ایک عجیب سی خوشی محسوس ہونے لگی کیونکہ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کسی لڑکی نے خود پہل کی تھی اور مجھ سے محبت کا اظہار کر دیا تھا خط کی تحریر کچھ یوں تھی۔

جان سے پیارے اجنبی۔ سلام عشق۔

بہت دن ہو گئے ہیں میں آپ کو پسند کرتی ہوں اور جس دن آپ کا دیدار نہ ہو میں رات کو سو نہیں سکتی ہوں میں بہت دکھی لڑکی ہوں مجھے دھوکہ مت دینا آئی لو یو۔ آپ کی اپنی کنول۔

یہ خط پڑھ کر مجھے واپس کر دینا ہے میں نے اسی خط کے دوسری طرف مختصر سا جواب دیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

محترمہ آپ کا خط ملا بے حد خوشی ہوئی کہ آپ مجھے پسند کرتی ہیں اور مجھ سے بھی محبت چاہتی ہیں تو ایک بات عرض کروں گا جو زندگی بھر تمہیں یاد دلائے گی جو تم ہو وہی مجھے سمجھو لو برابری کا سلسلہ سمجھو لو جس قدر تم مخلص ہو اس قدر میں بھی ہوں گا۔ فقط ناصر۔

میں اس خط کا جواب دے کر آیا اور گھر آ کر مجھے ایک بات پریشان کر رہی تھی اس نے اپنا ہی خط مجھ سے واپس کیوں لے لیا کہتے ہیں انسان جوانی کے نشے میں اندھا ہوتا ہے اور بہت سی باتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے اور جب اس کو احساس ہوتا ہے تو وقت گزر گیا ہوتا ہے اور پھر انسان بے بس ہی ہو جاتا ہے۔ اس نے خط کا سلسلہ شروع کر دیا اس کی چھوٹی بہن میرے گھر کے نزدیک ہی سکول میں پڑھتی تھی ایک دن میں اور دوسری فورتھ میں تھی میں ان سے خط وصول کر کے جواب بھی فوری دیتا اس طرح ہی کسی کو شک بھی نہ ہوتا اور وہ چھوٹی سی معصوم بچی قاصدہ کا کام کرتی میں نے اس کو اس کا ہر ممکن خیال رکھا اور اس کی پسند کے حلوے بھی اس کو دیتا۔

یہاں ان دونوں بچیوں کا تعارف کروا دوں تا کہ کوئی خلش نہ رہے ورنہ کہانی کے طویل ہو۔ فروا اور ماہ نور فروا اس وقت دن میں تھی اس کی عمر سات سال کے لگ بھگ ہو گی جبکہ ماہ نور فورتھ میں تھی اس کی عمر دس سال کے لگ بھگ ہوئی ہو گی۔

خطوط کا سلسلہ چلتا رہا اور وقت تیزی سے گزرتا رہا میں اس کو خط کا جواب دیتا اور ساتھ ہی اس کا خط بھی واپس کر دیتا لیکن اس کے خط کی فوٹو کاپی کروا کر پاس رکھ لیتا آہستہ آہستہ محبت پروان چڑھتی رہی اور اب تو کنول کے بنا رہنا محال ہو گیا تھا مگر وہ تو صرف وقت گزاری کے لیے ایسا کر رہی تھی مگر میں اس کے اس معاملے میں کافی بے سنجیدہ تھا اور بات شادی تک جا پہنچی۔

دوستو بندہ کس پر اعتماد کرے کنول میرے ساتھ مخلص ہی کب تھی میرے علاوہ اس کے تعلقات بہت سے لوگوں سے تھے مگر میں کبھی اس طرف دھیان نہیں دیتا تھا کیونکہ جو بندہ دل کا صاف ہو وہ دوسروں کو بھی اپنی طرح کا ہی سمجھتا ہے۔اس دوران میرے ہی کسی دوست سے اس کا چکر تھا اور مجھے یقین ہی کب تھا کہ وہ کسی اور سے محبت کر سکتی ہے بلکہ مجھے یقین اس دن آیا جب ان دونوں کو ملتے دیکھا بہر حال دل تو پاگل ہوتا ہے۔

ایک دن بازار میں کنول کی کزن مل گئی ساتھ میں کنول نہیں تھی اس کی کزن جو کہ مجھے بھائی کہتی تھی وہ مجھے کہنے لگی۔

بھائی کنول تمہیں دھوکہ دے رہی ہے اس کی منگنی گاؤں میں ہو چکی ہے اور وہ جلد ہی اس کی شادی ہونے والی ہے آپ اس کے چکروں میں مت پڑیں یہ آپ کے علاوہ بھی لڑکوں کو بے وقوف بنا چکی ہے۔

میں نے کنول سے پوچھا تو اس نے جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ یہ ہم سے جلتی ہے اس لیے آپ کو بے وقوف بنا رہی ہے ایسی تو کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی میں کسی اور سے شادی کا تصور بھی کر سکتی ہوں ناصر تم گھر والوں کو لاؤ میرے گھر والوں سے بات کریں میں تم سے شادی کروں گی۔میں نے گھر والوں سے بات کی ہے مگر یہ میری غلط فہمی تھی کہ گھر والوں نے کہا۔

زندگی ہے تمہاری تم نے جو بھی فیصلہ کرنا ہے اپنے مستقبل کے لیے ہی کرنا ہے مگر اتنا ضرور سوچ لینا کہ کہیں کوئی غلط فیصلہ نہ کرنا میں نے کنول کو کہا۔

میرے گھر والوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اپنے گھر والوں کی بات کرو وہ مان بھی جائیں گے یا نہیں تم اپنے گھر میں بات چلاؤ پھر اس کا کوئی حل نکل سکتا ہے۔

کنول نے شادی کب کرنی تھی وہ تو اس وقت کی تلاش میں تھی کہ کب اس کی شادی ہو اور وہ یہاں سے چلی جائے اس دوران اس کی دو لڑکوں سے اور بھی رابطے تھے میں تو سادہ انسان تھا جو اس کی ہر بات کو حقیقت سمجھ لیتا تھا اس کی ہر بات کو سچ سمجھ کر مستقبل داؤ پر لگا رہا تھا۔

وقت گزرنے کا کب پتا چلتا ہے یہ تو گزر ہی جاتا ہے وقت کب کسی کا انتظار کرتا ہے۔کنول سے کبھی کبھار ملاقات ہو جاتی تھی اور وہ اس قدر ہوشیار تھی کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل تھا اس دوران میرے ایک دوست کے ساتھ اس کا چکر تھا اور دونوں کے درمیان میں طویل ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا تھا مگر اس نے کبھی مجھے محسوس نہیں ہونے دیا اور نہ ہی مجھے کبھی اس پر شک ہوا تھا کیونکہ اس نے مجھے اتنے خطوط لکھے تھے کہ جن کی تعداد ہزاروں ہو گی۔ایک دن اس نے مجھے ملاقات کے لیے بلایا میں اس کے گھر چلا گیا۔

قارئین جس دن اس نے مجھے اپنے گھر میں

بلایا تھا اور دونوں پکڑے بھی گئے تھے مگر آج تک
حیران ہوں کہ میں اس کے گھر چلا گیا اس نے
ایک رام کہانی سنائی اور جب میں اپنے گھر واپس
آنے لگا تو کچھ لوگ تاک میں تھے اندھیرا تھا مجھ
پر کسی کی نظر نہ پڑ سکی ورنہ میں بھی پھنس جاتا۔

کنول کے رشتے کی بات پکی ہوئی اب اس
کو کوئی لڑکا بلیک میل کر رہا تھا کہ مجھے ملو ورنہ میں
تمہاری تصویریں اور خط تمہارے گھر والوں کو
دکھاؤں گا کنول نے مجھے خط لکھا کوئی آدمی مجھے
تنگ کر رہا ہوں اس کی ضد ہے کہ وہ مجھ سے
آخری بار ملاقات کرنا چاہتا ہے اور وہ مجھے خط اور
تصویریں واپس کر دے گا میں نے ان کے ملانے
کی حامی بھر لی اور دونوں کی ملاقات کنول کے گھر
میں ہوئی کنول کے والدین کہیں گئے ہوئے تھے
جب اس کی بہن اس کی ہمراز تھی۔

قارئین ان کی ملاقات ہوئی اور پھر کنول
نے رابطہ منقطع کر دیا اور مجھے خط لکھا جس کی تحریر
کچھ یوں تھی۔۔۔۔۔ڈیئر ناصر۔

سلام محبت۔۔جان میں مجبور ہوں آپ
سے شادی نہیں کر سکتی ہو سکے تو مجھے بھول جاؤ اور
بہت ہی جلدی میری شادی ہو رہی ہے اور جن
سے میری شادی ہو رہی ہے میں بھی اسے پسند
کرتی ہوں آئندہ کبھی میرے راستے میں نہ آنا اور
نہ ہی کبھی مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنا۔

فقط کنول۔

خط پڑھا تو احساس ہوا کہ اس دنیا میں ہر
کوئی ایک مخصوص عرصے کے لیے محبت کے نام پر
ڈرامہ کرتا ہے اور مطلب پورا ہونے پر راستہ بدل
لیتا ہے۔مرتا کیا نہ کرتا اور آدمی کر بھی کیا سکتا ہے
سوائے افسوس کہ دکھ کے انسان اور انسانیت کی
بھی کوئی قدر ہوتی ہے ورنہ بے وفا لوگوں کو بھی
سکھانا کوئی مشکل بات نہیں ہے محبت کرنے
والے ہمراز ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی
خوبیوں سے واقف ہوتے ہیں۔کنول نے مجھے
ایسے بھلایا جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب
ہو جاتے ہیں میں ایک بار پھر ٹوٹ کے بکھر گیا اور
سوچتا رہا کہ سب محبت کرنے والوں کے ساتھ ایسا
ہی ہوتا ہے۔

گو کبھی دل کو بہت بچایا ہم نے مگر
چوٹ سدا وہاں لگتی ہے جہاں زخم ہوتا ہے

اور 1997 میں اس کی شادی ہو گئی اور ایک
دو بار اس کے گھر فون کرنے کی کوشش کی مگر اس
نے فون اٹھانے کی زحمت ہی نہیں کی فون اس
کے والد ہی اٹھاتے رہے اور آہستہ آہستہ اس
کو بھلانے کی کوشش کی وقت تیزی سے گزرتا گیا
1999 میں اس کا ایک خط موصول ہوا
جس میں اس نے کہا کہ میں فلاں تاریخ کو دربار
پر آ رہی ہوں اور آپ سے ملاقات کرنا چاہتی
ہوں میں بہت خوش ہوا چلو اس کو احساس ہوا ہے
مگر وہ تو بدل چکی تھی دربار پر آتے ہی اس نے کیا
ناصر میری شادی کو دو سال ہو گئے ہیں مگر میں ابھی
اولاد کی نعمت سے محروم ہوں تم کہیں تم نے مجھے
غصہ آ گیا مگر برداشت کر گیا اور کہا۔

کنول یہ سب اوپر والے کا کمال ہے وہ
انسان کو آزماتا ہے تم صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہاری ہر
خوشی پوری کریگا اور پھر الوداع ہو گئی پھر میں نے
رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی اور میری بھی شادی
ہو گئی۔

انسان کب کسی بے وفا کو یاد کرتا ہے مگر
محبت کرنے والوں کو اتنی جلدی کب فراموش کیا جا

سکتا ہے میں کسی نہ کسی طرح اس کی خیریت دریافت کر لیتا تھا مگر آنکھیں اس کے دیدار کو ترس گئی تھیں پندرہ سال کا اک طویل عرصہ ہوتا ہے نا جانے وہ کس حال میں ہو گی کیا بھول کر بھی اس کو میری یاد آتی ہو گی کوئی لمحہ تو اس کو احساس دلاتا ہو گا کہ کبھی اس نے کسی سے محبت کی تھی۔

پھر سال 2005 کا زلزلہ ہوا اس کے ہر جاننے والے سے اس کی خیریت کا پتہ کرتا رہا اور اس کی ایک کزن سے ملاقات ہو گئی اس نے بتایا کہ زلزلہ میں اس کی ایک ٹانگ زخمی ہو گئی تھی۔ میں نے اس کے گھر میں فون کر کے خیریت دریافت کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا ہوں اب تو زلزلہ کو بھی نو سال کا عرصہ گزر گیا ہے اس کی کوئی خیریت نہیں وہ کہاں ہے کس حال میں ہے خوش بھی ہے کہ نہیں میری تو دعا ہے کہ وہ جہاں بھی ہے خوش رہے اور اس کو ہر خوشی ملے جس کی اسے تلاش تھی۔ کنول تم نے کبھی پلٹ کر نہیں دیکھنے کی کوشش کی ورنہ تمہیں بھی فخر محسوس ہوتا ہے تمہاری محبت ترقی کی کن منازل کو عبور کر چکی ہے۔ کنول میں خوش نصیب ہوں کہ آج اس مقام پر ہوں جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا صرف افسوس ہے اس بات کا کہ محبت کے معاملے میں اناڑی تھا اور جلدی ہی لوگ مجھے بے وقوف بنا لیتے ہیں سب کچھ ملے مگر محبت نہ ملے تو انسان کی زندگی کسی کام کی نہیں ہوتی۔

کنول اب تو عمر گزر گئی ہے نہ تو وہ جوانی رہی اور نہ ہی وہ ادائیں مگر جذبہ ضرور دل میں ہوتا ہو گا کہ کبھی نہ کبھی کوئی شخص تم کو ضرور ستائے گا تم کو احساس ضرور ہو گا کہ محبت کبھی مر نہیں سکتی اور نہ ہی محبت کے لیے عمر کی قید ہوتی ہے جذبات کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور دل کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔ جس دن آدمی کو احساس ہو جائے کہ دل بوڑھا ہو گیا ہے تو تو یہی سوچ لیا جائے گا کہ انسان میں زندہ رہنے کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے۔

کنول تم کو یاد ہو گا تم نے مجھ سے کیا کہا تھا وعدے کیے تھے شاید کہ تم عمر کے اس حصے میں ہو جہاں تمہیں کچھ یاد نہیں ہو اور تم کو یہ بھی یاد نہ ہو گا کہ کبھی کوئی شخص ناصر بھی تمہاری زندگی میں رہا تھا جس دن بھلا دوں تیرا پیار دل سے وہ دن آخری ہو میری زندگی کا۔ اب سوچتا تم نے مجھے بھلا بھی دیا ہے اور زندہ بھی ہو تمہاری قسم کہاں گئی وہ وعدے ساتھ جینے مرنے کے یہ سب کہاں تھا کیا اس کا نام محبت ہے۔

کنول آخر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا معصوم دل تھا اس کو ہی توڑ دیا تم نے میں ایک انسان ہوں اور کبھی نہ کبھی تمہاری یاد آ ہی جاتی ہے اور سوچتا ہوں گھر کی جانب جاتی ہوئی ہر گلی اور راستے سے مجھے کتنا پیار ہے۔

کنول اب بھی میں تمہارے والدین کے گھر کے نزدیک ہی جاتا ہوں میری نگاہیں وہی مرکوز ہوتی ہیں سب تمہارے گھر کے سامنے گاڑی کھڑی کر کے کچھ دیر تک دیکھتا رہتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ شاید تم آئی ہو اور ابھی مجھے دیکھ کر پکارو گی مگر ہمیشہ مایوس ہی لوٹ آتا ہوں مگر میں نے ہمت نہیں ہاری اور کوشش جاری ہے دل کو ایک امید ہے کہ تم لوٹ آؤ گی۔ اب تو تمہارے بچے بھی بڑے ہو گئے ہوں گے اور وہ بھی عمر کے اس حصے میں ہوں گے دو چار سال بعد وہ بھی کسی قابل ہو جائیں گے۔

ہاں کنول میں تو بے وقوف تھا اور شاید اب

ں بے وقوف ہوں جو تمہاری آس لگائے بیٹھا ہوں جانے والے کب لوٹ کر آتے ہیں اگر نا ہوں نے آنا ہوتا تو وہ جائیں ہی کیوں۔

کنول آخر تم کہاں ہو کس حال میں ہو اپنی زندگی میں خوش ہو بھی یا نہیں۔ اتنا طویل عرصہ گزر گیا تم نے واپس پلٹ کر دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی آخر ایسا کیوں ہے میرا قصور کیا ہے کنول کاش تم نے مجھے سمجھنے کی کوشش کی ہوتی محبت کا آغاز تم نے کیا محبت کا اقرار تم نے کیا اور ہر وعدہ تم نے کیا ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں میرے ہر دکھ درد میں شریک ہونے کی قسمیں تم نے کھائیں کہاں گئے سارے وہ وعدے اور وہ قسمیں سب ریت کی دیوار ثابت ہوئے لوگ تو اک پل کی محبت کو صدیوں یاد رکھتے ہیں اور تم نے ایسی نہ تھی اور نہ تم حالات کے ہاتھوں مجبور تھی آخر میرے دل کو کھلونا سمجھ کر توڑ دیا کہاں کا انصاف ہے میرا جرم کیا تھا مجھے کس بات کی سزا دی تم نے میں اتنے عرصے سے اپنا جرم تلاش کر رہا ہوں میرا ضمیر مطمئن ہے مگر دل میں اک خلش ہے کہ تم نے آخر مجھے کیوں چھوڑا کیوں۔

کنول تم ایک عام سی لڑکی ہی تو تھی لوگ کہتے تھے کہ تم میں کوئی خوبی نہیں مگر میں نے تمہیں کنول کا نام دیا تم کو خود سے بڑھ کر چاہا لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہ کی تم نے میرے ارمانوں کا خون کیوں کیا۔ تم نے تو مجھے اپنوں سے جدا کیا مجھے اپنی ہی نظروں سے گرا دیا تمہارے بارے میں میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی تمہارے ساتھ رہا ہوں کبھی تمہارے ساتھ کوئی بددیانتی نہیں کی اور تمہاری عزت کی مگر تم نے مجھے صلہ کیا دیا۔

کنول افسوس رہا ہے مجھے اپنی محبت پر اپنی سادہ سی زندگی پر آج عمر کے اس موڑ پر کھڑا ہوں سوچتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ اتنا مخلص رہا تھا کہ جس کا تم کا اندازہ بھی نہیں ہے اور تم نے وقت گزاری کے لیے مجھے کھلونا بنائے رکھا تھا۔ اک اس لیے اک امید ہے کہ کبھی نہ کبھی تم سے ملاقات ضرور ہو گی تم سے کچھ پوچھوں گا کچھ سوال کروں گا اور اک بات میری یاد رکھنا کہ۔

جذبہ اگر سچا ہو تو منزل مل ہی جاتی ہے
میں نے صحرا میں بھی پھولوں کو کھلتے دیکھا ہے

کنول تم کو تلاش کون سی کون سی مشکل بات ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ تم میرے پاس وقت نہیں ورنہ تم مجھے بہتر جانتی ہو میں سوچتا ہوں کہ تمہارا گھر آباد رہے اور تمہیں میری وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہو ورنہ تم میں اور مجھ میں کیا فرق رہ جائے گا ورنہ ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے تم تو مخلوق ہو ہاں کنول تم نے بھی مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ زندگی وفا کی تو ہمارا رابطہ صرف جواب عرض کے ذریعے ہو گا کنول اتنا تو بتا دو کہ کس حال میں ہو ناصر کو یاد کرو نہ کرو مگر اتنا بتا دو تم خوش تو ہو

نہ دوا ملے نہ دعا ملے خدا کرے
تیرے سینے میں درد اٹھا کرے
جو تو موت کی کرے آرزو
تیری اور بھی عمر دراز کرے۔

قارئین کرام یہ تھی ناصر کی داستاں محبت اپنی آراز سے ضرور نوازیں میری اپیل کنول سے استدعا ہے کہ وہ جہاں بھی ہو ناصر سے ضرور رابطہ کرے۔

ایسا بھی ہوتا ہے

۔۔تحریر۔ایم اشرف سانول۔ڈہرانوالہ چشتیاں۔بہاولنگر۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میری حالت دیکھ کر میری بہن نے سانول کو بلایا اور کہا کہ سانول مجھے تم ایک اچھے انسان لگتے ہو اور ایک اچھے دوست بھی ہو اور میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ تم میرے بھائی کو سمجھاؤ کہ وہ کوئی غلط قدم نہ اٹھائے اور اپنی پڑھائی جاری رکھے اور اسے اس سے بھی کوئی اچھی لڑکی مل جائے گی وہ ابھی کم سن ہے تم دونوں اچھے دوست ہو اور اس نے اس لڑکی کو پہلی بار دیکھا تھا اور کہتا ہے کہ میں اس سے شادی کروں گا اور اگر میرے ابو کو پتا چل گیا تو کیا بنے گا وہ ابو کے بچپن کے دوست ہیں اور اس طرح دوستی میں خلل پڑ جائے گا۔قارئین میں نے اس کہانی کا نام ایسا بھی ہوتا ہے رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا سنائے گا داستاں میری
مزہ تو تب ہے کہ اسے لگ جائے زباں میری

یہ کہانی میرے ایک دوست کی ہے آیئے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام علی ہے اور میں ڈاہرانوالہ کا رہنے والا ہوں اور میری ملاقات میرے دوست سانول ڈاہرانوالہ سے ہوئی تو میں نے اس کو اپنی خود بیتی داستاں سنائی کہ میرا خاندان نو افراد پر مشتمل ہے جس میں میں سب سے چھوٹا ہوں جب میں پیدا ہوا تو میرے گھر والوں نے بہت خوشی منائی پھر آہستہ آہستہ میں پانچ سال کا ہو گیا اور میرے گھر والوں نے مجھے گاؤں کے ایک سکول میں داخل کروا دیا اور میں نے وہاں پانچویں تک اچھے نمبروں سے پڑا اس طرح ہی وقت گزرتا گیا اور میں اچھے نمبروں سے آٹھویں کلاس بھی پاس کر لی اور شہر ڈاہرانوالہ میں داخلہ لے لیا میرے گھر والے بہت خوش تھے کہ ہمارا بیٹا پڑھ کر ہمارا نام روشن کرے گا کیونکہ ہمارے گھر میں کوئی بھی میٹرک پاس نہیں تھا سوائے میری بہن کے جو مجھ سے بڑی تھی۔ہمارا خاندان غریب ہے او رہمارے خاندان میں باقی سب بہت امیر ہیں سب کے رقبے وغیرہ ہیں لیکن ہم پھر بھی خدا کا شکر کرتے ہیں میرے بھائی شہر میں محنت مزدوری کرتے تھے باقی دو بڑے بھائی اور ایک بہن کی شادی کر دی ہے جو اپنے اپنے گھروں میں بہت خوش ہیں۔

اب میں اپنی اصل کہانی کی طرف آتا ہوں میرے ابو کے بچپن کے دوست ہیں جو کئی سالوں کے بعد ہمارے گھر آئے تھے ابو بہت خوش تھے لیکن وہ امیر ہیں اور پھر بھی وہ میرے ابو کو اپنا

انتظار

دوست مانتے تھے اور ہم نے خوب ان کی خاطر تواضع کی اور جاتے وقت انہوں نے ابو سے کہا کہ وہ بھی ہمارے گھر آیا کریں لیکن ابو نے انکار کر دیا۔

پھر انہوں نے اپنی دوستی کا واسطہ دے کر کہا تو میں بھی ان کے پاس کھڑا تھا تو ابو نے ہاں کر دی پھر وہ چلے گئے ابو نے شام کو سب بھائیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ وہ لوگ امیر ہیں اور شاید وہ اچھا نہ سمجھیں پھر فیصلہ یہ ہوا کہ ہم ان کے گھر ایک دفعہ ضرور جائیں گے تو ابو نے کہا کہ علی ہم دونوں ان کے گھر جائیں گے اس وقت میرے امتحان میں تین ماہ باقی رہ گئے تھے میں ان کے گھر بچپن میں گیا تھا اور میں نے وہاں ایک لڑکی دیکھی تھی جو بہت خوبصورت تھی اور اب مجھے اس دن کا انتظار تھا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کیا غم کیا خوشی معلوم نہیں
وہ اپنے ہیں یا اجنبی معلوم نہیں
جس کے بغیر ایک پل بھی گزرتا نہیں
کیسے گزرے کا یہ دن معلوم نہیں سانول

آخر وہ دن بھی آ گیا کہ انہوں نے کال کی کہ آپ اس عید کے فوراً بعد ضرور آئیں گے تو ہم جانے کے لیے تیار ہونے لگے مجھے پتہ تھا کہ جس لڑکی کو میں نے بچپن میں دیکھا تھا وہ انکل کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی ہے اور پھر ہم ان کے گھر چلے گئے ابو کے دوست بہت خوش تھے کہ آج ان کے دوست ایک لمبے عرصے بعد ان کے گھر آئے ہیں پھر انہوں نے ہماری خوب کا طرح تواضع کیا اور آنٹی نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور پوچھا کہ بیٹا تم کس کلاس میں پڑھتے ہو میں نے کہا 9th میں انہوں نے پوچھا کہ بیٹا آپ کے امتحان کب ہونے ہیں میں نے بتایا تو انہوں نے مجھ سے بہت اچھی باتیں کیں اور پھر انہوں نے کہا بیٹا تم یہاں بیٹھو میں تمہارے لیے کافی لے کر آتی ہوں اور میری بیٹی بھی سکول سے آنے والی ہے اتنے میں دو لڑکیاں میرے کمرے کے سامنے سے گزریں اور میرا دل کہتا تھا کہ ان میں سے ایک وہ ہے جس کو میں نے بچپن میں دیکھا تھا اتنے میں کھانے کا ٹائم ہو گیا اور ہم سب دستر خوان پر بیٹھ جاتے ہیں اور کھانے کے دوران نمک کی کمی محسوس ہوتی ہے اور وہ اپنی چھوٹی بیٹی کو آواز دیتے ہیں کہ نمک لاؤ اور میں بھی آہستہ آہستہ کھانا کھا رہا تھا تو انکل نے کہا کہ بیٹا آپ شرماؤ مت آپ کا اپنا ہی گھر ہے اتنے میں ان کی بیٹی نمک لے کر آ رہی تھی اور میں نے اس کی طرف دیکھا اور وہ مری طرف دیکھتے ہی دیکھتے نمک کی ڈبیا میری پلیٹ میں گرا گئی اور میری شرٹ خراب ہو گئی اور میں جلدی سے کھڑا ہو گیا تو اس نے مجھے سوری کہا اور اندر چلی گئی۔

انکل نے کہا بیٹا اپنے کپڑے چینج کر لو لیکن میں نے انکل بس میں نے کھانا کھا لیا ہے اور میں دوسرے کمرے میں بیٹا اس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس کو میں نے بچپن میں دیکھا تھا اور میں اسی کے خیالوں میں گم تھا کہ جب اس نے سوری کہا تھا تو میری جان ہی لے گئی کہ اس کی اتنی سریلی سی آواز اور اتنی پیاری آنکھیں تھی کہ جس طرف بھی دیکھے قیامت ہی برپا ہو جائے اور کسی نے شاعر کے بقول۔

اس کے اندر گفتگو میں مزہ ہی کچھ ایسا تھا سانول کہ اگر دل نہ دیتے تو جان چلی جاتی اور وہ بہت خوبصورت تھی اور میں اسی کے خیالوں

بس گم تھا کہ آنٹی نے کہا کہ تمہارے پاپا بلا رہے ہیں تو ہم گھر کی طرف چل دیئے اور سارے سفر میں اسی کے بارے میں سوچتا رہا اور جب میں گھر پہنچا تو گھر والے پوچھتے کہ بیٹا آپ کو کیا ہو گیا ہے کیوں اداس رہتے ہو تو میں نے کہا کچھ نہیں بس وہ امتحان نزدیک ہیں اس کی فکر میں ہوں لیکن مجھے تو اسکی فکر تھی کہ میں نے اس سے پیار کیا ہے اور اس کو کیسے بھلاؤں پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ پہلے اپنی پڑھائی پوری کروں گا پھر اس کے بارے میں سوچوں گا اور میں سوچ ہی رہا تھا کہ کیسی ہے یہ جو محبت اتنی چھوٹی عمر میں ہو گئی تھی بس یہی میری پہلی اور آخری محبت تھی اور پھر میں روزانہ کی طرح سکول جانے لگا اور میں بہت خوش تھا کہ میں اسے حاصل کر کے ہی رہوں گا۔

ایک دن ابو کے دوست اور ان کی بیوی ہمارے گھر آئے اور ہم نے ان کی بہت خدمت کی اور میں آنٹی کے پاس جا کر ان کو ملا اور میں اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ گیا اور مجھے پتا تھا کہ وہ کسی کام سے ہمارے گھر آئے ہیں اور پھر ابو نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا تو انہوں نے بتایا کہ ہم اپنی چھوٹی بیٹی کی منگنی کرنے گئے تھے اور آنٹی پھر میری بہن کو بتانے لگی کہ وہ ہم سے بھی زیادہ امیر ہیں اور ان کی زمین بھی ہے اور شہر میں کافی کاروبار ہے اور بہن نے مجھے آ کر بتایا کہ وہ اپنی چھوٹی بیٹی کی منگنی کرنے گئے تھے اور میری بہن کو میرے بارے میں سب کچھ پتا تھا اور اس نے کہا کہ وہ تمہیں نہیں ملے گی اب وہ کسی اور کی ہو گئی ہے اب تم اپنی پڑھائی کرو اور تمہیں اس سے بھی زیادہ اچھی لڑکی ملے گی۔

میں رونے لگا میں نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور میں نے سارا دن میں کچھ نہیں کھایا اور مجھے میری بہن نے بتایا کہ جس کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی ہے وہ لڑکا صرف مڈل پاس ہے اور ویسے وہ لڑکا بدصورت بھی ہے۔ لیکن بنایا تو خدا نے ہے لیکن چلو جو بھی ہے خدا نے بنایا ہے لیکن اس کی عمر بھی بہت زیادہ تقریباً لڑکی سے آٹھ دس سال بڑا ہے بس مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ وہ اس لڑکے کے ساتھ خوش رہ سکے گی لیکن میں تو اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا اور مجھے آنٹی پر غصہ بھی بہت آیا کہ انہوں نے دولت دیکھی ہے اور یہ انہوں نے اپنی بیٹی کے ساتھ اچھا نہیں کیا کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

مت تول دوست کو دولت کے ترازو میں
اہل وفا اکثر غریب ہوا کرتے ہیں

لیکن میری تو یہ دعا ہے کہ بس وہ جہاں بھی رہے خوش رہے لیکن دوستو میری آپ سے ایک اپیل ہے کہ جس سے آپ پیار کرو اس سے اظہار کرنے میں دیر نہ کرو ورنہ زندگی بھر میری طرح بہت پچھتاؤ گے اور اب میں اسے بھولنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔

میری حالت دیکھ کر میری بہن نے سانول کو بلایا اور کہا کہ سانول مجھے تم ایک اچھے انسان لگتے ہو اور ایک اچھے دوست بھی ہو اور میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ تم میرے بھائی کو سمجھاؤ کہ وہ کوئی غلط قدم نہ اٹھائے اور اپنی پڑھائی جاری رکھے اور اسے اس سے بھی کوئی اچھی لڑکی مل جائے گی وہ ابھی کم سن ہے تم دونوں اچھے دوست ہو اور اس نے اس لڑکی کو پہلی بار دیکھا تھا اور کہتا ہے کہ میں اس سے شادی کروں گا اور اگر

میرے ابو کو پتا چل گیا تو کیا بنے گا وہ ابو کے بچپن کے دوست ہیں اور اس طرح دوستی میں خلل پڑ جائے گا۔

باجی نے کہا کہ سانول میرے پاس آتا ہے اور غصے سے کہتا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ میں آپ کا دوست ہوں پھر میں نے اس کو سارا واقعہ سنایا اور سانول نے مجھ سے کہا کہ ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے اس پیار دیار کو چھوڑو یار چکروں میں نہ پڑیں تو اپنے خاندان کے آخری چراغ ہو اور تمہیں گھر والوں کے سپنوں کو پورا کرنا ہے اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے جس طرح تمہارے بھائی شہر میں محنت کر رہے ہیں مزدوری کر رہے ہیں اسی طرح تم نے اگر نہ پڑھا تو تمہیں بھی مزدوری کرنا پڑے گی تو اس کو بھول جاؤ اور اپنی پڑھائی جاری رکھو اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے اور اپنے گھر والوں کے لیے سوچو کہ وہ تمہارے لیے کیا چاہتے ہیں۔

میں نے سانول سے کہا کہ وہ میرا پہلا اور آخری پیار ہے اور سانول نے مجھ سے کہا ابھی تو اس کی منگنی ہوئی ہے ابھی شادی تو نہیں ہوئی نا تو سانول نے مجھے بہت سمجھایا اور میں نے کی بات مان لیا اور اپنی پڑھائی جاری رکھی اور مجھے اپنے دوست پر ناز ہے کہ وہ کبھی لڑکی کی طرف نہیں دیکھتا اور وہ ایک اچھا لڑکا اور اس کے ساتھ شرمیلا بھی ہے اور اگر وہ اتنا شرمیلا نہ ہوتا تو اسے آج اپنی محبوب کے ساتھ زندگی گزارنی نصیب ہو جاتی آج کل کے لڑکوں پر مجھے ہنسی آتی ہے اور غصہ بھی کہ وہ صرف حسن کو دیکھتے ہیں دوستوں کو اپنا بنایا ہو یعنی جو آپ کو اچھا لگے اس کی صرف صورت کو نہیں بلکہ اس کی سیرت کو دیکھنا چاہئے کیونکہ

لڑکیاں تو ہوتی ہی تعریف کے قابل
حسن والوں کی دیکھی ہے ادا یارو
ہوتے ہیں یہ بہت بے وفا یارو
انہیں کیا کسی کے دل ٹوٹنے کا
کر دیتے ہیں یہ ظلم کی انتہا یارو
پہلے ہنس ہنس کر بلاتے ہیں اپنے پاس
دے دیتے ہیں پھر موت سے سخت سزا یارو
اپنی کہتے ہیں کسی کی سنتے ہی نہیں
جیسی ہوتی ہے ان کی رضا یارو
حسن والوں سے خدا سب کو بچائے
بن جاتے ہیں پھر زمانے کے خدا یارو
سانول کہتا کہ کہ محبت مت کر

اکثر لڑکوں میں یہ بہت بری عادت ہوتی ہے کہ جو بھی حسین ہوتی ہے بس اس کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو میں ان لڑکیوں کو بتانا چاہتا ہوں جو اب اس مرحلے سے گزر رہی ہیں اور جو نہیں گزری ان کو سوچ سمجھ کر چلنا چاہئے کہ ایسے لڑکوں سے بچو اور دوستو یہ لڑکیاں ایک پھول کی مانند ہیں اگر ہم ان کو زبردستی سے پیش آئیں گے تو یہ پھول بکھر جائے گا اس لیے ان کو ہمیشہ سچے دل سے چاہنا چاہئے اگر ہم ان کو سچے دل سے چاہیں گے تو پھر مزہ آئے گا زندگی انجوائے کرنے کا۔

دوستو اگر کسی سے پیار کیا ہے تو اس کی خوشی میں اپنی خوشی سمجھو ہمیشہ اس کو خوش رکھنے کی کوشش کرو اس کا دل مت دکھاؤ یہ غزل میرے دوستوں کے نام۔

اے دوست تیری دوستی کی اور کیا مثال دوں
تجھے اپنوں سے زیادہ اعتماد دوں
جب تو ساتھ نہ ہو تو میں تنہا رہتا ہوں

کہیں تیری یاد میں اپنی جان نہ گنوا دوں
لوگ کہتے ہیں کہ تم اس کو چھوڑ دو
لیکن میں اس کے لیے ہر حد کو توڑ دوں
میری دوستی میں کبھی شک مت کرنا
اگر تو کہے تو تیرے قدموں میں اپنی پلکیں بچھا دوں
بہت دیکھے ہیں مطلبی دوست اس دنیا میں
لیکن میرا دوست ایسا نہیں یہ بات میں لوگوں کو بتا دوں
اب قارئین کے نام غزل اور اپنی قیمتی رائے ضرور دیجئے گا۔

آجا کہ اب تھک گیا ہوں کر کے انتظار تیرا
میرے دل میں میری دھڑکنوں میں تو ہے
میری رگ رگ میں بسا ہے تیرا پیار
برسوں گزر گئے تجھے دیکھے ہوئے
کھلی رہی گی میری آنکھیں کرنے دیدار تیرا
فرشتوں کو روک کر بیٹھا ہوں یہی آس لے کر
اے دل کہ شاید آجائے طلبگار تیرا
او کے قارئین۔

آج بھی سورج ڈوب چلا ہے آج بھی تم نہ آئے
مجھے کو جھوٹی آس دلا کر ڈھل گئے شام کے سائے

زخم جدائی دھیرے دھیرے بھر جاتے تو اچھا تھا
کاش بچھڑ جانے سے پہلے مر جاتے تو اچھا تھا
پرنس عبدالرحمن گجر نین رانجھا

غزل اپنے دوستوں کے نام
تمہارے چاند سے چہرے پہ غم اچھے نہیں لگتے
ہمیں کہہ دو چلے جاؤ جو ہم اچھے نہیں لگتے
ہمیں وہ زخم دو جانا جو ساری عمر نہ بھر پائیں
جو جلدی بھر کے مٹ جائیں وہ زخم اچھے نہیں لگتے
تمہیں ہر غزل میں لکھنا دستور ہے ہمارا لیکن
سر محفل تیرے چرچے مجھے اچھے نہیں لگتے
میں چاہت کی اس منزل پہ آ گیا ہوں جانا
تمہارے چاہنے والے مجھے اب اچھے نہیں لگتے
سجاد علی 942 قلیلاتی

غزل

تم سے پیار کر کے خطا کار ہو گئے
خود اپنے ہی خیالات سے بیزار ہو گئے
ہر سمت کھلتے تھے چاہتوں کے پھول جانا
تیری نفرت سے وہ بھی انگار ہو گئے
تو نے نہ دیا تھا سہارا ہم کو مشکلوں میں
کر پلٹ کے جو آئے تو در دیوار مسمار ہو گئے
ہر ایک سے کرتے رہے تیرے حسن کی تعریف
پیار کے لفظوں کو سمیٹا تو وہ اشعار ہو گئے
دیکھا جو مڑ کے گزرے ہوئے دنوں کو جاوید
ہم اپنے سائے سے ہی مسمار ہو گئے

یاد نہ کرو اس بے مروت کو تو وقت گزرتا ہی نہیں
نجانے کیوں لوگ غیر یوں سے اتنی نفرت کرتے ہیں
جب سے کھویا ہے اس کو زندگی ویران سی ہے
دعا کرو یارو پھر کوئی ایس آ کر تھام لے ولی کو
..........ایم ولی

کبھی خوشی کبھی غم

۔۔تحریر۔ناصر اقبال۔خٹک۔ضلع کرک۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
کبھی کبھار انسان کی زندگی میں خوشی بھی جان لے لیتی ہے خوشی موالہ جان بن جاتی ہے رشتوں کا نسان کی زندگی کے ساتھ گہرا لگاؤ ہے کسی کے مقدروں میں روشن درخشاں اور ہموار راستے ہوتے ہیں کسی کے نصیبوں میں دھواں دشوار گزارہ تاریکی بیابان راستے ہوتے ہیں۔
مت دیکھ زخموں کو حقارت کی نظر سے۔۔کچھ دکھی روئیں تو عرش ہلا دیتے ہیں۔قارئین میں نے اس کہانی کا نام کبھی خوشی کبھی غم رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اور ایسی کہانی آپ لوگوں نے آج تک نہیں پڑھی ہو گی باقی تمام قارئین سٹاف جواب عرض اور ریڈز اینڈ رائٹرز کو سلام پیش کرتا ہوں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

قارئین میرا نام ناصر اقبال ہے اور میں کرک کے ایک شہر میں رہتا ہوں میرے والد صاحب سرکاری ملازم تھے۔ہم لوگ کرک کے علاقے میں رہتے ہیں میرے چھ بھائی اور ایک بہن ہے میری بہن ڈاکٹر ہے اور مجھے اپنی بہن سے بہت محبت ہے بچپن سے میری بہن کے اچھے دوستانہ تعلق تھے۔
پچھلے دنوں میں گھر پر چھٹی آیا تو تین دن کے بعد مجھے میری بہن نے کہا کہ تم کو بازار جانا ہو گا میرے کچھ مہمان آرہے ہیں اور ان کو پک کرنا ہوگا میں بہت خوش ہوا پتہ چلا کہ وہ بھی ایک ڈاکٹر ہے اور اس کے ساتھ ایک استانی ہے۔
میں کرک کے تاموزی چوک پر اس کو لینے گیا یہ ڈاکٹر اور ٹیچر میری بہن کی کلاس فیلو بھی تھیں دوست بھی ایک کا نام ڈاکٹر زرا تھا اور دوسری کا نام میڈم نگہت تھا سلام دعا کے بعد میں نے بہت شان کے ساتھ اپنی کار کا دروازہ کھولا اور ان کو بٹھایا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا پورے راستے میں ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایا تھے میں نے گاڑی میں ٹیپ بھی لگا دی اور یہ گانا لگا دیا۔

عشق کرو گے تو درد ملے گا
یہ درد بڑا تڑپائے گا

یہ سنتے ہی میڈم نگہت نے کہا بھائی پلیز یہ بند کر دو میں نے دباؤ میں آکر بند کر دیا چوری نظروں سے ایک نظر زارا کو دیکھا ایک نظر نگہت کو باجی کو دیکھا میں بھی گہری سوچ میں پڑ گیا تھا کہ یہ دونوں مہمان اتنی پریشان کیوں ہیں ان کو کیا غم ہے۔خیر میں نے بازار سے حسب ضرورت سامان اٹھایا جو مہمان کی خاطر داری کی لیے گاڑی کی ڈگی میں رکھ دیا بازار سے گاؤں کی طرف چل

دیئے۔ زارا اور نگہت پورے راستے میں غم زدہ تھیں ڈاکٹر زارا تو وزیرستان سے آئی تھیں یہ کیوں اتنی پریشان تھی خیر میں نے گاڑی گھر کے سامنے روک دی اور ہارن دیا میری ماں ثمینہ او رمیری بہن معمہ اور میری کزن شگفتہ رفعت نے مہمانوں کا استقبال بھی پرجوش کے بجائے غم زدہ انداز میں کیا۔ میں حیران و پریشان کہ آخر معاملہ کیا ہے ماجرہ کیا ہے پھر میں نے صبر نہیں کیا بہن کو کہا کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے مہمان اداس کیوں ہیں پھر بہن نے کہا۔

یہ لوگ میت کی دعا کے گھر سے آرہے ہیں ہماری ایک دوست پچھلے دنوں فوت ہوگئی تھی میں بھی شریک نہ ہوسکی آخر دیدار میں تو اب یہ لوگ مجھ سے ملنے آگئی ہیں کرک میں انکا کوئی اور دوست نہیں ہے میں ہی بہترین دوست ہوں۔

پھر مہمان کو کھانا کھلایا گیا خاطر تواضع وغیر خوب کی پھر میری بہن معمہ اور شگفتہ نے ایک آواز میں میڈم نگہت کو کہا کہ میڈم نگہت ایسا شبنم کے ساتھ کیوں ہوا ہے یہ سب کیسے ہوا۔

قارئین پھر نگہت نے وہ درد بھری داستاں سنائی پھر میں نے درمیان میں کئی سوال کیے نگہت بہن جواب دیتی جارہی تھی میں بھی اس کہانی کو لکھنے پر مجبور ہوگیا اور میں نے اسکو کہانی کا رنگ دے کر لکھنا شروع کیا۔

یہ کہانی ایسے پریمی کی ہے جسے زندگی کی ہر آسائش میسر تھی لیکن خود کو ہمیشہ تنہا محسوس کرتا ہے اور یہ تنہائی ہمیشہ اس کی مقدر بن چکی تھی۔ جب اپنے ماضی کی طرف سوچتا تو کانپنے لگتا اسے ایک بے بس مرجھایا ہوا چہرہ دکھائی دیتا۔

ہاں قارئین وہ چہرے شبنم کا تھا وہ شبنم جسے اس نے خود ہی منتخب کیا خود ہی اظہار محبت کی اور پھر خود ہی اسے چھوڑا کاشف نثار نے جونہی اپنے ماضی کی جانب جھانکا تو اسے اپنا آپ دکھائی دیا ایک بچے کے روپ میں کندھے پر سکول کا بستہ لٹکائے شبنم کا ہاتھ تھامے سکول کی جانب رواں دواں تھا کاشف بچپن سے ہی شرارتی تھا اس کی ایک بھی نہ سنتا تھا وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا وہ دونوں پرائمری کی کلاسوں سے نکل کر مڈل کی کلاس میں جا پہنچے تھے بچپنا چونکہ ابھی بھی ان کے چہروں پر تھا لیکن سوچوں میں تبدیلی آنے لگی تھی شبنم کے والدین نے شبنم کے کان میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اسے استانی بنانا چاہتے تھے لہذہ اس نے والدین کی اس بات کو دماغ میں پیوست کرلیا اور ہر وقت ہی کتابوں کھوئی رہتی اس کی پڑھائی اور محنت کی وجہ سے وہ ہر دفعہ کلاس میں اول آتی تھی۔ جوں جوں وہ جوانی کی طرف بڑھتی رہی اس کے چہرے پر قدرتی نکھار ابھرتا گیا انگ روپ نکھرنے لگے تھے۔

قارئین شبنم اتنی خوبصورت نہیں تھی رنگ روپ سے سانولی تھی لیکن نقش بہت پیارے تھے یہ کاشف کو ہمیشہ نثار کہہ کر پکارتی تھی یہ اکثر کہتی تھی کہ نثار کی معنی بس قربانی ابھرتی جوانی تھی بچپن کا دور تھا نثار اس کو دیکھ کر چونک سا جاتا تھا وہ دن بھر اس کی صورت دیکھتا رہتا تھا اور رات کو تنہائیوں میں اس کا چہرہ دل میں اتارتا رہتا تھا۔ اب نا جانے کیوں اسے شبنم سے بھولا نہیں جاتا تھا نا شرارتیں اس میں ہوتی تھی اور نہ ہی گھما پھر دیکھائی دیتی بس خاموش ہی خاموش رہتا تھا شبنم کو اس نے کلاس روم سے باہر نکلتے ہوئے شبنم! پکارا شبنم جی شبنم نے رکتے ہوئے مڑ کر دیکھا

ناراض ہو مجھ سے نثار نے کہا۔

ناراض اور تم سے میں تم سے کس وجہ سے ناراض ہونے لگی۔

پھر ہمارے گھر کیوں نہیں آتی ۔نثار نے دھیمے لہجے میں کہا۔

قارئین کاشف نثار اس کا کزن بھی تھا ان کے گھر اتنے دور نہ تھے آسانی کے ساتھ ایک دوسرے کے گھر جا سکتے تھے گھروں میں جانے میں کوئی پابندی نہیں تھی اور یہ سب کزن آپس میں بہت پیار کرتے تھے اب وقت ہی نہیں ملتا تو جانتے ہو کہ کتابوں کا بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے۔

استانی بننا چاہتی ہو ناں۔۔نثار نے پوچھا۔

ہاں ماں باپ کی تو یہی خواہش ہے لیکن تم یہ بات جاننے کے باوجود بھی تم کیوں پوچھ رہے ہو شبنم نے ایک گہری نظر اس کے چہرے پر ڈالی اور وہ چپ ہو گیا اس کی گہری نظروں کی تاب ہی نہ لا سکا۔

بس یونہی پوچھ لیا اس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔وہ مسکرائی دی اور پھر دونوں گھر کی طرف چل دیئے

نثار ساری رات شبنم کے بارے میں سوچتا رہا نا جانے کیوں اس کی صورت دل میں بستی جا رہی تھی ہر لحہ ہر پل اس کی صورت نظروں میں گھومتی رہتی آخر اس نے رات کی گہری تاریکی میں ایک فیصلہ کر لیا وہ کیا فیصلہ تھا اظہار محبت کا۔اس فیصلے کے بعد وہ پرسکون ہو گیا اور سکون کے ساتھ سو گیا صبح اٹھا تو سکول کی جانب روانہ ہو گیا۔آج وہ بہت خوش تھا شاید بھروسہ تھا آنکھوں میں چمک تھی آج سکول کے گیٹ کے سامنے ہی کھڑا شبنم کا انتظار کرتے لگا اس کی نظریں دور دور تک شبنم کی تلاش میں تھی۔دور سے آتی ہوئی دیکھا دی تو اس کے لبوں پر پھر مسکراہٹ بکھر گئی وہ جلدی سے اس کے قریب آئی اور بولی۔

خیر تو ہے آج بہت بے چین دیکھائی دے رہے ہو یوں لگتا ہے کسی کا انتظار ہو رہا ہے۔

ہاں ایسا ہی ہے۔نثار کی زبانی یکدم سن کو وہ چونک سی گئی بمشکل سے اس نے اپنی گرتی ہوئی کتابوں کو تھاما اور گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

شبنم تم میری بچپن کی پسند ہو بچپن کا پیار ہو بڑی مشکل سے نثار نے کہا۔

شبنم نے بڑی مشکل سے کہا میں نے تو ایسا کبھی سوچا بھی نہیں اور آگے بہت پڑھنا ہے۔

اگر نہیں سوچا تو اب سوچ لو شبنم آئی لو یو۔دونوں ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔۔میں نے اپنا حال دل تمہارے سامنے رکھ دیا ہے اگر تم نے انکار کر دیا تو میں اپنے آپ کو برباد کر لوں گا

شبنم پریشان ہو گئی اور سکول کے اندر کلاس روم میں چلی گئی۔آج سارا دن اس سے پڑھائی نہ ہو پائی کہ مجھے نثار نے چھوا محبت کا اظہار کیا اس کی اتنی ہمت سارا دن اس کی توجہ نثار کی طرف تھی اس کے الفاظوں پر تھی اس کی حرکت پر تھی پھر سوچ رہی تھی حالانکہ اس نے کبھی بھی اپنائیت کی نظروں سے نہیں دیکھا تھا تو والدین کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے پوری توجہ تعلیم پر دے رہی تھی سکول سے چھٹی ہوئی تو نثار اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اس کی نظریں شبنم کے معصوم سے چہرے پر جم گئی تھیں جواب کی متلاشی تھیں۔ شبنم بھی اس کی گہری نظروں کی تاب نہ لا سکی اور جھینپ گئی۔

دیکھو نثار تم میرا تماشہ بنانا چاہتے ہو بمشکل

سے شبنم آنکھیں دھیرے دھیرے سے اٹھا کر بولی۔

گھر چلو۔۔۔

نہیں پہلے سوال کا جواب دو اس بار نثار کی چڑے پر اداسی بے چینی و اضطرابی تھی جواب میں صرف شبنم مسکرادی اس کے مسکراتے ہی نثار اچھل پڑا اس کا جی چاہا کہ وہ آج تمام خوشیوں کو سمیٹ لے۔

مجھے یقین تھا کہ تم میری محبت کا جواب محبت سے دوگی نثار نے خوش لہجے میں کہا۔

وہ کیسے۔ شبنم نے پوچھا۔

کیونکہ تمہارا میرا بچپن کا ساتھ ہے ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے رہے ہیں اور تم نے ہمیشہ میرا خیال رکھا دوستوں کی طرح سمجھا ہمیشہ مجھے بچپن سے انسانیت کا درس دیا اور پھر میری شبنم یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم جوان ہوتے ہی اپنی راہیں بدل لو تم مجھے اکیلا کبھی نہیں چھوڑ سکتی شبنم میں تمہارا ہمیشہ انتظار کروں گا اس وقت تک جب تک تمہاری تعلیم مکمل نہیں ہو جاتی میں کل بھی تمہارا انتظار تھا آج بھی تمہارا ہوں۔

شبنم مسکرائی اور یوں ایک نئی زندگی نے محبت چاہت بھری زندگی کا آغاز ہو گیا اور ان کے ملنے ملانے کی کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی اور نہ ہی ایک دوسرے کے گھر آنے جانے میں کوئی رکاوٹ تھی لیکن انہوں نے کبھی بھی حدود سے تجاوز نہ کیا اور محبت کی شاہراہوں میں مسکراہٹوں میں سر تو ں تلے محوِ سفر رہے تھے ہمیشہ پاک دامن محبت تھی قرآن مجید کے اصولوں پر تھی۔

ایک دن قارئین جب کالج کے گیٹ سے باہر نکلی کہ ایک تیز رفتار موٹر سائیکل اس سے ٹکرائی شبنم کے منہ سے ایک بھیانک سی چیخ نکلی تو نثار تڑپ سا گیا اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا ہوش و حواس ہوا میں اڑ گئے بس یہی حادثہ تھا کہ جس نے نثار کے پیار بھرے دل میں نفرت کی دراڑیں پھول دیں جس چہرے کو ہر پل ہر لمحہ سامنے رکھتا تھا آج اس سے کنارہ کشی کرنے لگا۔ اس حادثے کے بعد شبنم کا چہرہ مکمل طور پر بگڑ گیا تھا شکل کالی سیاہ ہو گئی اب وہ خوبصورت نہ رہی تھی بالکل عام سی لڑکی بھی نہ رہی تھی۔

آہ۔ آہ۔ آہ۔ شبنم ایک کہانی بن کر رہ گئی ایک داستاں بن کر رہ گئی تھی وہ ہر رات تنہائی میں روتی رہتی نثار کے بدلتے روپ پر چیختی چلاتی رہتی لیکن پھر اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کر لیا اس کی زندگی سے ہمیشہ ہی نکل جانے کا کیونکہ شبنم سے آئینہ نے بتا دیا تھا کہ وہ نثار کے قابل نہیں ہے اس نے استانی لائن اختیار کر لی اس کو نئی پوسٹ مل گئی قابلیت میں تو شک نہیں تھا وہ اوپن میرٹ میں آ گئی اس کا تبادلہ بھی خوجلی کلاں ہو گیا وہاں پر تین سال گزرے اس نے ہمیشہ ہی نثار کو دل میں چھپایا کبھی بھی دل سے بھلا نہیں پائی تھی اپنی آواز اپنی ہوئی کیسٹ کے ذریعے نثار تک پہنچاتی رہتی کہ نثار شبنم نے تجھ سے محبت کی ہے اور کرتی رہے گی تم چاہو کسی اور کے سنگ زمانے بھر کی خوشیاں سمیٹ لو شبنم آپ کا ہی دم بھرتی رہے گی۔ ان راہوں پر پھرتی رہے گی جن پر آپ نے اسے ڈالا ہے۔

چند سال تو ایسے ہی بیت گئے نثار کے کئی رشتے آئے لیکن نجانے کیوں اس کا دل شادی کرنے کو نہ کرتا پتا نہیں کیوں شاید وہ پھر اس طرح ہی شبنم کو بھول نہیں پایا تھا جبھی تو ہر روز اس کی

تصویر ہاتھ میں لیے دیکھتا رہتا تھا آواز سنتا رہتا تھا اس دور میں موبائل کارڈ نہیں تھے آج بھی وہ تصویریں دیکھتا ہوا ماضی کی طرف پلٹا تھا جہاں سے اسے بچپن کی ساتھی کی محبت شبنم دکھائی دیتی تھی آنسو اس کے تصویر پر ٹپ ٹپ گرتے رہتے۔

قارئین محبت انسان سے روگ لے جاتی ہے سچے دل سے محبت انسان کو کبھی نہیں بھولتی انسان ہر چیز رشتوں کو ٹھکرا دیتا ہے لیکن محبت کو کبھی نہیں ٹھکرا سکتا نثار کی بھی محبت ایسی ہی تھی وہ رات کو اٹھ کر دسمبر کی ٹھنڈی راتوں میں سیاہ اندھیرے میں پاگلوں کی طرح چلتا ہوا شبنم کے گھر چلا گیا اور زور زور سے دروازے کو کھٹکھٹانے لگا ٹک ۔۔ ۔ٹک ۔۔۔ ٹک ۔ اس نے بہت بڑا فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کسی صورت بھی شبنم کے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتا اس کی محبت اس کی صورت سے نہیں اس کی سیرت سے ہے۔ ٹھا کر کے دروازہ کھلا اور کھولنے والی شبنم ہی تھی۔

آ آ آپ اس وقت۔ وہ گھبراتے ہوئے چونکتے ہوئے بولی۔ نثار سر جھکائے کھڑا تھا پھر دھیرے دھیرے سے آنکھیں اٹھائیں اور کہا۔

شبنم بھٹکا ہوا مسافر اگر راستہ بھول جائے تو اسے بھٹکا ہوا نہیں کہتے نثار نے شبنم کا دوپٹہ اس کے کندھے پر سے پکڑ کر سر پر رکھتے ہوئے کہا میں کل بھی تمہارا تھا اور آج بھی تمہارا ہی ہوں۔

ک ۔۔ ک ۔۔ کیا شاید اتنی بڑی خوشی شبنم سے سنبھالی نہیں گئی تھی وہ ساکت سی ہو کر رہ گئی تھی جب نثار نے اسے جھنجھوڑا وہ ایک طرف لڑھک گئی اور شبنم شبنم وہ بھی چیختے ہوئے اس کے اوپر ہی گر پڑا تھا اسے بھی اپنی سانسیں بوجھ لگنے لگی صبح دو لاشیں شبنم کی چوکھٹ پر پڑی تھیں جنہیں دیکھتے ہی لوگوں میں کہرام مچ گیا دور دور سے علاقوں میں خبر پھیل گئی شبنم میڈم کے سکول کی بچیاں استانی صاحبہ بھی ماتم میں شریک ہوئی شام تین بجے دونوں پر یموں کو کرک کی مٹی میں سپرد خاک کر دیا گیا تھا خدا ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔۔ کبھی کبھار انسان کی زندگی میں خوشی بھی جان لے لیتی ہے خوشی موالہ جان بن جاتی ہے رشتوں کا انسان کی زندگی کے ساتھ گہرا لگاؤ ہے کسی کے مقدروں میں روشن درخشاں اور ہموار راستے ہوتے ہیں کسی کے نصیبوں میں دھواں دشوار گزارہ تاریکی بیابان راستے ہوتے ہیں۔

مت دیکھ زخموں کو حقارت کی نظر سے
کچھ دکھی روئیں تو عرش ہلا دیتے ہیں

قارئین ہمارے دکھوں کے صفحوں کو ردی کی ٹوکری کیوں بنایا جاتا ہے انسان اتنا کمزور ہے کہ نہ خوشی برداشت ہوتی ہے اور نہ ہی غم اور خوشی دونوں کا ہی نام ہے زندگی خود کچھ معنی نہیں رکھتی زندگی کو ہم معنی دیتے ہیں کہ ہم زندگی کو یہ دیں وہ دیں میری زندگی میں یہ ہو وہ ہو فلاں ہو لیکن کبھی خود پر غور نہیں کیا کہ ہم خود کیا ہیں زندگی تو ایک دھوم ہے زندگی تو خدا نے ہمیں تحفے میں دی ہے عرش عظیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اگر ہم اپنی زندگی سیرت اپنی دین اسلام پر گزریں تو ہمیں اپنی زندگی میں کبھی کوئی دکھ نہیں مل سکتا جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو شکوہ زندگی سے ہی کرتا ہے آج کے جدید دور میں زندگی مریخ سے بھی آگے نکل کمندیں ڈال چکا ہے لیکن اپنے سکون کے لیے مارا مارا پھرتا ہے اچھا بھلا انسان ہزاروں بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے میری بات مانوں تلاوت قرآن پاک کو معمول بنا

لو زندگی پھر کوئی بیماری تمہارے پاس نہیں آئے گی جس کے لفظ بہ لفظ میں شفا رکھی ہے جس پر دنیا بھر کے سائنسدان فدا ہو گئے ہیں پھر کیونکر اس کو چھوڑیں قرآن مجید سے زندگی بھر بینائی سے محروم نہیں ہو گا اس کی آنکھوں کو ہمیشہ سلامت رہیں گی میرے عزیزو ابھی بھی وقت ہے ہوش کرو وقت زندگی بھی کسی کی دوست نہیں ہو سکتی قیامت آنے والی ہے نیکی کرو خدا کی طرف لوٹ جاؤ۔

قارئین کسی لگی میری کہانی تنقیدی و تعریف آراء سے ضرور آگاہ کریں میری طرف سے سب پڑھنے والوں کو سلام آپ سے گزارش ہے کہ میری زندگی کے لیے دعا کریں۔۔۔ خدا مجھے ہمیشہ اور میرے والدین کو ہمیشہ حفظ و امان میں رکھے آمین اجازت چاہتا ہوں اس شعر کے ساتھ۔

تم اپنے غم پہ کیسے نہیں ہو افسردہ شبنم نثار
سوگوار تیرا بھائی ناصر اقبال بھی بہت ہے

خدا حافظ۔
الیکٹریکل مینٹل انجینئر ناصر اقبال کرک

محبوب اس ذات کو کہتے ہیں جس کے قرب کی تمنا کبھی ختم نہیں ہوتی۔

دوست وہ ہوتا ہے جو خوشی کو زیادہ اور غم کو کم کرے

انسان بھائی کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے مگر دوست کے بغیر نہیں۔

جو انسان دوسروں کو خوش کر دے اللہ تعالیٰ اسے محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

گلدستہ

عشق کر اللہ سے محبت کر رسول ﷺ سے
پیار کر اپنی ماں سے۔

کبھی خوشی کبھی غم

دل لگا قرآن سے
دوستی کر ہر نیک انسان سے
جاتا ہے ایک دن ہر کوئی اس جہان سے
انجینئر ناصر اقبال کرک

آنکھیں اسکی شراب سی
چہرا اس کا گلاب سی
دیکھ کر اس کو سب کہیں
چال اس کی نواب سی
خدا کی قدرت سبحان اللہ
اس کو دیکھنا ثواب سی
جس نے وقت کی قدر نہ کی
سمجھو زندگی اس کی خراب سی
عمل جس کے اچھے ہیں انجم
صورت اس کی مہتاب سی

...

برسات

ہاں آج برسات ہے
تیری میری ملاقات ہے
کچھ تو بولو تم جانم
دل میں جو بھی بات ہے
جانا کہاں نہیں نہیں
باقی آدھی رات ہے
میں ہوں تم ہو ستاروں کی بارات ہے
گزرے نہ اک پل بھی
ہر لمحہ سوغات ہے

نوشین خان
کوٹ مظفر

پوشیدہ آنسو

تحریر۔ خورشید زوہیب۔ آزاد کشمیر۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

بات کیا ہے یار زوہیب میری ایک گرل فرینڈ ہے ایمان میں اس سے اور وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں مگر آج میرے ایک دوست کے نمبر اور ایمان کے نمبر سے ایک ہی میسج آ رہے ہیں اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے زوہیب مجھے لگتا ہے ایمان اور آکاش ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے ہیں ابھی جو غزل آپ نے سینڈ کی تھی وہ ایمان کے نمبر سے مجھے ریسو ہوئی ہے جو میں نے آکاش کے نمبر پر سینڈ کی تھی۔ قارئین میں نے اس کہانی کا نام۔ پوشیدہ آنسو۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے اور جو قارئین میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں ان کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے
میں سپنوں کی جاگیروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے
کبھی سجا لیتا ہوں تیری یادوں کی محفل جاناں
کبھی تیری ہی تصویروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے
یہ کیسا عجب سا جنون طاری ہو گیا ہے مجھ پر صنم
غریبوں اور امیروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے
لوگ میرے جنون کو زوہیب پاگل پن کہتے ہیں
کیونکہ درد کی اسیروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے

میں بیٹھا اپنی شاعری پڑھ رہا تھا کہ میرے موبائل بجنے لگا دیکھا تو ایک نیا نمبر تھا او کے کر کے پوچھا کون۔۔

جواب آیا زوہیب بھائی شاہان بات کر رہا ہوں کھوئی رٹہ کوٹلی سے۔ جواب عرض میں آپ کی سٹوری اور شاعری پڑھی آپ کا فین ہو گیا ہوں۔

یار یہ آپ لوگوں کی محبتیں ہیں۔ زوہیب بھائی مجھ سے دوستی کرو گے۔

کیوں نہیں بھائی۔

شکریہ زوہیب بھائی۔

اس کے بعد میرا اور شاہان کا رابطہ بحال رہا شاہان اپنے دل کا حال مجھ سے بیان کر لیتا تھا شاہان میرے چند اچھے دوستوں میں سے ایک تھا شاہان کو شاعری بہت پسند تھی وہ اکثر مجھے فون کر کے میری شاعری سنا کرتا تھا اکثر شاہان مجھے اچھی اچھی غزلیں بھی سینڈ کرتا تھا جن دوستوں نے مجھے میری بک شائع کروانے کے لیے زور دیا ان میں شاہان سرفہرست ہے شاہان نے اچھے دوستوں کی طرح ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے مری بک کا نام شاہان نے ہی کہا۔

زوہیب بھائی آپ کی بک کا نام کیا ہے تو میں نے کہا۔

دکھ تو میرے اپنے ہیں جو شاہان کو بہت پسند آیا میں نے بعد میں مذاق کیا کہ شاہان میں بک کا نام تبدیل کرتا ہوں تو وہ ناراض ہونے لگا۔ ہمیشہ شاہان میرا دوست بنا رہا۔

جواب عرض میں میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے پاس ٹائم ہی نہیں ہوتا تھا جون کے جواب عرض میں میری سٹوری مقروض وفا دیکھ کر شاہان نے ضد کی زوہیب پلیز میری سٹوری لکھو۔

آیئے قارئین شاہان کی سٹوری اسی کی زبانی سنتے ہیں۔ میرا نام شاہان ہے میرے دو بھائی ہیں اور ایک بہن میرا بچپن شرارتوں میں گزرا ایسا کوئی دن نہ گزرا جب میں نے کسی شرارت کی وجہ سے مار نہ کھائی ہو شرارت کرنا میرے لہو کے قطروں میں شامل تھا میرے دوست میرے والدین میرے ہمسائے حتی کہ گاؤں والے بھی میری شرارتوں کی وجہ سے عاجز آ گئے تھے مجھ پر کسی کی نصیحت اثر نہیں کرتی تھی۔

وقت محو پرواز کرتا رہا اور میں میٹرک میں پہنچ گیا ایک دن میں اپنے دوست کے سکول جا رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک باز چڑیا کو اپنے پنجوں میں دبوچنے کی کوشش کر رہا ہے میں نے پتھر اٹھا کر باز کو نشانہ بنایا پتھر سکول سے آتی ہوئی ایک لڑکی ایمان کو لگا جو چیخ مار کر گر گئی۔ میرا دوست ارسلان جلدی سے گیا اور ایمان کے پاؤں پر چوٹ دیکھنے لگا مگر مجھے ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی میں اپنی مدہم سپیڈ میں ہی ایمان کے پاس پہنچا۔

شاہان اگر پتھر ایمان کے سر کو لگ جاتا تو۔

ارسلان کیا ہوتا ایمان مر جاتی۔

ایمان نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا میں بس دیکھتا ہی رہ گیا

میں مر جاتی تو آپ کو خوشی ہوتی شاہان۔۔

نہیں تو۔۔۔

تو پھر کیوں کہا۔

سوری ایمان آج پہلی بار زندگی میں سوری کی تھی ایمان اور میں کلاس فیلو تھے ایمان گرلز ہائی سکول اور میں بوائز ہائی سکول میں پڑھتا تھا۔

آج میں نے ایمان کو پانچ سال کے بعد دیکھا تھا کہاں وہ بچپن کی گڑیا اور ایمان کہاں یہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے والی ایک گلاب کے پھول سی ایمان اتنی خوبصورت ہو سکتی ہے میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ آج بار بار ایمان کا خیال آ رہا تھا۔

گزرے موسموں کی یاد کو زنجیر کر لیتے
اچھا ہوا اپنی محبت کھل گئی سب پر
وگرنہ لوگ پتہ نہیں ہم سے کیا تعبیر کر لیتے

پھر میری رات کانٹوں پر گزرنے لگی میری نیندیں روٹھ گئیں مجھے بار بار ایمان کا خیال آ رہا تھا بار بار ایمان کا چہرہ نظروں کے سامنے آتا۔ ایمان کی گہری نشیلی آنکھوں کی یاد آتی ایمان کی یاد نے مجھے بے بس کر دیا تھا بیقراری ایسی ہی رہی تو کیا ہوگا میں سوچ کر کانپ جاتا لیکن میں کیا کروں کیا نہ کروں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اس وقت نہ تو مجھے اپنی اور نہ ہی دنیا کی خبر تھی دنیا کی میں اس سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا میری رات کانٹوں کے بستر پر گزری مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔

آج ہمدرد مجھے یاد پرانے آئے
پھر تصور میں یاد وہ گزرے زمانے آئے
میری اتنی ہی تمنا کے وہ میرے ساتھ آئے
کب کہتا ہوں وہ میرے ناز اٹھانے آئے

مجھے رہ رہ کر ایمان کی یاد آ رہی تھی شدت

درد سے میرا جگر زخموں سے چاک چاک کر دیا
مجھے اپنے آپ سے وحشت ہونے لگی تھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ مجھے کیا ہو گیا ہے ہر چیز ایمان کا نقش بنا رکھا تھا ہر چیز میں ایمان نظر آتی تھی کچھ کروں تو کیسے کروں جب مجھے کچھ کرنے کا ہوش ہی نہ تھا اے میرے نصیب تو مجھے کس مقام پر لے آیا پہلی دفع میری آنکھوں میں آنسو بے بسی کے اشک نکلے تھے ورنہ ایسا ہوتا تھا میں لوگوں کی بے بسی پر مسکراتا تھا آخر میں نے صاف الفاظوں میں ایمان کو دل کی بات بتانے کا فیصلہ کر لیا یہ سوچ کر ایمان کے رستے میں کھڑا ہو گیا مگر پہلی بار ایسا بھی ہوا تھا کہ میرے زبان پر قفل لگ گئے تھے پہلی بار الفاظ گلے کی رگوں میں پھنس کر رہ گئے تھے ہائے میرے مقدر میں جو اپنے آپ کو بہت بہادر دلیر افلاطون مانتا تھا آج مقدر نے اس مقام پر لا کر مجھے مات دی تھی کہ آج مقدر نے مجھے بے بس لاچار کر دیا تھا میں سوچ سوچ کر پاگل ہوتا رہا مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ مجھے کیا ہوا ہے وقت کیا کیا دکھاتا ہے سوچ کر ڈر نے لگا ایمان کی یادیں مجھے ناگ کی طرح ڈس رہی تھی میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ ایمان کی محبت حاصل کرنی ہے اس کے لیے مجھے اپنی دنیا کہ ہر دیوار توڑنی پڑی تو میں توڑ دوں گا۔

تجھے کیا خبر تیری یاد نے مجھے کیسے کیسے ستا دیا
کبھی تنہائیوں میں ہنسا دیا کبھی محفل میں رلا دیا
کبھی یوں ہوا یاد میں تیری میری ہر نماز قضاء ہوئی
کبھی یوں ہوا یاد نے تیری مجھے رب سے ملا دیا

میں ایمان کا پیچھا کرنے لگا سکول کو خیر آباد کہہ دیا گھر والے خوب لڑے مگر میں ایسا کب تھا کہ جو گھر والوں کی مانتا میں نے آج کے دن تک گھر والوں کی مانی کب تھی اس لیے شاید گھر والے ضد سے گریز کرتے تھے تھک ہار کر ایمان کو تو لیٹر لکھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام علیکم۔۔۔کیسی ہو میں ٹھیک ٹھاک ہوں ایمان سمجھ نہیں آتی میں آپ کو کیا لکھوں سمجھ نہیں آتی لکھوں تو شاید الفاظ آپ کے شان کے خلاف ہوں ایمان میں نے فیصلہ کر لیا ہے تو میں لکھوں گا اپنے زخموں اور ٹوٹے دل کی داستان۔ ایمان میں نے جب سے دیکھا ہے آپ کو آپ کے سوا کچھ بھی مجھے اچھا نہیں لگتا ہے مجھے کیا ہوا ہے میری آنکھوں کو نقش ہی نہیں ایمان سمجھ نہیں آرہا کہ مجھے کیا ہوا ہے اس دل میں اس قدر بے قراری کیوں ہے کیوں میں آپ کو پل پل یاد کرتا ہوں ایسا کوئی لمحہ میرا نہیں گزرا ہو گا جس لمحے میں نے آپ کو یاد نہ کیا ہو گا میں آپ کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوا ہوں ایمان میری بات کا یقین کرو مجھے اپنے دل میں جگہ دے دو مجھے آپ کے دل میں رہنا ہے ایمان اگر آپ نے میری محبت کا بھرم نہیں رکھا ہو سکتا ہے میں اپنی زندگی ہار جاؤں ہاں ایمان میں سچ کہہ رہا ہوں آپ کے سوا زندگی کی سانسیں لینا گوارہ نہیں کروں گا باقی جیسے آپ کی مرضی۔

میری وحشت کے آگے اک اور وحشت ہے
جو آتی ہے تیری یاد کے آنے کے بعد

آپ کا صرف آپ کا قسم سے آپ کا شاہان
لیٹر لکھ کر میں ایمان کو کیسے دوں پھر ایک پرابلم آخر ایک بچی کے ہاتھ لیٹر ایمان تک پہنچ گیا مگر دو دن گزر گئے مگر ایمان نے کوئی جواب نہ دیا ہر روز ایمان کو دیکھتا تو میرا معمول بن گیا تھا مگر شاید ایمان کا دل جیسے میرے لیے خالی تھا اس

کے دل میں میرے لیے شاید کچھ نہ تھا اس کا دل میری محبت سے جیسے خالی تھا ایمان کا لیٹر تیسرے روز مجھے مل گیا جسے میں نے بہت پیار سے رکھا مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ اس میں کیا ہے اس میں میری محبت کا جنازہ ہے۔ارے ایمان تم نے ایسا صلہ دیا ہے محبت کا پھر لیٹر کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام علیکم۔شاہان صاحب آپ کا لیٹر ملا جس کو پڑھ کر بہت سوچا۔مگر شاہان میرا دل محبت سے خالی ہے اور آپ کو کیسے جگہ دوں شاہان بہت مشکل راہوں کا انتخاب کر دیا ہے آپ نے یہاں ہونا کامی نامرادی بے بسی لاچارگی اشکوں غموں درد کے سوا کچھ ملا نہیں کرتا شاہان دنیا جسے مسکرانے والوں کی ہے روتے سسکتے لوگوں کو دنیا کچل دیتی ہے محبت نہ کرو ورنہ تمہارے پاس ہاں شاہان کچھ نہیں بچے گا میں آپ کے جذبوں کی قدر نہ کر سکی اس کے لیے سوری۔دعا گو ایمان۔

اس امتحان میں ہوں دل کا حساب کیسے دوں
حساب عشق پر لکھی کتاب کیسے دوں

بہت دن صبر کے ساتھ ایمان کی راہ میں نہیں گیا مگر کب تک بے قراری حد سے بڑھ گئی تو پھر راہ میں کھڑا ہو کر ایمان کو دیکھنے لگا آج ایمان اکیلی تھی میری آنکھوں سے اشکوں کے سیلاب امڈ آئے تھے۔چلتے چلتے ایمان میرے پاس رک گئی کھڑے ہو کر مجھے دیکھنے لگی پوچھا۔

شاہان کیا بات ہے۔

میں نے لب کھولنے چاہے مگر الفاظ گلے کی رگوں کے درمیان میں ہی دم توڑ گئے۔پھر پوچھا شاہان ہوا کیا ہے بڑی مشکل سے کہا۔

ایمان کچھ بھی تو نہیں ہوا

شاہان جو حالت آپ کی اس کی ذمہ دار کہیں میں تو نہیں ہوں۔

میں نے کہا ہاں اس کا جواب میرے پاس نہیں۔

شاہان آئی لو یو۔

کیا کہا۔

آئی لو یو۔

میں خوشی سے اور زیادہ رونے لگا۔

بس کرو اب شاہان خبردار اب روئے تو

جیسی خوشیاں آج مجھے ملی تھیں میں بیان نہیں کر سکتا تھا اتنی خوشیاں اس سے قبل دیکھی ہوں مگر ان خوشیوں میں یہ مٹھاس تشنگی کہاں تھی آج دنیا مجھے بہت پیاری لگ رہی تھی۔کائنات مہکتی ہوئی لگ رہی تھی ایمان کا پیار پا کر میں دنیا کا سب سے خوش نصیب خود کو تصور کر رہا تھا ایمان سے خط کتابت کے علاوہ اب گھنٹوں فون پر بھی باتیں ہوتی ہر لمحہ ہر پل ایک دوسرے کا خیال رکھتے جتنا پیار میں ایمان سے کرتا تھا اتنا شاید کسی نے کسی سے نہ کیا ہوگا۔ایک دن ایمان سے بات نہ ہوتی تو پورا دن پشیمان رفتار میں گزر جاتا ایک دن ایمان نے مجھے کال کی۔اور بتایا کہ کچھ دنوں کے بعد تم سے بات کروں گی کچھ مجبوریاں ہیں۔

لیکن ایمان میں کیسے رہ پاؤں گا

پلیز جانوں سمجھا کرو کچھ دن کی بات ہے پھر سے ہماری بات ہوگی۔

ایمان مجھے یہ بتاؤ کیا تمہارا نمبر آن ہوگا

نہیں۔

لیکن کیوں۔

بھائی آ رہا ہے لاہور سے میں شاید تم سے بات نہ کر سکوں۔

ٹھیک ہے ایمان لیکن مجھے بھول نہیں جانا
تم کوئی بھولنے والی چیز تھوڑی ہو جسے بھول جاؤں۔

ایمان کی جدائی مجھے مار دے گی تین دن میں نے کیسے گزارے میں ہی جانتا ہوں آج مجھے شہر میں ایک پرانا سکول کے زمانے کا دوست آکاش مل گیا سلام دعا کے بعد میں نے آکاش سے پوچھا۔

کیا کرتے ہو یار۔

میٹرک کی تیاری کر رہا ہوں اور تم۔۔

میں نے بھی میٹرک کی تیاری کر رہا ہوں آکاش تم گاؤں سے ایسے گئے پھر پلٹ کر خبر تک نہ لی۔ میں نے شکوہ کیا۔

بس یار بچپن میں خالہ کے گھر رہا تھا اب ہم لوگ شہر آ گئے ہیں اس لیے شہر میں ہی پڑھ رہا ہوں البتہ اب لگتا ہے تمہارے گاؤں میں آنا جانا لگا رہے گا۔

اچھا کوئی خاص بات ہے

ہاں یار بہت خاص بات ہے

اچھا گاؤں میں آنا ہو تو ہم سے ضرور ملنا۔

ٹھیک ہے یار اپنا نمبر تو دے جاؤ یار۔

آکاش بچپن میں ہمارے ساتھ ہی سکول جاتا تھا ایمان بھی بچپن سے ہمارے ساتھ ہی پڑھتی تھی میں نے ایمان کو کال کی جس کا نمبر بزی تھا اور مسلسل تقریباً پچاس منٹ تک چلتا رہا پھر ایمان نے نمبر ہی آف کر دیا میں نے میسج کیا کہ ایمان کیا بات ہے کس سے بات کر رہی تھی کافی دیر بعد جواب ملا۔

بھائی نے کزن کا نمبر ملا رکھا تھا۔

پھر ایک غزل سینڈ کی۔

وفا رسوا نہیں کرنا سنو ایسا نہیں کرنا
میں پہلے ہی اکیلا ہوں سنو مجھے تنہا نہیں کرنا
میری جھیل سی آنکھوں کو کبھی صحرا نہیں کرنا
جدائی بھی جو آئے دل چھوٹا نہیں کرنا
بھروسہ بھی ضروری ہے پر سب پر نہیں کرنا
مقدر پھر مقدر ہے کوئی دعویٰ تمہیں کرنا
میری تکمیل تم سے ہے مجھے آدھا نہیں کرنا
جو لکھا ہے وہ ہوگا کبھی شکوہ نہیں کرنا

یہ ابھی ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ ایمان والی یہی غزل مجھے آکاش کے نمبر سے بھی ریسیو ہوئی میں نے کچھ خاص توجہ نہ دی اور ایک غزل آکاش کے نمبر پر سینڈ کر دی۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ وہی غزل مجھے ایمان کے نمبر سے ریسیو ہو گئی میں کچھ کچھ پشیمان ہو گیا لیکن یہ سمجھا کہ یہ اتفاق بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ایمان کا کوئی دوست بھی نہیں ہے پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ ایمان کو ایسی کوئی غزل سینڈ کروں جو کسی اور کے پاس نہ ہو تا کہ مجھے یقین ہو مگر ایسی غزل کہاں سے آئے میں کوئی شاعر تھوڑا تھا نہیں کے کوئی نئی غزل تخلیق کروں اگر میں کوئی کسی بک سے غزل لیتا ہوں اس بات کا کیا۔ گارنٹی کے وہ پہلے میسج ہو چکی ہے یا نہیں پھر مجھے آپ کا خیال آیا۔ زوہیب سے مانگ لیتا ہوں۔

زوہیب بھائی مجھے کوئی تازہ غزل چاہیے جس پر سو فیصد یقین ہو کے یہ ابھی تک میسج نہیں ہوئی۔

شاہان کیا کرو گے ایسی غزل کا۔

زوہیب بھائی پلیز مجھے پوری کیا یک غزل دے دو آج بہت ضروری چاہیے۔

اچھا ٹھیک ہے موضوع کون سا ہو۔

کوئی رمانس بھری ہو۔

او کے ایک غزل ہے چند دن پہلے میں نے عمران انجم راہی ستہ پانی والے کے دیئے تخیل پر ایک غزل لکھی ہے میں لکھ کر سینڈ کردوں گا لیکن بہت زیادہ رومانس بھی چلے گی یار۔

پھر میں غزل ویٹ کرنے کا لگا مگر شام ہوگئی زوہیب صاحب نے غزل سینڈ نہیں کی پھر میسج کیا کہ کوئی جواب نہیں آیا تو بہت غصہ آیا کال کی تو آپ نے کہا۔

بزی ہوں غزل گھر میں جا کر سینڈ کروں گا میں دوستوں کے ساتھ ہوں پھر شام کے بعد مجھے زوہیب نے غزل سینڈ کی۔

کہاں چھپا کے رکھوں بتا لالی تیرے ہونٹوں کی
میرے بس میں نہیں کرنا رکھوالی تیرے ہونٹوں کی
دیکھ نا کیسے خوبرو اور مہکے مہکے لگتے ہیں
جب سے میں نے حکومت ہے سنبھالی تیرے ہونٹوں کی
اب تو مے، خانے میں شراب بھی پھیکی پھیکی ہے
میرے لبوں نے پی لی ہے جب سے پیالی تیرے ہونٹوں کی
شرابی آنکھوں اور بھنوری زلفوں کا کیا کہنا
خوبصورت دانتوں پر ہے جالی تیرے ہونٹوں کی
ابھی تیرے حسن و جمال پر کچھ نہیں لکھا زوہیب
ابھی تو کی ہے میں نے تعریف خالی تیرے ہونٹوں کی

میں نے آکاش کے نمبر پر یہ سینڈ کردی اور ویٹ کرنے لگا تقریباً دس منٹ بعد یہی غزل ایمان کے نمبر سے ریسیو ہوگئی۔ میں حیران ہوگیا ہو سکتا ہے زوہیب بھائی نے کسی اور کو بھی سینڈ کی ہو ایمان ایسی نہیں ہوسکتی میری ایمان ایسا کیسے کرسکتی ہے وہ تو صرف میری ہے بہت سوچ کر میں نے زوہیب کو کال کی اور کہا۔

ہیلو بھائی جان کیسے ہو۔

جی ٹھیک ہوں غزل پسند آئی بہت پسند آئی ہاں۔ لیکن کتنے نمبر پر آپ نے سینڈ کی تھی شاہان میں بھی ابھی تک صرف تم کو ہی سینڈ کی ہے۔

کسی اور کو سنائی ہے کیا۔

ہاں سنائی تو ہے عمران انجم کو۔ ابرار حیدر اور سر شفیق کو لیکن یار تم بتاؤ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو۔

زوہیب بھائی کچھ سمجھ نہیں آرہا۔

بات کیا ہے یار زوہیب میری ایک گرل فرینڈ ہے ایمان میں اس سے اور وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں مگر آج میرے ایک دوست کے نمبر اور ایمان کے نمبر سے ایک ہی میسج آرہے ہیں

اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے

زوہیب مجھے لگتا ہے ایمان اور آکاش ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے ہیں ابھی جو غزل آپ نے سینڈ کی تھی وہ ایمان کے نمبر سے مجھے ریسیو ہوئی ہے جو میں نے آکاش کے نمبر پر سینڈ کی تھی۔

شاہان ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ایمان کی کوئی دوست ہو جو آکاش کی جاننے والی ہو۔

ہو بھی سکتا ہے زوہیب بھائی نہیں بھی ہوسکتا آپ کوئی اور غزل سینڈ کروتا کہ مزید کچھ معلومات ہو۔ میں نے اصرار کیا۔

ٹھیک ہے میں کرتا ہوں۔

یوں تیرا چھوڑ کر جانا مجھے پاگل کردے گا
رقیبوں سے مراسم بنانا مجھ پاگل کردے گا
شب دریچوں کے سناٹوں سے مجھے خوف آتا ہے

تیرا میرے پاس نہ آنا مجھے پاگل کر دے گا
میری زیست کی عبادت ہے تیرے نام سے زوہیب
ایسے مجھے تیرا بے رخی دکھانا مجھے پاگل کر دے گا
میں نے یہ غزل آکاش کے نمبر پر سینڈ کی
ٹھیک ایک منٹ بعد مجھے ایمان کے نمبر سے ریسیو
ہوئی میرا شک حقیقت میں بدل گیا میرا دل لہو
لہان ہو گیا ایمان نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ میں
نے آکاش کو مات دینے کی ترکیب سوچی آکاش
سے میں میسج سے بات کرنے لگا۔
آکاش کیا کبھی تم نے کسی سے محبت کی ہے
میسج کے جواب میں آکاش نے پوچھا کیا تم
نے کبھی کسی سے کی ہے۔
میں نے لکھا ہاں۔
ہاں شاہان میں بھی کسی سے بہت پیار کرتا
ہوں۔
کیا نام ہے اس خوش نصیب کا
اس کا نام ای سے بنتا ہے
کہاں رہتی ہے
یار وہ آپ کے ہی گاؤں میں رہتی ہے
کب سے چل رہا ہے یہ سلسلہ
دو ماہ سے
بہت خوب شاہان اصل میں محبت کے بعد
ہی زندگی کا مزہ ہوتا ہے
ہاں آکاش محبت انسان کو زندگی سکھا دیتی
ہے۔
شاہان پلیز مجھے اچھی سی غزل سینڈ کرو کیا
کروں جیسے آپ کی تھی یار ایک غزل لالی تیرے
ہونٹوں کی بہت مزے کی تھی۔
ضرور کروں گا میں آکاش سے بات کر رہا تھا
لیکن میرا دل لہو کے آنسو رو رہا تھا آکاش کا میسج آیا

یار زوہیب کون ہے
دو غزلوں میں اس کا نام ہے آکاش۔
اچھا اچھا ٹھیک ہے اس شاعر کی کوئی کتاب
بھی ہے کیا۔
ہاں آکاش زوہیب کی کتاب بھی ہے
تیار ہو رہی ہے یار
مجھے بھی زوہیب کا نمبر سینڈ کرو
میں ایمان سے بدلے لینے کے بارے
میں میری سوچیں انتقامی صورت اختیار کر رہی
تھیں۔ پوری رات سوچتے سوچتے گزر گئی کہ کس
طرح بہلاؤں دل کو جب کہ دل کو بہلانے والا
کھلونا ہی ٹوٹ گیا ہے میں کیا کروں کوئی سمجھے
مجھے۔ دوسرے دن آکاش آ گیا۔
آکاش کیسے آنا ہوا میں نے پوچھا۔
یار آج میں نے ایمان سے ملاقات کرنی
ہے یار کیا بتاؤں جب سے ایمان کی محبت ملی ہے
میں تو ہواؤں میں اڑ رہا ہوں۔
آکاش جو بلندی سے گرا کرتے ہیں وہ
ٹوٹ جاتے ہیں اتنی بلندی پر مت جاؤ کے گر کے
چور چور ہو جاؤ۔
ہم محبت میں ساری حدیں عبور کریں گے
شاہان صاحب
میرا دل لہولہان ہو گیا میں نے صبر کرکے
ایمان کو کال کر دی۔
ہیلو ایمان کیسی ہو۔
شاہان میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہو
میری یاد آئی جو کال ریسو کر لی۔
شاہان ایک تم ناں بہت زیادہ بے صبرے
ہو بابا کسی کی مجبوری کو بھی سمجھا کرو۔
ایمان ایک بات پوچھوں۔

ایک نہیں بہت ساری میری جان۔
ایمان کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔
شاہان پاگل ہو گئے ہو کیا۔
ایمان میرے سوال کا جواب تو نہیں۔
شاہان تم جانتے ہو۔
میں کچھ نہیں جانتا ایمان۔
شاہان میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔
اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو آج مجھ سے ملو
آج ناممکن ہے شاہان۔
میں کچھ نہیں جانتا ایمان مجھے آج ہر حال میں تم سے ملنا ہے
پلیز شاہان آج نہیں پھر جب بھی کہو گے۔
اگر ایمان آج تم مجھے نہیں ملی تو مجھے ہمیشہ کے لیے کھو دو گی۔
پلیز شاہان ضد مت کرو کل تم سے ملوں گی
ایمان کل جو تم نے پوئٹری سینڈ کی تھی وہ کہاں سے لی تھی۔
وہ میں ناں۔۔۔
ہاں ہاں بولو۔۔
میری ایک دوست نے مجھے سینڈ کی تھی۔
کیا نام ہے اس کا۔
اس کا نام ہے فوزیہ۔
اور کہاں رہتی ہے۔
ادھر ہی ہمارے گاؤں میں۔
او کے پھر کل ملتے ہیں۔

قارئین فوزیہ نام کی کوئی بھی لڑکی ہمارے گاؤں میں نہیں رہتی تھی یہ فقط ایمان کا جھوٹ تھا مگر میں اب منفی سوچنے لگا تھا جب میں منفی سوچتا ہوں تو بہت برا سوچتا ہوں ایمان جو کبھی میری نظروں کے چھونے سے میلی ہوتی تھی آج اس کی تصویریں میری نظروں میں بہت بھیانک ایمان اگر تم شاہان کی نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں ہو گی۔
آکاش نے آج ایمان سے ملنا تھا اور میں نے کل میری سوچ یہ تھی کہ آکاش کو ٹھکانے لگا دیا جائے مگر میں اس میں آکاش کا کوئی قصور نہیں تھا قصور وار تو ایمان تھی اور ایمان نے ہی مجھے برباد کیا تھا مجھے دھوکہ دیا تھا میں ایمان کو کسی بھی قیمت پر معاف نہیں کر سکتا تھا۔۔

ایمان سے میں نے جنگل میں ملنے کو کہہ دیا ہمارے گاؤں کے مشرق میں ایک گھنا جنگل ہے وہاں چیڑ پھار اور دیار کے اتنے چھوٹے چھوٹے پودے تھے انسان دن میں کچھ کرے مگر کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی لوگ بہت کم جنگل میں جاتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ جنگل میں بہت سارے جنگلی جانور بندر گیدڑ شیر وغیرہ تھے دن کو بھی لوگوں کی بھیڑ بکریاں شیر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ایمان مجھ پر بہت اعتماد کرتی تھی پہلے میں کئی بار ایمان سے مل چکا تھا مگر سوا ہاتھ ملانے کے کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کی تھی۔ میں نے تھوڑی دیر ویٹ کیا ایمان آئی ایمان نے بہت خوشی سے ہاتھ ملایا۔

کیسے ہو میری جان۔
ٹھیک ہوں۔ میں آج جو دل میں جو منصوبہ بنایا تھا اس پر عمل کرنے سے پہلے ایمان سے پیار بھری باتیں کرنا لازمی تھا آہستہ آہستہ میں نے ایمان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کھیلنے لگا میں نے ایمان کو مدہوش کر دیا تھا اور وہ ہو گیا جس کا میں نے سوچا ہوا تھا۔
شاہان تم نے یہ کیا کر دیا ہے ایمان چیخ پڑی
سوری ایمان مجھے پتہ ہی نہ چلا یہ کیا ہو گیا

شاہان تم نے مجھے کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا شاہان یہ تم نے کیوں کیا۔
ایمان پتہ نہیں یہ سب کیسے ہو گیا
میں نفرت کرتی ہوں تم سے
وہ تو مجھے پتہ ہے
کیا مطلب۔
یہی کہ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو
تم سے کس نے کہا۔
ابھی ابھی تم نے کہا
میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔
بس کرو ایمان میں سب جانتا ہوں تم مجھ سے نفرت کرتی ہو تم آکاش سے محبت کرتی ہو
ایمان کے چہرے پر کئی رنگ آئے اور چلے گئے
تم کو کس نے کہا یہ۔
میں آکاش سے مل چکا ہوں صفائیاں مت دو مجھے۔
میں صفائیاں نہیں پیش کر رہی
لیکن میں جب جب چاہوں گا تم کو مجھ سے ملنا ہوگا۔
ایسا کبھی نہیں ہوگا۔
ایمان ایسا ہی ہوگا۔
چند دنوں کے بعد میں نے ایمان کو کال کی
ایمان میں تم سے ملنا چاہتا ہوں پھر دل میں آپ کو ملنے پر مجبور کر دیا ہے۔
شاہان میں کبھی بھی تم سے نہیں ملوں گی
ایمان اگر تم ملنے نہیں آئی تو میں تمہاری موی اور تصویریں آکاش کو دے دوں گا۔ قارئین میرے پاس ایمان کی بہت ساری تصویریں اور موی بھی لیٹر تھے۔
مجھے تم بلیک میل کر رہے ہو۔

تم ایسا ہی سوچ سکتی ہو۔
ہاں میں آتی ہوں۔
مقررہ جگہ پر آج ایمان سے ملاقات ہوئی آج ایمان کی آنکھیں رو رو کر سوجھ گئی تھیں۔
شاہان تم نے مجھ سے نہیں میرے جسم سے محبت کی ہے
ایمان میں پہلے تم سے دل سے محبت کرتا تھا لیکن جب سے ہمارے درمیان آکاش آیا تو میں نے سوچا کہ اگر ایمان میری نہیں تو آکاش کی کیوں ہو اس لیے تمہاری جوانی کو داغ لگا دیا اور اب مجھے تمہاری عادت ہو گئی ہے
شاہان مجھے میرے لیٹر کا میری تصویر دو اور موی واپس کر دو۔۔۔
تاکہ تم مجھ سے ملنے نہ آسکو۔
نہیں شاہان تم اپنے جسم کی پیاس بجھانے کے لیے کبھی بھی بلا لیا کرو
دیکھو ایمان میں اتنا بے وقوف تو نہیں ہوں جتنا تم نے سمجھ لیا ہے
شاہان جب تم نے میری عزت کو داغدار کر ہی دیا ہے تو پھر میرے پاس کیا بچا ہے
پتہ نہیں کس کس کے ساتھ انجوائے کر چکی ہو
ایمان رونے لگی
شاہان کیا تم مجھے ایسا سمجھتے ہو۔
ہاں میری نظر میں تمہارا ایسا ہی نقشہ بنا ہے
افسوس ہے مجھے اپنی قسمت پر۔
باتیں چھوڑو مجھے جانا ہے اب جلدی کرو بس
قارئین آج مجھے وہ خوشی نہیں ہوئی تھی جو پہلے ایمان کے دھوکے کی وجہ سے ہوئی تھی دکھ ہوا تھا وہ آج ختم ہو گیا بس اب ایک ہی خیال تھا کہ ایمان کو بلیک میل کرنا۔ دوسرے دن مجھے ایک

لیٹر ملا جسے پڑھ کر میں آج تک رو رہا ہوں۔

مائی ڈیئر شاہان۔ سلام الوداع۔

شاہان ہاتھ کانپ رہے ہیں پتہ نہیں لکھ سکوں گی یا نہیں شایان آج تم نے مجھے زیست کے ایسے دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے کہ میں زندگی جو جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی مگر موت کو گلے لگا نے سے پہلے حقیقت تم پر عیاں کرنا چاہتی ہوں ایسا نہ ہو کے میرے مرنے کے بعد بھی تم مجھے برے الفاظ میں ہی یاد کیا کرو شاہان ایمان نے صرف تم کو چاہا ہے آکاش میرا کزن ہے میرا دوست ہے وہ مجھ سے پیار کرتا ہے لیکن میں نہیں اور اور وہ یہ بات جانتا بھی ہے آکاش بہت اچھا انسان ہے اس نے فقط اتنا کہا کہ ایمان میں تم سے پیار کرتا ہوں زندگی کی آخری سانسوں تک تم سے اظہار کی امید کروں گا۔ میں نے آکاش کو آج تک سوائے اچھے دوست کے اور کسی نظر سے نہیں دیکھا۔ شاہان کاش تم مجھ سے پوچھ لیتے میں سب کچھ بتا دیتی ویسے میں ملاقات پر تم سے یہ بات کرنے کا سوچ رہی تھی لیکن ملاقات نے تو ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہی ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے شاہان خدارا میرے مر جانے کے بعد میری تمام نشانیاں ختم کر دینا اگر تم نے ایک لمحہ بھی ایمان سے محبت کی تم کو اس محبت کی قسم شاہان میرے مرنے کے بعد تم مجھے رسوا نہیں کرو گے میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں بہت جلد شاہان تم کو اکیلا کر جاؤں گی تم جس کھلونے سے دل بہلا لیتے تھے وہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ شاہان عورت کے پاس صرف عزت ہوتی ہے جب میرے پاس وہ نہیں رہی تو میں جی کر کیا کروں گی بدنصیب شاہان۔

خط پڑھ کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی میری آنکھوں کے کشکول آنسو سے لبالب بھر گئے تھے اے میرے خدایا یہ میں نے کیا کر دیا ہے۔

سراپا عشق ہوں میں اب بکھر جاؤں تو بہتر ہے
جدھر جاتے ہیں یہ بادل ادھر جاؤں تو بہتر ہے
ٹھہر جاؤں یہ دل کہتا ہے تیرے شہر میں کچھ دن
مگر حالات کہتے ہیں گھر جاؤں تو بہتر ہے
دلوں میں فرق آئیں گے تعلق ٹوٹ جائیں گے
جو دیکھا جو سنا اس سے مکر جاؤں تو بہتر ہے
یہاں ہے کون میرا جو سمجھے گا مجھے فراز
کوشش کر کے خود ہی سنور جاؤں تو بہتر ہے

کاش میں ایمان کیساتھ ایسا نہ کرتا کاش آکاش سے میں نہ ملا ہوتا ایسا نہ ہو کے ایمان اپنی جان دے دے اس لیے مجھے ایمان کو روکنا ہوگا میں نے ایمان کو کال کر دی مگر ایمان رسیو نہیں کر رہی تھی پھر میں نے میسج کیا ایمان پلیز میری کال سنو پلیز ایمان خدا کے لیے ایمان پلیز پلیز ایمان لیکن ایمان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

قارئین یقین کرو میں آج اتنا رویا تھا کہ جیسے میری آنکھوں میں آنسو ختم ہو گئے ہوں پوری رات ایمان کے نمبر پر کال اور میسج کرتا رہا مگر ایمان نے کال ہی نہیں اٹھا رہی تھی وہ بے قراری بھری رات میں کبھی نہیں بھول سکتا صبح سویرے ایمان نے میسج کیا۔

شاہان میں رات جلدی سو گئی تھی موبائل سائیلنٹ پہ تھا ٹھیک ہے شاہان میں کچھ نہیں کروں گی مگر اس کے لیے ہماری آخری ملاقات آج اسی جگہ ہوگی جہاں میں نے اپنی عزت کھو دی تھی۔

ٹھیک ہے میں آجاؤں گا۔

شاہان میری آنکھیں دیکھ رہے ہو یہ کبھی اتنی

نہیں روئی جتنی تمہاری بے حیائی کے بعد روئی ہیں شاہان عزت لڑکی کے لیے سب کچھ ہوتی ہے لیکن میرے پاس وہ بھی نہیں شاہان مجھے اپنی بربادی کا ڈر نہیں ہے میرے پاس اب لٹانے کو کچھ نہیں بچا لیکن شاہان اگر مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا۔

کیسا وعدہ میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔

سوچ لو تم میری بات ماننے سے انکار کردو۔

ایمان آج تم جان بھی مانگو تمہاری قسم انکار نہیں کروں گا۔

شاہان میں آج تم سے جان سے بھی بڑھ کر مانگنے والی ہوں

مانگو بندہ حاضر ہے۔

شاہان آج کے بعد تم کبھی مجھے کال نہیں کرو گے میسج نہیں کرو گے اور مجھے ملنے کی کوشش نہیں کرو گے۔

نہیں ایمان میں ایسا نہیں کر سکتا ایمان میں اپنی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں تم سے شادی کروں گا

نہیں شاہان تم سے میں شادی نہیں کر سکتی میرے پاس کچھ نہیں تمہیں دینے کے لیے

ایمان ایسا نہ کہو پلیز سب کچھ میں نے ہی تو کیا ہے۔

شاہان تم بہت ہی جذباتی انسان ہو اگر میری شادی تم سے ہو جاتی ہے تو کل اگر تمہیں کوئی کہے کہ میں ایمان کو مل کر آ رہا ہوں تو تم مجھ سے نہیں پوچھو گے اور مجھے طلاق دے دو گے شاہان تم میں ایک ایسی برائی ہے کوئی بھی لڑکی تمہاری بیوی بن کر نہیں رہ سکتی۔

ایمان میں بدل جاؤں گا۔

شاہان جسے محبت نہیں بدل سکی وہ کبھی نہیں بدل سکتا۔

ایمان میں تمہارے بن نہیں جی سکتا

عادت ڈال لو مجھے زندہ اپنے سے دور رکھنے کی یا مرنے کے بعد۔

ایمان پلیز شاہان کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے تم مجھے زندہ دیکھنا چاہتی ہو یا کے مردہ ایمان میں تمہیں مرتے ہوئے کیسے دیکھ سکتا تھا

تم پھر مجھ سے وعدہ کرو کے آج کے بعد مجھے کبھی تنگ نہیں کرو گے۔

ٹھیک ہے ایمان

میں کیسے مان لوں شاہان

ایمان یہ موبائل ہے جس میں تمہاری تصویریں ہیں مووی ہے سب ڈلیٹ کر رہا ہوں

شاہان آج ہماری آخری ملاقات ہے تم کچھ بھی کر سکتے ہو میرے ساتھ۔

میں کچھ سمجھا نہیں

اپنی پیاس بجھا سکتے ہو

ایمان آج میرے جسم کو نہیں اپنی روح کو تمہاری پیاس ہے لیکن صد افسوس کے میری روح کی تشنگی روٹھ گئی ہے ایمان مجھے تم عزیز ہو میں اپنی غلطی سے معافی مانگتا ہوں میں تمہارا شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں ہمیشہ کے لیے کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گا لیکن ایمان اس دل میں تمہاری محبت تھی ہے اور تا حشر رہے گی ایمان اگر میں تمہارے لیے کچھ کر سکتا ہوں تو مجھے یاد رکھ کرنا۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی کافی عرصے بعد لکھی ہے اور امید کرتا ہوں کہ سب چاہنے والے میری کہانی کو ضرور سراہیں گے اور اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر رائے دیں گے۔

یہ عشق نہیں آساں

۔۔تحریر۔سیدہ جیا عباس۔تلہ گنگ مرالی۔۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

حضرات ایک ضروری علان ملاحظہ فرمائیں۔پیر سائیں سجان شاہ دے قبرستان وچ چھوٹے سائیں شاہ زمان دی قبر۔تے بیٹھی پردیسی انجان تے گونگی ملنگنی اللہ پاک دے حکم نال اس دنیا تو رخصت ہو چکی اے اس دی میت آپا زلیخا دے گھر موجود اے مخیر حضرات کفن دفن دا بندوبست کریں نماز جنازہ اج شام چار بجے اسی قبرستان وچ ادا کیتی جائے گی شرکت فرما کے ثواب درین حاصل کرو۔قارئین میں نے اس کہانی کا نام۔یہ عشق نہیں آساں۔رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اور یہ کہانی میری خوچھ مجبوری کی وجہ سے مکمل نہیں کر پائی معذرت کیساتھ اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

قبرستان سے گزرتے ہوئے ایک امیر کبیر جوڑے نے صدقے کے طور پر چند روپے اس کی گود میں ڈال دیئے اس نے بوجھل پلکیں اٹھا کر ایک نظر دور جاتے ہوئے خوبصورت مرد اور عورت کو دیکھا اور پھر جانے اس کے من میں کیا سمائی کہ اس نیا پنے سامنے موجود قبر وک سینے سے لگایا پھر وہ دیوانہ وار قبر کو چومتی جا رہی تھی اور دھاڑیں مار مار کر کسی معصوم بچے کی طرح روئے جا رہی تھی وہ ایسی ہی تھی سارا سارا دن چپ چاپ یا تو قبر کے ساتھ موجود درخت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کر کے بیٹھی رہتی یا پھر قبر پر سر رکھ کر رو رو کر وہی تھک کر سو جاتی تھی وہ قبر کی گرمی سردی سے یوں حفاظت کرتی گویا کہ کسی دربار کے مجاور اپنے فرائض عقیدت مندی اور عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر رہے ہوں اسے اس قبر پر آئے ہوئے ایک سال ہونے والا تھا اس سال میں بستی کے کسی فرد نے اسے نہ بولتے سنا تھا اور نہ ہی اس کو قبر سے کہیں آتے جاتے دیکھا تھا حیرت کی بات تو یہ تھی کہ گرمیوں کے طویل اور جھلسا دینے والے دن اور سردیوں کی ٹھٹھرتی شامیں اور راتوں سے لے کر آندھی طوفان اور شدید ژالہ باری میں بھی وہ وہی پر رہتی جب بھی شدید سردی سے بیمار ہو جاتی تو بھی پرواہ نہیں کرتی بس جب تکلیف کی شدت سے مدہوش ہو یا ہوش وحواس سے بیگانی ہو جاتی تو آپا زلیخا کے اپنی بیٹی کی مدد سے اسے قریبی کلینک اٹھا کر لے جاتی اور اسے دوائی وغیرہ دلوا دیتی تھی پھر اپنے کچے مکان میں لے جاتی دن رات اس کی سیوا کرتی پھر وہ جیسے ہی چلنے کے لائق ہوتی وہاں سے نکل کر اسی قبر پر آ جاتی پھر ایک دسمبر کی شب شدید بارش اور

ساتھ رگوں میں لہو کو منجمد کرنے والی ہوائیں اور
ایسی چلیں کہ اس خاموش اداسی کی حسین دیوی کو
آغوش میں لے کر اڑیں صبح سب سے پہلے صفی
نے اس کو پانی میں گرے دیکھا تو وہ چیختا ہوا آیا۔

آپا۔۔آپا۔۔آپا زلیخا وہ۔۔وہ ملنگنی مرگئی
ہے جلدی چلو۔وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پا رہا تھا۔

کک۔۔کک۔۔کک کیا کہہ رہے ہو
تمہارے منہ میں خاک کیا بک بک کر رہے ہو۔
آپا زلیخا کو اسکی بات کا یقین نہیں ہو رہا تھا۔

آپا میں سچ کہہ رہا ہوں وہ قبر کے پاس ہی
پانی میں گری ہوئی ہے میں نے بہت بلایا وہ نہ
آنکھیں کھولتی ہے اور نہ ہی اٹھتی ہے۔

آپا اس کا ایک ہاتھ سینے پر اور دوسرا قبر پر
ہے جس پر ایک سال سے بیٹھی ہوئی تھی اب کی بار
صفی نے تفصیل سے جواب دیا۔پاس بیٹھی شبو
کے ہاتھوں سے پانی کی پیالہ چھوٹ کر زمین پر جا
کر گرا اور پھر وہ تینوں ہی قبرستان کی طرف
دوڑے وہاں جا کر آپا اور شبو نے اس کا سر گود میں
لیا اس کو آوازیں دیں اور اس کا کندھوں سے پکڑ
کر ہلایا شبو نے تو اسے پکڑ کر جھنجھوڑ ہی ڈالا۔

شہزادی اٹھ نا۔۔اٹھ شہزادی ڈاکٹر کے
پاس لے لیں تجھے کچھ نہیں ہوگا ہاں میں تجھے کچھ
نہیں ہونے دوں گی ایک تو ہی تو ہے جو میری
ساری باتیں میرے سارے دکھ سکھ سنتی ہے اٹھ جا
نا دیکھ میں آئی ہوں شبو تیری خاموشی تیری محبت کو
سمجھنے والی اٹھ کا شبو پتہ ہوش کر یہ پگلی تو اپنے بچے
سائیں کے پاس چلی گئی ہے اب یہ تیرے سکھ دکھ
کہاں سنے گی صفی اٹھ پتر تو جا کے گاؤں کی مسجد
میں اعلان کرا ہم اسے گھر لے جاتے ہیں۔۔مائی
جنتے کو کہنا کہ منجی لے کر جلدی سے قبرستان
آجائے زلیخا نے صفی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا
ملنگنی کا سر خاک پر رکھا اور اس کے ہاتھ پاؤں
جوڑنے کے بعد اپنا بوسیدہ سا پیوند زدہ دوپٹہ پھاڑ
کر اس کا منہ بند کر کے ٹھوڑی کے نیچے سے پکڑا
سر کی جانب لا کر سر پر ایک گرہ لگا دی۔۔

مولوی جی۔۔۔مولوی جی۔۔وہ مرگئی ہے
آپا نے کہا جا اس کے مرنے کا اعلان کروا کے
آ صفی تقریباً دوڑتا ہوا مسجد میں پہنچا تھا۔

او کملیا ساہ تے لے لے آرام سے مجھے بتا
کہ کون مرگئی ہے کیا اعلان کروں میں۔

او مولوی جی وہ ملنگنی مرگئی ہے جو شاہ زمان
سائیں کی قبر پر تھی وہ مرگئی ہے۔

او۔۔ہو۔۔اللہ اس کی مغفرت فرمائے
بیچاری جانے کس باغ کی کلی تھی جو بن موسم میں
کے مرجھا گئی ہے کیا اعلان کروں۔

ہائے۔او میڈیا سوہنیا ربا تو کتنا بے نیاز ہے
۔۔مولوی صاحب نے دکھ اور افسوس تے آنکھیں
بند کرتے ہوئے خود کلامی کی اور پھر وضو کرنے
چل دیئے۔

حضرات ایک ضروری اعلان ملاحظہ فرمائیں
پیر سائیں سبحان شاہ دے قبرستان وچ
چھوٹے سائیں شاہ زمان دی قبر تے بیٹھی
پردیسی انجان تے کوئی ملنگنی اللہ پاک دے حکم
نال اس دنیا تو رخصت ہو چکی اے اس دی میت
آپا زلیخا دے گھر موجود اے مخیر حضرات کفن دفن
دا بندوبست کریں نماز جنازہ اج شام چار بجے
اسی قبرستان وچ ادا کیتی جائے گی شرکت فرما کے
ثواب دارین حاصل کرو۔

گلزیب خان عرف زیبی جو ایک دن پہلے
ہی وہاں کے چھوٹے سے ہسپتال میں بطور ڈاکٹر

اپنا چارج سنبھال چکا تھا اس عجیب وغریب اعلان کو سن کر وہ اپنے کمرے سے نکل کر شیرو بابا کی طرف آیا شیرو بابا ہسپتال کی صفائی وغیرہ کرتا تھا ساتھ ساتھ مالی کے فرائض انجام دے رہا تھا۔

بابا یہ کیا اعلان تھا کون تھی وہ لڑکی جس کی موت پر نہ اس کے کسی بھائی کا نام لیا گیا نہ اس کے ابا دادا کا کدھر سے آئی تھی وہ۔

اوے پتر۔نام تب لیتے جب پتہ ہوتا بستی کے کسی بندے کو اس کا اپنا نام نہیں معلوم پر جو وی تھی پتر تھی بڑی سوہنی اپنے ماں پیو کے جانے کتنی لاڈلی ہوگی اور سائیں شاہ زمان کے ساتھ اس کا کیا رشتہ تھا کہ وہاں سال بھر پہلے آئی اور ادھر کی ہو کے رہ گئی شیرو بابا نے نم آنکھوں سے ڈاکٹر زیبی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بڑی عجیب بات ہے بابا یوں بھی بھلا کوئی عمر بھر کے لیے کسی کی قبر پر بیٹھ سکتا ہے وہ کیا لڑکی تھی جس کو اپنا گھر بار بھی بھول گیا تھا بابا یہ کچھ رقم لے جا کر مولوی صاحب کو دے آئیں وہ کفن دفن کا بندوبست کریں اس سلسلے میں تمام اخراجات میں برداشت کروں گا پر کہیں بھی میرا نام نہ آئے ڈاکٹر صاحب نے کچھ پیسے دیتے ہوئے ساتھ شیرو بابا کو اپنا نام خفیہ رکھنے کی تاکید کی کیونکہ وہ دکھاوا کر کے اپنی اس نیکی کو ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا

پھر جب شام کے 3.45 پر زلیخا کے گھر سے اس بے وارث لڑکی کا جنازہ اٹھا تو ہر آنکھ نم تھی ہر دل میں اس معصوم سی لڑکی کا درد تھا نماز جنازہ کے بعد نجانے ڈاکٹر زیبی کے من میں کیا آئی کہ مولوی صاحب نے پاس آکر لڑکی کا آخری دیدار کرنے کی اجازت مانگی مولوی صاحب نے چہرے سے ذرا سا کپڑا ہٹایا تو ڈاکٹر گلزیب کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی وہ حیرت اور سکتے کے بت بنے میت کو بغور دیکھ رہے تھے پھر بے یقینی سے چند قدم ہٹے سب لوگ ان کی اس حرکت پر حیرت زدہ سے انہیں دیکھنے لگے تھے۔

مولوی صاحب یہ لڑکی۔۔۔یہ لڑکی کدھر کی ہے انہوں نے اپنے دل کو تسلی کے لیے سوال کیا۔

ڈاکٹر صاحب ہم میں سے کوئی نہیں جانتا یہ کون ہے کدھر سے آئی ہے مولوی صاحب نے بے بسی سے کہا۔

اگر آپ برا محسوس نہ کریں تو پلیز اس کے بائیں بازو سے تھوڑا سا کپڑا ہٹائیں۔

مگر کیوں۔ڈاکٹر صاحب۔

مولوی صاحب نے حیرت سے پوچھا۔

مولوی صاحب نے آگے بڑھ کر اس کے بائیں بازو سے کپڑا ہٹایا تو ڈاکٹر گلزیب سر پکڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور پھر اچانک ملنگنی کا ہاتھ تھام کا دھاڑیں مار مار کر رونے لگے ان کی اس حرکت کو وہاں پر موجود کوئی فرد بھی سمجھ نہ سکا۔

پلوشہ اور پلوشے اٹھ نا ہم نے تم کو کتنا ڈھونڈا تمہارے لیے کتنا تڑپا کتنا رویا تم کدھر تھی تمہاری ماں مرگئی ابا فالج ہو گیا ہم نے تمہارے واسطے اب تک شادی نہیں کی اور ہم کو یقین تھا کہ تم مل جاؤ گی ہم نے تمہارے بابا سے وعدہ کیا کہ تمہاری بچی کو ڈھونڈ کر ہم لائیں گے اٹھو پلوشے اپنے گھر چلیں وہ میت کو جھنجھوڑتے ہوئے کسی چھوٹے بچے کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے اور وہاں کھڑے لوگ حیرت۔دکھ۔اور اچانک بدلتی صورت حال کو سمجھ کر بھی سمجھ نہ سکے

مولوی صاحب نے تھوڑی دیر ڈاکٹر کو رونے دیا پھر آگے بڑھ کر ان کے کندھوں پر ہاتھ

رکھ کر انہیں اپنے سینے سے لگا لیا کچھ دیر بعد ان کو تسلی دی اور اصل حقیقت پوچھی۔

یہ ہماری منگیتر اور ماموں کی لڑکی ہے ہم بچپن سے اس سے محبت کرتے تھے یہ اس کے بازو پر نشان کلہاڑی کا ہے جو میری ذرا سی غفلت اسے اس کو لگا تھا ہم ایک ہی گھر میں رہتے تھے ایک ہی کلاس میں ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے یہ گاؤں کی سب سے ہنس مکھ یا تو نی شوخ اور چنچل لڑکی تھی ہر روتی آنکھ کو پل میں ہنسا دیتی تھی یہ مگر پھر نجانے قسمت نے کیسا پلٹا کھایا اور میڈیکل کالج میں گیا ایک دن اچانک ماموں کا فون آیا کہ پلوشے گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے ہم نے اس کو بہت ڈھونڈا مگر یہ نہ ملی اور اب ملی تو اس حال میں اتنا کہہ کر ڈاکٹر صاحب پھر رونے لگے ہر آنکھ نم تھی اس لڑکی کے لیے آنسو تھے اس کو اس کی شناخت تو ملی مگر قبر کے کتبے پر لکھنے کے لیے۔

معزز قارئین کچھ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے کہانی کا بقیہ حصہ لکھ نہ پائی معذرت کے ساتھ آئندہ ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے میری معذرت قبول فرمائیں گے

غزل

کیوں چلی گئی تو مجھ کو چھوڑ کے بہنا
تیری دید کو ترسے ہیں نینا ں
کبھی تو آؤ مجھے ملنے کبھی تو پیار کرو
تم صدا میرے اس رہو گی آج تم یہ اقرار کرو
باجی مجھے یوں نہ تم میرے پیار کی سزا دو
تجھے دیکھنے کو ترس رہی مجھے یوں نہ انتظار بے وفا دو
مجھ سے کرو یہ وعدہ کہ تم میرے خوابوں میں آؤ گی
میں کروں اگر سوال تو تم میرے خوابوں میں آؤ گی
ان لوگوں سے کہو کہ یوں نہ مجھے پریشان کرو
ہر قدم ہر موڑ پہ مجھے اپنی نفرتوں سے یوں نہ حیران کرو
اگر یہی رہی حالت تو میں کچھ کر جاؤں گی
رہی میں ایسی زندگی سے میں واقع مر جاؤں گی
باجی تم کس لیے اپنے بچے اپنا گھر بار چھوڑ گئی
جاتے جاتے تو میری قسمت کو بھی پھوڑ گئی
اگر مرنا تھا تو مجھے پہلے ہی بتا دیتی
شانوں میں ہی تجھے کچھ سمجھا دیتی
یوں نہ تم اپنے بچوں سے دور جاتی
یوں نہ میری زندگی کو کر کے ناسور جاتی

عابدہ رانی۔ گوجرانوالہ

- دنیا میں ماں سے زیادہ ہمدرد ہستی کوئی ہے ہی نہیں۔ (خلیل جبران)
- جس کی ماں مر جائے وہ اس کائنات کا مفلس ترین آدمی ہے۔
- اگر کوئی اس حقیقت کو جان لے کہ ماں اس دنیا میں سب سے زیادہ مہربان ہستی ہے تو وہ کبھی بھی ماں کا نافرمانی کا تصور بھی نہ کرے۔
- کتنا بدقسمت ہے وہ جو ماں کے ہوتے ہوئے اس کی محبت حاصل نہ کر سکے۔
- جس کے دل میں اپنی ماں کے لئے محبت ہی محبت ہے وہ زندگی کے کسی بھی موڑ پہ شکست نہیں کھا سکتا۔
- وہ ہستی جس نے ہمیں زندہ رہنے اور آزادی سے زندگی گزارنے کا سبق دیا وہ ہماری ماں ہے۔
- دنیا کا کوئی بھی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں۔

محمد نعمان اعوان۔ مریانوالہ

زندہ لاش

تحریر۔ آفتاب احمد عباسی۔ ایبٹ آباد۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
ایک کہانی کے ساتھ حاضر خدمت ہوں جس کا عنوان میں نے زندہ لاش رکھا ہے یہ کہانی آپ کو کیسی لگی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کہانی میرے ایک دوست کی ہے جس کا نام زعفران ہے۔

میرے دوست کا نام زعفران ہے اسلام آباد کا رہنے والا ہے زعفران کی ایک کزن ہے جو ملتان میں رہتی ہے جس کا نام شازین ہے عفران کی بات فون پر اپنی خالہ سے ہوتی کیونکہ زعفران اپنی خالہ کے گھر جاتے تو کبھی کبھار وہ اپنی خالہ کے گھر بھی جاتے ان کی فون پر اکثر بات ہوتی رہتی تھی وہ اپنی کزن شازین سے بات کرتے رہتے دونوں کو ایک دوسرے سے پیار ہو گیا زعفران کے باقی گھر والے اکثر ملتان جاتے مگر زعفران ایک بار اپنی والدہ کے ساتھ اپنی خالہ کے گھر ملتان گیا تھا اور دو بار شازین اپنی خالہ کے گھر اسلام آباد آئی۔

زعفران کے گھر مگر دونوں کی اتنی بات ہوتی دونوں فون پر باتیں کرتے رہتے تھے ایک دن شازین نے زعفران کو بتایا۔

پلیز زعفران آپ کی بڑی یاد آ رہی ہے پلیز ہمارے گھر آ جاؤ نا

زعفران نے اپنے بھائیوں کو فون کیا اور کہا میں ملتان آؤں گا۔

بھائیوں نے بولا ٹھیک ہے۔

گھر والوں سے بات کر کے امی کی اجازت لی ہاں امی اور ابو کی اجازت مل گئی ہے مگر جانے سے کچھ دن پہلے جاب کا لیٹر مل گیا جاب پر جانے سے انکار ہو گیا کیونکہ زعفران کو شازین کی یاد تڑپا رہی تھی ملاقات کی جب انتظار انسان کو دیوانہ بنا دے تو پھر جاب کوئی چیز نہیں ہوتی بس دونوں اس دن کا انتظار کرنے لگے کے کب زعفران ملتان آئے اور ملاقات ہو

گھر والے زعفران سے بہت پیار کرتے تھے جس کی وجہ سے زعفران کی جاب سے انکار سے خاموش ہو گئے زعفران جب خالہ کے گھر داخل ہوا اور جب پہلی نظر شازین کو دیکھا تو دونوں ایک دوسرے کے دل میں اتر گئے دونوں کو پہلی نظر میں ایک دوسرے سے پیار ہو گیا تھا

شازین کے گھر والے بہت خوش تھے زعفران کی وجہ سے زعفران اور شازین بھی دونوں بہت خوش تھے۔

زعفران کچھ دن شازین کے گھر رہا دونوں کو ایک دوسرے سے پیار ہو گیا اور دونوں ایک دوسرے کے پیار میں پاگل ہو کر ایک دوسرے کو آئی لو یو بھی بول دیا دونوں ایک دوسرے کے پیار میں دیوانے ہونے لگے تو دونوں شادی کے لیے ایک دوسرے سے بات کی کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے شادی کریں گے زعفران نے شازین کو کہا۔

میں واپس اسلام آباد جا رہا ہوں اپنے گھر والوں سے بات کروں گا اور میرے گھر والے آپ کے رشتے کے لیے آپ کے گھر آئیں گے

شازین نے کہا ٹھیک ہے۔

زعفران اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گیا۔

اس دن شازین کے گھر اور شازین زعفران کی جدائی کی وجہ سے بہت پریشان ہو رہے تھے کیونکہ زعفران ایک ماہ شازین کے گھر رہا جب وقت جدائی کا آیا تو شازین کی حالت خراب تھی اور زعفران کی حالت بھی خراب ہو گئی مگر زعفران کو ایک چیز کی خوشی تھی کے گھر جا کر اپنے گھر والوں کو اپنے رشتے کے لیے شازین کے گھر روانہ کروں گا میں آپ کو بتاتا چلوں کہ زعفران بہت پہلے شازین سے پیار کرتا تھا اور اندر اندر شازین کے پیار میں تڑپ رہا تھا۔

جب زعفران گھر اسلام آباد آیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے بات کی مگر گھر والے خاموش ہو گئے وقت بڑی تیزی سے گزرتا رہا مگر روز زعفران شازین کی فون پر بات ہوتی۔

زعفران آپ کے گھر والے ہمارے گھر کب آئیں گے زعفران بولیں ناں

شازین بہت جلدی آئیں گے

زعفران اور شازین کا پیار بڑھتا گیا اور دونوں ایک دوسرے سے پیار میں تڑپ رہے تھے زعفران بار بار اپنے گھر والوں کو بولتا رہا پلیز خالہ کے گھر میں میرے رشتے کی بات کرو مگر گھر والے خاموش ہر بار ہی خاموش ہوتے۔

ایک دن زعفران اپنے دوستوں کے ساتھ لاہور گیا ہوا تھا دو دن پہلے جب دو دن بعد گھر آیا تو اس نے آتے ہی پہلے اپنی امی سے بات کی زعفران کی امی جان نے زعفران سے کہا۔

بیٹا آج رات کو آپ کے ابو جان کے آپ کے رشتے کی بات کی ہے

زعفران نے پوچھا کس سے کب کے رشتے کی بات کی ہے

امی نے کہا۔ آپ کے رشتے کی بات کی ہے آپ کے ماموں سے آپ کے ماموں جان کی بیٹی کے رشتے کی

زعفران یہ بات سن کر بولا امی جان یہ نہیں ہو سکتا میں شادی کروں گا تو شازین سے

امی نے بولا بیٹا شازین کو بھول جاؤ اور آپ کے ابو نے آپ کے ماموں سے بات کی ہے اور آپ کے ماموں نے رشتہ دے دیا ہے اس لیے آپ کو یہ رشتہ تسلیم کرنا ہو گا۔

یہ بات جب زعفران نے سنی تو اس رشتے سے انکار کر دیا زعفران کی والدہ یہ بات سن کر بے ہوش ہو گئیں اور زعفران اپنی والدہ کو ہسپتال لے گیا زعفران کی والدہ کی حالت سخت خراب تھی اور ڈاکٹر نے بتایا کہ ان کو اٹیک ہوا ہے اور اگر ان کو

کئی دکھ یا پریشانی ہوئی تو دوبارہ بھی ہو سکتا ہے جب زعفران اپنی والدہ کے پاس گیا تو اس کی والدہ نے ہوش میں آتے ہی زعفران کو کہا۔

آپ کو میری قسم ہے اس رشتے سے انکار نہیں کرنا اور شازین کو بھول جا آپ کو میری قسم ہے یہ میرا سوال ہے خدا کے لیے انکار نہ کرنا زعفران اپنی والدہ کا یہ سوال سن کر والدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر رونے لگا اور اپنی والدہ سے کہا ٹھیک ہے امی جان،

زعفران کو معلوم تھا کہ اگر میں نے انکار کر دیا تو میری والدہ کی زندگی موت میں بدل جائے گی اس لیے زعفران نے اپنی والدہ کے آگے انکار نہ کیا اور والدہ زعفران کچھ دن بعد ہسپتال میں سے آ گئی زعفران اپنی والدہ کے پیار کے آگے اپنے پیار کی بازی ہار گیا تھا زعفران کی حالت سخت خراب تھی کچھ دن زعفران ہسپتال میں رہا یہ بات جب شازین کو پوری معلوم ہوئی تو شازین کی حالت خراب ہو گئی کچھ دن وہ بھی ہسپتال میں رہی شازین تو اب بھی زعفران کا انتظار کر رہی تھی اور زعفران بھی آج ایک زندہ لاش بن گیا ہے زعفران کی خوشیاں زعفران کے گھر والوں نے اس سے چھین لی تھیں۔

میری ان لوگوں سے گزارش ہے کہ پلیز اپنے بچوں کی خوشیاں ان سے مت چھینیں کیونکہ انہی بچوں کو بہت پیار سے ناز سے پال پوس کر ہم جوان کرتے ہیں اور پھر جب ان کی خواہشات کو دفن کر دیتے ہیں تو وہ ایک زندہ لاش بن جاتے ہیں وہ ماں باپ کی خوشی کی خاطر اپنے محبت کو اپنے اندر اپنے دل دماغ میں دفن کر کے ان قبروں کا بوجھ ہمیشہ اپنے دماغ سے اٹھائے رکھتے ہیں اور اپنی والدین کی خوشی کے لیے جیتے رہتے رہیں۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ ماں باپ جو اپنی اور اپنی اولاد کی خوشی کا خیال رکھتے ہیں ان کی خواہشات کو ایک زندہ لاش نہیں بننے دیتے اور ہمیشہ ہنسی خوشی زندگی بسر کرتے ہیں۔

غزل

اک خوشی ملی تیرے آنے سے
اک درد اٹھا تیرے جانے سے
ہر غم کی سیوا کرتے ہیں
کچھ درد ہے ان میں پرانے سے
کیوں کرتے ہیں مجھ سے ذکر تیرا
شاید ہے لوگ انجانے سے
تو اپنے شہر کو چھوڑ گیا
تیرے پاس ہیں لوگ بیگانے سے
تیرے بن یہ گلیاں سونی ہیں
اور گھر کے در ویرانے سے

کشور کرن چتوکی

میسج میں کبھی لکھا کبھی غزل میں لکھا ہے
تیرے پیار کا ہر لفظ میں نے آنچل میں لکھا ہے
تو دیکھ کبھی آ کے میرے گھر کے دیواریں
یہ نقش ہر دیوار محل میں لکھا ہے
کس کس کو بتاؤں میں تیرے پیار کا قصہ
ہوا میں کبھی لکھا کبھی بادل میں لکھا ہے
کر کر وظیفے ہم نے طبیبوں سے لی شفاء
کیا کچھ کیا ہے ورد ہم نے ہر عمل میں لکھا ہے
یوں تو کرن مٹا دیتا ہے طوفاں نقش ریت سے
ہم نے اس پیار کو قطرہ اے ساحل پہ لکھا ہے

کشور کرن چتوکی

بھیگی پلکوں پہ ٹھہرے اداس جگنوں

--تحریر--انتظار حسین ساقی-تاندلیانوالہ-

شہزادہ بھائی-السلام وعلیکم-امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میں ایک بار پھر آپ کی وکھی بزم میں ایک کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی-میں نے اس کہانی کا نام-بھیگی پلکوں پہ ٹھہرے اداس جگنو-رکھا ہے-نازیہ تو بھی ہی ہوس کی پوجاری وہ تو عمران سے بھی محبت کا کھیل کھیل کر اس سے جسمی تعلق قائم کرنا چاہتی تھی مگر عمران بچ گیا تھا اور وسیم نازیہ کے ساتھ جسمی تعلق قائم کر لیے اور پھر ایک دن وسیم نے عمران کے پاس اس کو نازیہ کی وہ تمام باتیں اپنے موبائل سے سنائی جس کی وجہ سے عمران اس سے دور ہوا تھا فون کی آواز اوپن تھی اور نازیہ وسیم سے کہہ رہی تھی وسیم مجھے تم سے محبت ہے-----

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا-اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

محبت انسان کو بہت کچھ سکھا دیتی ہے اگر انسان کو صرف محبت ہی محبت ملے تو کیسے پتا چلے گا کہ محبت کے دکھ اور درد کیا ہوتے ہیں-جو انسان اپنی آنکھوں میں محبت کے خوبصورت خواب سجاتا ہے جب وہ پورے ہوتے ہیں تو محبت خوبصورت ہوتی ہے اور جب کوئی خواب ٹوٹ جائے ادھورا رہ جائے تو وہ عذاب بن جاتا ہے۔

اکثر ایسی ہی حالت ہیں بھیگی بھیگی پلکوں پر آنسو ٹھہر جاتے ہیں اور وہ اداس جگنوؤں کی طرح ہوتے ہیں بھیگی آنکھوں بھیگی پلکوں کے دکھ بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں اور دردناک ہوتے ہیں کبھی وہ دکھ انسان کی آنکھوں کو چین سے نہیں رہنے دیتے آنکھوں کی بھیگی پلکوں پر آنسوؤں کے بادل ہمیشہ چھائے رہتے ہیں آنکھوں کی

جھیلیں کبھی نہیں سوکھتی ہمیشہ بھیگی بھیگی ہی رہتی ہیں

پلکوں پہ سجائے ہوئے زخموں کے نگینے

گزریں گے کسی روز تیرے شہر سے ہم بھی

آنکھوں کی بھیگی پلکوں پہ ٹھہرے اداس اداس جگنو سب کچھ بتا دیتے ہیں آنکھوں میں مسکراتے ہوئے آنسوؤں کے اردگرد بہت سے غم چھپے ہوتے ہیں صرف پلکوں پہ ٹھہرے جگنو کی روشنی سے ہی دکھائی دیتے ہیں آنکھیں سب کچھ بولتی ہیں محبت بھی نفرت بھی پیار بھی آنکھیں انسان کے لیے بہت بڑا آئینہ ہوتی ہیں نم پلکوں بھیگی پلکوں اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی یہ داستاں بھی آپ لوگوں کو بہت پسند آئے گی۔

عمران ایک بہت پڑھا لکھا اور بہت ہی شریف انسان تھا کچھ عرصہ وہ بہت ہی اداس اور پریشان رہتا تھا جس کی وجہ کوئی نہ تھی صرف اس کی

کزن عاشی تھی کیوں کہ عمران عاشی کے ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے عمران اور عاشی ایک دوسرے سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ شادی بھی کرنا چاہتے تھے عمران شادی کے لیے تیار تھا۔عاشی بھی شادی کے لیے تیار تھی عمران اپنے گھر والوں کو عاشی کے رشتے کے لیے بھیجنا چاہتا تھا مگر عاشی بھی نہیں چاہتی تھی کہ اس کی شادی ہو جائے کیونکہ وہ ابھی پڑھ لکھ کے ڈاکٹر بننا چاہتی تھی عمران اور عاشی نے بہت سارے وعدے کیے تھے عمران اور عاشی نے ایک دوسرے کے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے تھے قسمیں کھائیں تھیں مگر نجانے عاشی کو کیا ہو گیا تھا وہ عمران سے دور دور رہنے لگی تھی۔عمران نے عاشی کی اس بے رخی کی وجہ پوچھی تو عاشی نے سچ بتا دیا اور کہا۔

میں تم سے شادی نہیں کر سکتی میرے گھر والوں نے کبھی آپ کے ساتھ میری شادی نہیں کرنی اس لیے تم اپنی منزل کی طرف لوٹ جاؤ اور میں اپنی منزل کی طرف جاتی ہوں۔

یوں عاشی نے عمران کو چھوڑ دیا۔عاشی نے اتنا بھی نہ سوچا کہ عمران اس سے کتنی محبت کرتا ہے کس قدر چاہتا ہے اسے وہ تو اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر اس نے تو اس کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا اور پرے ظلم یہ کیا کہ عمران سے محبت ختم کر کے عاشی نے اپنے گھر والوں سے بھاگ کر اپنی شادی ایک بوڑھے انسان سے کورٹ میرج کر لی گھر والوں کی عزت کو بھی خاک میں ملا دیا۔

عاشی کے گھر والے بہت امیر ترین خاندان والے تھے اور عمران عام اور غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا مگر عاشی نے عمران سے محبت کا ڈرامہ کیا صرف دل لگی کی سارے وعدے ساری قسمیں سب کچھ بھلا دیا تھا عمران کی محبت کو بھول کر اپنے نئے جیون ساتھی کو اپنی زندگی کا جیون ساتھی بنا لیا۔

پہلے تو عاشی کے گھر والوں نے بہت غصہ کیا مگر بعد میں ٹھنڈے پڑ گئے۔یوں عاشی عمران کو چھوڑ کر عمران سے بے وفائی کر کے اپنے شوہر فیصل کے ساتھ شادی کر کے بہت خوش تھی اس کو اتنا احساس تک نہ تھا کہ میں نے عمران کے ساتھ کتنا بڑا دھوکہ کیا ہے کتنی بے وفائی کی ہے لوگ جب بے وفائی پر اترتے ہیں تو عاشی کی طرح ہی کرتے ہیں کچھ یاد نہیں رہتا۔

عاشی کی بے وفائی کے بعد عمران کی حالت دیوانوں کی طرح تھی اس کو کوئی بھی اچھا نہیں لگتا تھا اس کے لیے ساری دنیا ہی بے وفا تھی عمران نے دل پر پتھر رکھ لیا اور آہستہ آہستہ عاشی کو بھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ایک دن وہ بھی آگیا جب عمران سنبھل گیا تھا کہ اس کو عاشی کی بے وفائی کچھ بھی یاد نہیں تھا وہ صرف نماز قرآن مجید کی تلاوت اور اپنی پڑھائی پہ توجہ دیتا تھا عمران اب محبت اور عشق کے چکروں سے بہت دور نکل گیا تھا عمران نے عاشی کی محبت کو روگ نہیں بنایا تھا۔ صرف ایک حادثہ سمجھ کر بھلا دیا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو عمران کی زندگی بہت خوبصورت گزر رہی تھی کہ زندگی میں ایک ایسا موڑ آیا کہ عمران کو بہت مشکل میں ڈال دیا تھا۔

عمران کو ایک رونگ نمبر سے کال آئی اور اس نے میرا نام عائشہ ہے اور میں میٹرک کی سٹوڈنٹ ہوں عائشہ نے عمران کو بھلائی بولا پہلے تو رائٹ

نمبر تھا مگر آہستہ آہستہ عمران میں ایک بھائی کا رشتہ قائم ہو گیا اور عمران آہستہ آہستہ عائشہ کی پوری فیملی سے بات کرنے لگا سب لوگ بہت خوش تھے عائشہ کی فیملی کے لوگ بہت عزت اور احترام سے بات کرتے تھے

عائشہ نے بتایا کہ وہ تین بہنیں اور دو بھائی ہیں بڑے بھائی سعودیہ میں ہوتے ہیں ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے اور دوسرے بھائی پاکستان ہوتا ہے ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ایک بہن کی شادی ہوئی ہے اس کا ایک بیٹا ہے امی ابو سب گھر والے نماز کی تلاوت اور روزے کے پابند ہیں عائشہ کی بڑی بہن جس کا نام نازیہ تھا نازیہ شادی شدہ تھی اس کا خاوند بھی ملک سے باہر رہتا تھا اس کے تین بچے تھے ایک بیٹی اور دو بیٹے وہ بھی عمران سے باتیں کرتی تھی آہستہ آہستہ یہ باتیں اس حد تک پہنچ گئیں کہ نازیہ نے عمران سے کہہ دیا۔

مجھے تم سے پیار ہو گیا ہے

عمران کی نظر میں ایسا کچھ نہیں تھا وہ تو ایک سچا انسان تھا عمران کو بہت عجیب لگا مگر نازیہ نے عائشہ کو بھی بتا دیا تھا کہ مجھے عمران سے محبت ہو گئی ہے عمران نے ان سے بات کرنا چھوڑ دیا تھا مگر عائشہ نے اتنی قسمیں کھائیں اتنے واسطے دیئے کہ باجی نازیہ آپ سے سچی محبت کرتی ہے۔

عمران نازیہ اور عائشہ کی قسموں اور واسطوں میں آ گیا تھا اور عمران ایک بار پھر بربادی کے راستے پر چل پڑا تھا عمران بھی نازیہ کی اور عائشہ کی باتوں میں آ گیا تھا عمران کو محبت پر یقین نہیں تھا اور نہ کسی پر اعتماد تھا عمران نے ساری باتیں اپنے ایک دوست وسیم سے شیئرز کی اور بتایا۔

مجھے ان کی باتوں پر یقین نہیں ہے مگر وہ کسی طرح بھی مجھے چھوڑنا نہیں چاہتی وہ بہت سی قسمیں اٹھاتی ہیں کہ نازیہ کو آپ سے پیار ہے محبت کرتی ہے وہ ہر وقت آپ کی باتیں کرتی ہے اس کی زندگی اب صرف تم سے ہے۔وسیم میں چاہتا ہوں کہ تم بھی ان کو کسی طرح سے آزما لو

وسیم بہت ہوشیار لڑکا اور چلاک تھا اس نے کہا یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ وہ کیسے لوگ ہیں

یوں عمران نے ان کا نمبر وسیم کو دے دیا اور وسیم نے تین دن کوشش کی اور ان سے نازیہ کو اپنے جال میں پھنسا لیا کچھ دنوں بعد وسیم بھی نازیہ اور عائشہ سے ان کی فیملی سے باتیں کرنے لگا اور وسیم سے بھی نازیہ نے کہہ دیا۔

تم سے محبت ہے اور میں تمہارے بن نہیں رہ سکتی۔

نازیہ نے عمران کو کتنی بار کہا تھا کہ وہ اس سے ملنا چاہتی ہے مگر عمران نے ہمیشہ انکار ہی کیا تھا اور آج جب نازیہ نے وسیم سے ملاقات کرنے کو کہا تو وسیم تو پہلے ہی تیار تھا اور یوں وسیم اور نازیہ ملاقات کے لیے تیار ہو گئے۔

شہر کے ایک خوبصورت ہوٹل میں نازیہ نے اپنے خرچے پہ کمرہ بک کروایا دیا۔اور پھر یونہی وسیم اور نازیہ نے پورا دن ایک روم میں گزارا تھا اور ہر وہ حد پار کر دی جس کے بعد انسان کو اپنے آپ سے بھی شرم آتی ہے نازیہ تو تھی ہی ہوس کی پجاری وہ تو عمران سے بھی محبت کا کھیل کھیل کر اس سے جنسی تعلق قائم کرنا چاہتی تھی مگر عمران بچ گیا تھا اور وسیم نازیہ کے ساتھ جنسی تعلق قائم کر لیے۔

ایک دن وسیم نے عمران کے پاس اس کو نازیہ کی وہ تمام باتیں اپنے موبائل سے سنائی جس کی وجہ سے عمران اس سے دور ہوا تھا فون کی آواز اوپن تھی اور نازیہ وسیم سے کہہ رہی تھی۔

وسیم مجھے تم سے محبت ہے میں نے آپ کے علاوہ کسی سے کبھی بھی محبت نہیں کی۔

یہی باتیں کچھ دیر پہلے نازیہ نے عمران سے بھی کی تھیں پھر ایک دن عمران نے کہا۔

میں آپ لوگوں سے ملنا چاہتا ہوں۔

یوں عمران نازیہ اور عائشہ لوگوں کے گھر چلا گیا وہاں عمران نے پہلے عائشہ کو کہا۔

تم میری بہن تھی تم تو کہتی تھی کہ نازیہ تم سے محبت کرتی ہے اور یہ کیا ہے عمران نے وسیم اور نازیہ کی تمام باتیں ان کو سنا دیں وہ دونوں کو شرم کے مارے مر جانا چاہئے تھا مگر ان کو کچھ نہ ہوا وہ شرمندہ تھیں عمران نے ان کو آئینہ دکھایا کہ شرم کریں کیوں لوگوں کو بے وقوف بناتی ہیں اچھے بھلے لوگوں کو کیوں خراب کرتی ہیں آپ عمران کو بعد میں معلوم ہوا کہ ان کا کام ہی یہی ہے عائشہ پہلے رانگ نمبر ملاتی ہے اور پھر اگر کوئی لڑکا مل جائے تو پھر اس کو بھائی کہتی ہے پھر آہستہ آہستہ پوری فیملی باتیں کرواتی ہے اور پھر نازیہ اپنی محبت کا اظہار کرتی ہے یہ کام تھا ان کا

عمران نے کہا آپ کا نہ تو دین ہے نہ ایمان نہ آپ کی کوئی قسم ہے جھوٹ کی دنیا ہے کچھ شرم کریں اور اپنے بچوں کے لیے ہی سہی آپ لوگوں نے کتنا غلط کام شروع کر رکھا ہے نجانے کتنے ہی لڑکے ان کے جال میں پھنس کر بڑے بڑے کام کر چکے تھے

عمران نے اس دن سے ارادہ کر لیا تھا کہ اب تو کسی سے محبت نہیں کرے گا اب تو اسے کسی سے محبت ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ محبت کا وجود ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔

عمران نے یہ سٹوری اس لیے سنائی کہ ہو سکتا ہے اس دور کے لڑکے لڑکیاں اس سے کچھ سبق حاصل کر لیں اس دور میں کوئی کسی کو نہیں چاہتا صرف اور صرف مطلب کی محبت ہے مطلب کی دوستی ہے اللہ تعالیٰ سب کو سلامت رکھے آمین آپ لوگوں کو یہ میری سٹوری کیسی لگی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

ایک ایس ایم ایس کر کے مجھے شدت سے انتظار رہے گا میں اپنی یہ تحریر اپنی سویٹ اور چاند سی کزن مس ماریہ شمائل۔ پنڈی گھیپ کے نام کرتا ہوں اور ڈھیروں پیار اور شاویز حیدر قراۃ العین عینی اور رخسانہ ملک کے نام والسلام۔

انتظار حسین ساقی تاندلیانوالہ۔ فیصل آباد

نہ میرے لئے دل میں نفرتیں رقم کرنا
اے شوخ طبیعت تو نہ یہ ستم کرنا
گر ترک تعلق کا شوق ہوا ہے جواں
سب سے پہلے باخبر مجھے ہمدم کرنا
میرے حصے کی خوشیاں تو اپنے نام کر لے
میں نے سیکھ لیا غموں پہ ماتم کرنا
دیدے جہاں کی خوشیاں رب تجھے
بن تیرے لیکر خوشی کیا صنم کرنا
کروٹیں میرے حصے میں ڈال یا رب
محبتیں نصیب یار ہر جنم کرنا
چھین نہ جائے کہیں انداز بیاں زوہیب
ہر سطر میں تیرا تذکرہ ہمدم کرنا
☆☆☆

گل بہار

۔۔تحریر۔نادیہ نازش۔کامل پور۔حضرو۔اٹک۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
صبح سارے گھر والے ناشتے میں مصروف تھے کہ جب تھوڑی دیر بعد سب کو مخاطب کرتے ہوئے بولے میں آپ سب کو بتا رہا ہوں کہ میں نے وج اور گل بہار کا رشتہ طے کر دیا ہے اور اگلے ہفتے کی اکیس تاریخ کو میں نے ان کے نکاح کا ارادہ کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا سب ایک دم ہی خوش ہو گئے سوائے ایک شخص کے اس پر تو جیسے چھت ہی گر گئی تھی یہ کیا ہو گیا مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ گل بہار میری خوشیوں میں رکاوٹ بنے گی میں کسی کو بھی معاف نہیں کروں گی۔قارئین میں نے اس کہانی کا نام۔گل بہار۔رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی قیمتی رائے ضرور دیجئے گا شکریہ۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

جھوٹ رچا ہے اس قدر رگ وپے میں محسن کہ چہرا اب مسخ نظر آتا ہے سچائی کا
وہ ائیر پورٹ سے ابھی نکلی ہی تھی کہ انہیں سامنے سے وہ باوردی ڈرائیور دکھائی دے گیا تھا۔

ماما دیکھیں یہ ہی ہمارا ڈرائیور۔وش اپ یہ اسی کی تصویر بھیجی تھی پاکستان سے مہر نگار لوگوں نے اس نے ایک ہی دم ڈرائیور کو دیکھ کر خوشی سے چیخ لگائی تھی اس بات پہ کہ اس نے ڈرائیور کو پہچان لیا تھا

گل بیٹے میں نے آپ سے کیا بولا تھا کہ وہاں کہ اوٹ پٹانگ حرکتیں اور چیخ چیخ کر سب کو متوجہ کرنے والی حرکتیں نہیں کرنی اس کی سوہی سو سیدھی سی بات بہت ڈپٹ کے منع کیا تھا۔

اوکے اوکے ماما نہیں کرتی خوش۔

اتنے میں وہ لوگ ڈرائیور کے نزدیک پہنچ گئے تھے سلام بی بی جی ان کے نزدیک پہنچتے ہی ڈرائیو سمجھ گیا تھا یہی وہ لوگ ہیں۔

وا علیکم اسلام۔۔۔۔جواب میں انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آئیے بی بی جی۔وہ انہیں سیاہ لینڈ کروز کے پاس لے گیا۔۔۔آپ بیٹھیں میں آپ کا سامان گاڑی میں رکھتا ہوں۔

واہو۔یہ ہماری گاڑی اور ڈرائیو ہے

جی ہاں بیٹے پر اس میں حیران ہونے والی کیا بات ہے۔وہاں بھی تو ہمارے پاس گاڑی تھی ناں۔ماما نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

نو ماما وہ بس میں خوش ہو گئی تھی اس نے اپنی معصوم سی خوشی کا اظہار کیا وہ بس مسکرا رہی تھی اتنے میں ڈرائیور بیٹھ گیا اور لگا دی گاڑی اپنی

منزل کی طرف چل پڑی وہ پورا راستہ اسلام آباد کے خوبصورت نظاروں کو دیکھ کر خوش ہوتی رہی کبھی ایک دن چیخ کر داہو کہتی تو نور جہاں بیگم کو اسے ضرور ٹوکنا پڑتا تھا۔

وہ لوگ گھر پہنچ گئیں تھیں دروازے کے باہر ہی دو گارڈ کو دیکھ کر جلدی سے بولی۔

مام واہ یہاں پر تو سکیورٹی کا اچھا انتظام ہے

ہاں بیٹے کرنا پڑتا ہے۔

اتنی دیر میں گاڑی پورچ میں کھڑی ہو گئی جہاں پر پہلے ہی تین گاڑیاں کھڑی تھیں وہ لوگ گاڑی سے اترے تو تقریبا پورے گھر کے افراد استقبال کے لیے کھڑے تھے جواب ایک دم سے ان کی طرف بڑھے تھے اور وہ تو اتنے ہی بڑے گھر یعنی بنگلہ کو دیکھ کر نہ سنبھلی تھی اور اتنے لوگوں کو دیکھ کر وہ حیران ہی حیران تھی۔ اتنے میں ایک بوڑھی خاتون ایک دم سے اسے گلے لگایا اور جو کہ دیکھنے میں خاصی ڈیسنٹ تھی وہ ان سے ایسے ہی مل رہی تھی پر اسے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کون کون ہے چونکہ وہ پہلی دفعہ پاکستان آئی تھی اس لیے اس بوڑھی عورت اسے ابھی تک سینے سے لگایا ہوا تھا اور مسلسل روتے ہوئے میرا بیٹا کہہ رہی تھی جو انہوں نے میرا بیٹا علی کو یاد کیا تو اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی تھی یہی اس کی گرینڈ مدر ہیں وہ بھی ساتھ ساتھ رو رہی تھیں۔

پھر ان سے ہٹی اور پھر باری باری سب سے ملنے لگی جن سے اس کی ما مل چکیں تھیں اور اپنے آنسو صاف کر رہی تھی ساتھ ساتھ تعارف بھی ہو رہا تھا یہ تمہاری بری چچی ناہید ہیں اور یہ ان کی بیٹی مہر نگار اور بڑے دو بیٹے ہیں وجاہت اور احتشام جو کہ مگر گھر پہ نہیں تھے سب آفس میں گئے ہوئے تھے اور کوئی ملک سے باہر یہ تمہاری دوسری چچی نرمین ہیں یہ ان کی بیٹی فرح دوسرا بیٹا عفان ہے اور یہ ان کی دو جڑواں بیٹیاں روبی اور زوبی پھر تمہاری امی ہیں یعنی کہ تم لوگ پھر آخر میں یہ تمہاری چھوٹی چچی نرگس ہیں یہ ان کی بیٹی صبا ہے بڑے دو بھائی ہیں فرحان اور آیان جو کہ یونیورسٹی گیا ہوا تھا پھر یہ تینوں بہنیں یعنی صبا حرا اور فاطمہ ہیں اتنے لوگوں سے مل کر اس نے ایک لمبا سانس لیا اور سب اندر کی طرف بڑھے ایک دوسرے سے حال احوال بھی پوچھا جا رہا تھا۔

تم پڑھتی ہو سب اس نے خاصے اشتیاق سے کہا۔

ہاں کچھ پڑھتی ہیں اور کسی نے پڑھ لیا ہے

او اچھا اچھا وہ خاصی ایکسائیٹڈ تھی اتنے بڑے گھر اور لوگوں کو دیکھ کر بہت مزا آئے گا اب تو ہم انہیں ساتھ ساتھ ہونگے وہ بچوں کی طرح ہی خوش ہو کر بولی۔

انہیں آئے ہوئے تیسرا دن تھا اتنے دنوں میں وہ اپنے چچاؤں اور کزنز یعنی جن سے وہ نہیں مل پائی تھی ان سے مل چکی رضا بڑا اور دوسرے نمبر والا نثار زیب بزنس ٹور پر ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اور چھوٹے چچا اعجاز۔ دادا ابو سے تو وہ اسی دن مل چکی تھی اور سوائے وجاہت کے وہ کسی میٹنگ کے سلسلے میں کوئٹہ گیا ہوا تھا لیکن گھر میں اس کا بہت ذکر ہوتا کیونکہ اس کی بہن رعب عورتوں اور کزنز اور بہن تو بہت ڈرتی تھی اس سے وہ ساری کزنز بڑے سے سیٹنگ روم میں بیٹھی باتیں اور مذاق کر رہی تھیں سب کا ہنس ہنس کے

برا حال تھا چونکہ کچھ خواتین اور بڑی چچی کسی کی تعزیت کے لیے گئی تھیں۔

دادا ابو اپنے کمرے میں تھے اور یہ لڑکیوں کو کام کی تنی فکر ہوتی ہے کہ نوکر چاکر ہی اتنے تھے اور آجکل تو تھی بھی چھٹیاں خوب مزے ہو رہے تھے

چلو بھئی میر نگار اینڈ کزنز ایک گیم کھیلتے ہیں وہ گل بہار سب سے مخاطب تھیں

وہ کیا۔۔سب نے مل کر کہا

بھئی وہ یہ ہم دو لڑکیاں ایک چادر پکڑتے ہیں اور تم لوگ اس کے نیچے سے بھاگو کہ جو بھی اس کے نیچے پکڑا گیا تو اسے اس کی سزا ملے گی ہارنے پہ

وہ کیا۔

وہ یہ کہ ہم اس شخص کو جو ہارے گا گندے ٹماٹر ماریں گے۔۔۔

کیا۔۔سب نے بھرپور آواز میں کہا

جی ہاں اسے مذاق سوجھ رہا تھا اس نے یہی سزا منتخب کی تھی۔

اوکے ٹھیک ہے میر نگار۔آیان۔عفان۔قبا۔روبی۔زوبی۔اور فاطمہ سب گیم کے لیے تیار ہو گئے تھے

پر ایک شرط ہے۔آیان بولا

وہ کیا۔

وہ یہ کہ گل بہار بیگم ٹماٹر گھر سے نہیں ریڑھی سے لائیں گے اور وہ تم لاؤ گی۔

ٹھیک ہے راستہ سمجھا دینا میں لے آتی ہوں گل بہار ایک نڈر ہوتی تھی اور ساتھ ہی مجھے ہنڈرڈ روپے بھی دے دو۔

اچھا تو یہ بات ہے لو پیسے عفان نے خوشدلی سے پیسے دے دیئے

اور اب تم لوگ انتظار کرو میں یوں جاؤں گی اور یوں آؤں گی اوکے بائے وہ یاسر کی طرف بھاگ گئی جیسے ہی گیٹ پر پہنچی ایک دم چونک گئی اور سامنے پورا گیٹ کھول کے گارڈ کھڑے تھے اور ایک نئی پجارو بھی پورچ میں کھڑی تھی یہ

یہ کیا لگتا ہے پھر دادا ابو کے کوئی مہمان آئے ہیں اور نظر انداز کرتی ہوئی تیزی سے گیٹ سے باہر جانے لگی کہ ایک دم بہت بری طرح ہی ٹکرا گئی

کون ہو بھئی۔وہ جو گاڑی کھڑی کر کے باہر دوسری گاڑی میں محمد انتظار دوست سے بات ختم کر کے دوبارہ پلٹا تھا جواب ایک اجنبی لڑکی سے ٹکرا گیا۔

اف کون ہو تم یہاں کیا کر رہی ہو۔

گل بہار ایک اجنبی آدمی کو دیکھ کر چونک سی گئی تھی۔اے مسٹر پہلے تو یہ بتاؤ تم کون ہو۔

شٹ اپ۔ایک دم بہت زیادہ وج ایک دم بہت زیادہ غصہ ہوا میرے کو وج کہتے ہیں اور یہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے بہار بول پڑی

تو کہتے اس میں مجھے کیا ہے بیٹھو یہاں سے دوسرے کہ یوں داخل ہوتے ہیں۔

کیا کون دوسرے یہ میرا گھر ہے وج غصے سے بولتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا کہ وہ ایک دم پھر سے سامنے آ گئی

اے کس کے بیٹے ہو شرم نہیں آتی زبردستی گھستے ہوئے شکل سے تو اتنے ہینڈسم لگتے ہو حرکتیں دیکھو ذرا

جسٹ شٹ اپ اسٹوپڈ گرل میں اپنی ماں کا بیٹا ہوں کاسی اور کا تمہیں کیا ہے

ماں کے بیٹے ہو یا باپ کے کدھر گیا تھا

تمہارا گل بہار کو بھی غصہ آ گیا۔
نماز لینے۔۔
اوے تیری یہ لو سو روپے اور جا کر نماز تم بھی لے آؤ ہمارے لیے اب تو غصہ کی انتہا ہی ہو گئی وج اسے ایک طرف دھکیلا اور گارڈ سے کہا۔
کون پاگل ہے اور آگے کی طرف بڑھ گیا
اسے تو تم لوگ اٹھا کر پھینکو باہر میں آتی ہوں وہ غصے سے بولی ساتھ ہی یتیم کا یاد آتے ہی باہر کی طرف دوڑ لگا دی گارڈ حیران پریشان ہو کر کھڑے دیکھتے رہ گئے۔

وہ جیسے ہی سیٹنگ روم میں داخل ہوئی یہ دیکھ کہ اتنا غصہ آیا کہ وہاں پر کوئی بھی موجود نہ تھا ارے یہ سب لوگ کہاں گئے دیکھتی ہوں ان سب کو اونچی آوازیں دیتی ہوئی باہر چلی گئی لیکن پھر کوئی حاضر نہ ہوا تو اسے تفتیش لاحق ہو گئی ارے یہ سب لوگ کہاں گئے اوپر دیکھتی ہوں وہ اوپر چلی گئی اور ایک اور جھٹکا سامنے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا ساری چچیاں اسی کمرے میں تھی اور وہی مخمل جو زبردستی اندر آیا تھا وہ بھی صوفے پر بیٹھا تھا وہ تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوئی ابھی وہ کچھ کہتی کہ چچی ناہید بولیں۔
آؤ آؤ بیٹا دیکھو یہ اس سے ملو یہ میرا بڑا بیٹا ہے وجاہت چچی وجاہت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر بولیں جو اس کی ماں سے محو گفتگو تھا۔
اوہ یہ میں نے کیا کر دیا تھا اب کہیں یہ سب کے سامنے نہ کہہ دے وہ تو سوچ کر گھبرا رہی تھی وجاہت اسے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ گھبرا سی گئی ہے گل بہار کہ بارے میں وج کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ اس کے مرحوم چچا علی کی بیٹی جو پائلٹ تھا اور جہاز کے حادثے میں شہید ہوئے تھے اسی لیے ہی اس نے سلام میں اسے پہل کی تھی۔
اسلام علیکم۔۔
جی وعلیکم اسلام گل بہار نے جلدی سے جواب دیا کیونکہ وہ اب باہر کھسکنے کا سوچ رہی تھی۔
کیسی ہیں آپ گل بہار۔
اللہ کا شکر ہے سب ٹھیک ٹھاک ہیں
وہ گھبراتے ہوئے جواب دے رہی تھی۔ ام۔ام۔امی وہ۔وہ م۔۔میں میر لگار لوگوں کے پاس جاتی ہوں۔
او کے جائیے بیٹے۔

وہ سب کزنز لان میں بھاگ رہے تھے ہاتھ میں پانی کی بوتلیں تھیں جن میں پانی ایک دوسرے کے اوپر ڈال رہے تھے پورے لان میں اودھم مچا ہوا تھا یہ کیا ہو رہا ہے یہاں۔ وج آفس کو جا رہا تھا لیکن یہاں کا حال دیکھ کر اسی وقت غصے میں آ گیا۔ بھائی سب ایک دم گھبرا گئے تھیں وہ مجھے امی بلا رہی ہیں صبا یہ کہتے ہوئے پیچھے دیکھے بغیر ہی بھاگ گئی تھی وہ ہم لوگوں کو بھی روبی فاطمہ اور فرح لو گو بولیں اسی طرح ہی سب پیچھے دیکھے بغیر ہی اندر بھاگ گئیں اور گل بہار وہی حیران کھڑی رہی انہیں دیکھتی رہی۔۔۔وج اس کے نزدیک ہو کر کھڑا ہو گیا۔
میڈم میں نے آپ سے بھی پوچھا تھا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔ ہاتھوں میں چابی گھماتے ہوئے پوچھنے کا سٹائل ہی عجیب تھا۔
اوپر سے اتنی ڈیشنگ پرسنیلٹی وہ آپ دیکھ رہے تھے نہ تو جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔
لیکن آئندہ میں یہ بے ہودگی نہ دیکھوں

اوکے آئی سمجھ یہ لندن نہیں پاکستان ہے جائیے وہ غصے سے کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا گل۔ بہار تو اس کے رویے سے ہی حیران ہی کھڑی رہی تھی۔

کیا ہوا وج بھائی چلے گئے تھوڑی دیر بعد ہی صبا بر آمد ہوئی کیا کہہ رہے تھے۔

جو سنا تم نے۔ ہونہہ گل بہار غصے سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے اندر چلی گئی صبا کے لبوں میں معنی خیز مسکراہٹ آ کے مدہم ہو گئی اب کیا کریں گل صاحب کچھ کیا نہیں جا سکتا صبا سوچتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

ناہید بڑے ابا ناہید چچی کو پکارے جو کہ کچن میں تھیں دیکھو بیٹی اگر وجاہت آجائے تو تم لوگ میرے کمرے میں آنا ذرا۔

جی ابا جی پر کوئی خاص بات ہے

ہاں میں اپنے کمرے میں ہوں۔

ٹھیک ہے ابا جی وہ دوبارہ کچن میں چلی گئی کھانا کھایا گیا تو وہ لوگ بھی ابا کے کمرے میں آگئے۔ان میں نواز اور نور جہاں بیگم شامل تھے جیٹھو بیٹے سب اپنی اپنی نشست سنبھال چکے تھے آپ لوگ کو میں نے آج اس لیے بلایا ہے کہ میں آپ سے ایک ضروری بات کرنے جا رہا ہوں وہ یہ کہ میں گل بہار اور وجاہت کا رشتہ طے کرنا چاہتا ہوں وہ لوگ حیران ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

کیا۔۔۔وج۔ایک دم بولا۔

دیکھو بیٹا جی مجھے پتہ ہے کہ آپ میں سے کسی نہ کسی کو اعتراض ہوگا پر گل بہار میرے مرحوم بیٹے کی ایک ہی نشانی ہے اس لحاظ سے وہ مجھے بہت عزیز ہے میں اسے کہیں اور نہیں بھیجنا چاہتا۔

بڑے۔ بڑے ابا اوسان سے بولے نہیں نہیں۔

ابا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ہمیں ہمیں۔ بھلا کیوں اعتراض ہوگا رضا اور ناہید بیگم ساتھ بولے اور ماشاءاللہ گل بہار بیٹی تو ہے ہی اتنی خوبصورت بچی ہمیں رشتہ منظور ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ وج بیٹے کو کوئی اعتراض ہے

نہیں بیٹا میں تمہیں بڑے مان سے کہہ رہا ہوں بیٹا مجھے مایوس نہ کرنا مجھے بڑی امید ہے تم سے۔ ابا وج کو مخاطب کرتے ہوئے بولے

نن نہیں بڑے ابا جی مجھے شرمندہ نہ کریں مم مجھے منظور ہے یہ کہتے ہی وہ باہر چلا گیا۔

اور نور جہاں بیٹی آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے ناں۔۔

نہیں بڑے ابا جی ایسا نہ کہیں مجھے بھلا کیا اعتراض ہوگا میری بیٹی میری آنکھوں کے سامنے ہی رہے گی نور جہاں آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولی

شکر ہے بیٹی میں صبح ناشتے میں سب کو باخبر کرتا ہوں۔ آپ سب کا شکریہ ابا جان،

نور جہاں کمرے میں آئی تو گل بہار ابھی نہا کہ نکلی تھی غالبا گل بہار بیٹے مجھے آپ سے کوئی بات کرنی ہے۔

جی امی جان کہیے میں سن رہی ہوں کیا بات ہے۔

نہیں یہاں میرے پاس آ کو بیٹھو۔

لگتا ہے کہ کوئی خاص بات ہے وہ ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

جی بالکل۔ دیکھو بیٹا تمہارے بعد تم ہی میرا

گل اشانہ ہو اور تمہیں کہیں بھیجنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی وہ تو میں بھی آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا امی جان آپ ایسے کیوں بول رہی ہیں گل بہار بے تابی سے بولی

گل بہار بیٹا ہم تمہارا رشتہ وجی سے کر رہے ہیں یہ بڑے ابا کی بھی خواہش ہے اور ویسے بھی وجی گھر کا بڑا اچھا بیٹا ہے اور میں بڑے مان سے تمہیں کہہ رہی ہوں ایک ماں کی بات مان لینا وہ آبدیدہ ہوتے ہوئے بولیں۔

پر ماما وہ۔ اس نے ان کی آنکھوں میں اتنا مان اور چمک دیکھی تو خاموش ہو گئی

کیا بیٹا کچھ کہہ رہی ہو۔

نہیں نہیں ماما جو آپ مناسب سمجھیں میں پتہ نہیں کیسی وہ ان سے کہہ گئی۔

بہت شکریہ بیٹے مجھے آپ سے یہی امید تھی اسے شرم سی آ گئی۔

صبح سارے گھر والے ناشتے میں مصروف تھے کہ بڑے ابا تھوڑی دیر بعد سب کو مخاطب کرتے ہوئے بولے۔ میں آپ سب کو بتا رہا ہوں کہ میں نے وجی اور گل بہار کا رشتہ طے کر دیا ہے اور اگلے ہفتے کی ایک تاریخ کو میں نے ان کے نکاح کا ارادہ کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

سب ایک دم ہی خوش ہو گئے سوائے ایک شخص کے اس پر تو جیسے چھت ہی گر گئی تھی یہ کیا ہو گیا مم مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ گل بہار میری خوشیوں میں رکاوٹ بنے گی میں کسی کو بھی معاف نہیں کروں گی۔

نہیں نہیں وہ سوچتے ہوئے ایک دم اٹھی اور چلی گئی ہر کسی نے اس کی طرف دھیان نہ دیا سب اپنی اپنی باتوں میں مگن ہو گئے تھے اور گل بہار کا تو پہلے ہی شرم سے سر جھکا ہوا تھا اوپر سے کچھ کزنز بھی آہستہ آہستہ چھیڑ رہے تھے۔ نکاح کے لیے دھڑا دھڑ شاپنگ ہو رہی تھی ساتھ ہی خواتین مہمانوں کا مدعو کرنے کا کام بھی سرانجام دے رہی تھی بہت سے دن گزر گئے اور نکاح کا دن بھی آن پہنچا ہر کوئی خوش نظر آ رہا تھا چھیڑ خانہ بھی ہو رہی تھی گل بہار کو ڈارک پنک جو سلور کام سے مزین تھا پہنایا گیا تھا اسے تو اٹھنا بھی محال تھا پھر بیوٹی پالر سے ماہر ہاتھوں سے گل بہار پر غضب کا نکھار آیا تھا وجی تو کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا اس نے آف وائٹ شیڈ کی میچنگ شیروانی پہن رکھی تھی یہ پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے جو دیکھتا بے ساختہ ماشاءاللہ کہہ اٹھتا۔

رات تین بارہ بجے اسے کمرے میں بھیجا گیا تھا وجی ابھی تک دوستوں سے فارغ نہیں ہوا تھا کزنز تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھی رہیں پھر اپنے اپنے کمروں میں چلی گئیں۔ جب بھی اپنے کمرے کی طرف آ رہی تھی کچن سے آتی ہوئی شیروزاں کو دیکھ لیا کیا کر رہی ہو۔

جی بی بی۔

یہ دودھ ناہید بیگم کہہ رہی تھی بہار بی بی کو دودھ دے دو

وجی صاحب نہیں آئے ہیں وہ

اچھا چلو تم ایسا کرو یہ گلاس مجھے دے دو اور کچن کا کام ختم کر لو یہ میں لے جاؤں گی۔

جی بہتر۔ وہ دوبارہ کچن میں چلی گئی اور جب دودھ کے گلاس کو دیکھا اور معنی خیز سے ہنس دی پھر وہ اپنے کمرے میں آئی اور ایک بوتل کھول

کر دودھ میں انڈیل دی اس پاؤڈر کو دودھ میں اچھی طرح مکس کر دیا وہ گل بہار کے کمرے سے آئی اسے دودھ دینے کے بعد وہ اس کمرے میں آ گئی۔ اب کیا کیا جائے وہ گل صاحب آپ میری خوشیاں چھین رہی ہو تو مجھے تو کچھ کرنا ہوگا تھا وہ اسی طرح ہی مسکراتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھ گئی گل بہار ابھی آخری گھونٹ ہی لیا تھا کہ جب وج کمرے میں داخل ہو گیا اور اس نے دودھ کا خالی گلاس ٹیبل پر رکھ دیا تھا وہ نڈھال سی ہو گئی تھی وج کو کچھ گڑبڑ لگی کر قریب آیا اور بیڈ پر بیٹھنے کے بجائے وہیں کھڑا ہوا۔

اٹھو اور کپڑے چینج کرو میرا انتظار مت کرنا مجھے ابھی نارمل سی آواز آئی تھی جو پتہ چلا کہ یہ فقرہ وہ بول رہا تھا۔

تم میں نے اپنے اللہ کو بھلا دیا ہے میرے دل سے اس کا میں کیوں قتل کیا تھا میں نے تو کبھی کسی کو اپنی بات سے کبھی تکلیف نہیں ہونے دی پھر اتنا بڑا ظلم کیوں اتنا گناہ کیسے کر لیا میں نے وہ بھی فراق اپنی غرض اور مفاد کی خاطر نہیں نہیں میں مر جاؤں گی مجھے گناہگار نہیں مرنا میں وہ بہت بری طرح سے ڈر گئی تھی اسے بے حد گھٹن محسوس ہو رہی تھی مختلف سوچوں نے اس کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔ اگر وہ مر گئی تو وج اس سے آگے سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی وہ ایک دم باہر کی طرف بھاگی اس وقت اسے وج کو گل بہار کا وجود اٹھانے پورچ کی طرف بھاگتے دیکھا تھا وہ بھی اس طرف ہی بھاگی۔

تم تم کیسے۔

پلیز وج بھائی آپ کو اللہ کا واسطہ ہے مجھ سے سوال مت کرنا ابھی گاڑی اسپیڈ میں لے کر جائیں وج نے بھی دوسری بات نہ کی گاڑی کو فل اسپیڈ سے چھوڑا تھا۔

وہ ہاسپٹل کے کاریڈور میں جائے نماز پر بیٹھی بے تحاشہ رو رو کر اللہ سے معافی مانگ رہی تھی لیکن وج ابھی تک حیران پریشان تھا کہ بات کیا ہے اور گل بہار کی حالت سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہا تھا چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں گل بہار کو ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا اسے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی تھی صبا کا یوں چپ آنا گل بہار کے بے حالت ہو جانا یہ کیا ہوا تھا جو میں ابھی تک اطلاع نہیں دی تھی ڈاکٹر نے کوئی بھی ہونے میں تھوڑا سا وقت تھا صبا ابھی تک جائے نماز پر تھی اسے بے تحاشہ خوف محسوس ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر جیسے ہی باہر آیا وج ان کی طرف بڑھا۔

کیا ہوا ہے ڈاکٹر صاحب

وج صاحب آپ اللہ سے دعا کریں ہماری کوششیں جاری ہیں آپ کی مسز کو زہر دیا گیا ہے زہر ہسپتال کا پورا عملہ ان پر آن پڑا کس نے کس کو دشمنی تھی گل بہار سے ایک دم وہ چونک گیا تھا صبا نے یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ صبا کی طرف بڑھا تھا کہ وہ رو رہی تھی

تم نے کیا کیا ہے زہر۔۔

وہ ڈر سے جھری ہو گئی اس کے لیے صبا کو خاموش ہی رہنا ہی سمجھا گیا تھا چٹاخ

گھٹیا لڑکی کیوں کیا یہ بتاؤ مجھے وج نے اسے جھنجھوڑا اسے صبا کے یوں آگے پیچھے پھرنا مسکرا مسکرا کے دیکھنا سب یاد آ رہا تھا وہ کچھ کچھ سمجھ ہی گیا صبح کی اذانیں کب کی ہو گئی تھیں اتنے میں ڈاکٹر باہر آتا ہوا دکھائی دیا وہ مختلف حال اٹھ

چھوڑ کے ڈاکٹر کی طرف بڑھا
کیا ہوا ڈاکٹر اب کیسی ہے وہ۔
دیکھیے وج صاحب ہم نے ان کا معدہ واش کر دیا ہے اللہ کا بہت شکر ادا کریں کہ وہ بچ گئی ہیں ورنہ ان کی جو کنڈیشن تھی کچھ دیر ڈاکٹر خاموش ہو بحر حال بہت کوششیں کی ہیں ابھی تو وہ بے ہوش ہیں دن میں ان کی حالت کا پتا چلے گا۔
بہت شکریہ ڈاکٹر ایک اور بات آپ پلیز کبھی سب کے سامنے زہر کا ذکر نہ کیجئے گا یہ بات خطرے کا باعث بنے گی۔
اوکے وج بہت صاحب۔
وج پریشان سا وہی بینچ پر بیٹھ گیا تھا جب اسے محسوس ہوا کہ اس کو قدموں میں بیٹھا ہے اس نے چونک کر سر اٹھایا اور سامنے صبا بیٹھی تھی بے تحاشہ روتے ہوئے مجھے معاف کر دو مجھے معاف کر دو بھائی میں میں بہت غلط ہوں کوئی انسان اپنی کم ظرفی سے اتنا نہیں گر سکتا پر میں گر گئی تھی اپنی مفاد کی خاطر اگر گل کو کچھ ہو گیا تو کیا میں اپنے آپ کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گی۔ مم مجھے نہیں پتہ کب آپ مجھے اچھے لگنے لگے تھے میں نے آپ کو اپنا سب کچھ مانا تھا پھر گل آ گئی میں تب سے میں اس کی خوبصورتی سے خلاف تھی مجھے جس کا ڈر تھا وہی ہو گیا پھر۔۔ پھر مجھے اور۔۔ اور کوئی راستہ دکھائی نہ دیا تھا اور میں نے دودھ میں چوہے مار دوائی ڈال دی تھی اور پھر وج بھائی میں بہت روئی ہوں رات کو مجھے خواب میں ایک بچہ کہہ رہا تھا کہ اللہ ہے ناں پھر میں آپ کے کمرے کی طرف بھاگی تھی تب مجھے آپ یوں ہی دکھائی دے گئے تھے تب سے اب تک سب کچھ اسے کہہ سنایا تھا۔
وج سکتے کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا جو ہونا تھا وہ ہو گیا وہ اوپر سے جتنا سخت تھا اور سنجیدہ نظر آتا تھا وہ اندر سے اتنا ہی نرم تھا اس وقت بھی صبا کے آنسو کا اثر دکھایا تھا۔
اوکے میں تمہیں معاف کرتا ہوں لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر اللہ آپ کو وہ نہیں دیتا جو آپ چاہتے ہیں اور وہ دیتا ہے جو آپ نہیں چاہتے تو اس پر صبر کرو اور یقین رکھو کے اللہ آپ کو وہ بھی دیگا جو آپ چاہتے ہیں
جی بھائی۔
لیکن وعدہ کرو کہ کسی کے سامنے اس زہر کا ذکر نہیں کرو گی تمہیں خاموش رہنا ہوگا۔
اوکے بہت شکریہ بھائی میں آپ کا احسان زندگی بھر نہیں بھلاؤں گی۔
اب نیچے سے اٹھو اور یہاں بیٹھو گھر والے آرہے ہوں گے۔
یوں پورے گھر والے ہاسپٹل دوڑے آئے تھے ہر کوئی پریشان تھا نور جہاں بیگم تو مسلسل رو رہی تھی پوچھنے پر انہیں بتایا کہ کھانے میں کوئی چیز ان کے معدے میں اتر گئی تھی ڈاکٹر باہر آ گیا تو وج ان کی طرف بڑھا۔
کیا ہوا ڈاکٹر صاحب۔
مریضہ کو ہوش آ گیا ہے مل لیں۔ سب کو گویا سکون ملا تھا مگر پلیز صرف ایک شخص ڈسٹرب نہ کریں۔
اوکے میں دیکھتا ہوں۔ وج کسی کو بھی دیکھے بغیر ہی اس کمرے کی طرف بڑھا وہ کمرے میں بیڈ کے پاس پہنچا تو حیران رہ گیا کہ ایک دن پہلے والی گل بہار تو لگ ہی نہیں رہی تھی اس نے آنکھیں کھول کر وج کو دیکھا اور پھر آنکھیں موند

ہ لیس وج کے دل پر کچھ ہوا پلیز گل بہار ایسا نہ کرو پریشان کیا تھا اور میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں ایک رات میں خدا نے سبق سکھا دیا ہے۔
نہیں اسے ایک دم آنکھیں کھولیں اور آپ میرے مجازی خدا ہیں آپ ہاتھ جوڑیں گے۔
میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔
پلیز وہ آہستہ آہستہ بولی تھینک یو گل بہار تھینک یو ویری مچ تم بہت اچھی ہو اس نے گل کی پیشانی پر چوما اور وہ ہلکا سا مسکرائی اور دوبارہ سکون سے آنکھیں موند لیں۔
خدا نے سب کچھ اچھا کر دیا ہے تو اب کوئی گلہ نہ رہا تھا اللہ تیرا شکر ہے باہر کھڑی صبا بھی خدا کا شکر کرنے لگی۔
قارئین کیسی لگی میری کہانی میں آپ سب کی حوصلہ افزائی کی منتظر رہوں گی تعریف و تنقید ضرور کیجئے گا پہلی بار لکھی ہے اس لیے کچھ خامیاں ہوں گی تو اگلی بار ضرور کوئی اچھی سی کہانی آپ کی خدمت میں لے کر آؤں گی امید ہے سب کو یہ بھی پسند آئے گی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

گل بہار

غزل

کب چاند چمکنے لگتا ہے ہر چہرا دمکنے لگتا ہے
تجھے دیکھ کر دل کا پیمانہ آنکھوں سے چھلکنے لگتا ہے
تیری یاد سے اکثر دل ہمارا سینے میں دھڑکنے لگتا ہے
کم ظرف ہے وہ سودائی بھی جو پی کے بہکنے لگتا ہے
تیرا ایک تبسم دنیا کی آنکھوں میں کھٹکنے لگتا ہے

غزل

یادوں کا اک جھونکا آیا ہم سے ملنے برسوں بعد
پہلے اتنا روئے نہیں جتنا روئے برسوں بعد
لمحہ لمحہ گھر اجڑا مشکل سے احساس ہوا
پتھر آئے برسو پہلے شیشے ٹوٹے برسوں بعد
آج ہماری اک دنیا پر رونے دھونے بیٹھی ہے
پھول ہوئے نجانے کیوں اتنے سستے برسوں بعد
بھول بھی جاؤ کس نے توڑا کیسے توڑا کیوں توڑا
ڈھونڈ رہے ہو کیا گلیوں میں دل کے ٹکڑے برسوں بعد
دستک کی امید لگائے کب تک یونہی جیسے ہم راہی
کل کا وعدہ کرنے والے ملنے آئے برسوں بعد

محمد افتخار تبسم۔ واں بھچراں

[illegible]پنے ہاتھوں سے کیا خوب سنوارا ہے قدرت نے تجھے
دیکھ کر دیکھتے رہ جانے کو جی چاہتا ہے
نور ہی نور چھلکتا ہے حسین چہرے سے
بس یونہی سجدے میں گر جانے کو جی چاہتا ہے
میرے دامن کو کوئی اور نہ چھو پائے گا
تمہیں چھو کر یہ قسم کھانے کو جی چاہتا ہے
چاند ہے چہرا تیرا اور نظر ہے بجلی
ایک ایک جلوے پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے
چاند کی ہستی ہی کیا، جب سامنے سورج ہو
تیرے قدموں میں مٹ جانے کو جی چاہتا ہے

انتخاب: اسعد ذی کنول۔ بھچرو

غزل

ایک شخص جو راہ میں ملا تھا
تصویر جنوں بنا ہوا تھا
ہ موج ہوا کی زمزم زرد ہو
غنچے کی طرح وہ کھل رہا تھا
تارے تھے نہ چاند تھا نہ سورج
پھر بھی وہ خلاء میں جھانکتا تھا
قائل بھی نہ تھا ستم گروں کا
شائستہ جذبہ وفا [illegible]
انداز وہ شخص تھا عجب کچھ
آنکھوں میں دلوں کو ڈھونڈتا تھا

رنجش ہی سہی

۔۔تحریر مس افشاں۔ ملتان روڈ لاہور۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں کافی عرصے بعد پھر ایک کہانی آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی اور سب قارئین اپنی تعریف و تنقید کر کے میرا حوصلہ افزائی کریں گے میں نے اس کہانی کا نام۔ رنجش ہی سہی رکھا ہے۔ کیا لوس مجھے خود نہیں پتا چلا کہ میں کیسے ادھر آیا ہوں۔ جواب تو دیکھو کیسے کوالیفائیڈ مس کے ساتھ دے رہا ہے صبیحہ نے جلتے دل کے ساتھ چڑنے کا سپ لیا بیٹا تمہاری منگنی کیسی جا رہی ہے۔
منگنی آنٹی اچھی جا رہی ہے تمہارا پچھلا مہینہ ہے نا ہاں بس اس سال ہی چل رہا ہے پھر انشاء اللہ شہری تیار ہے lawyer چوبیس اوف لو یار بسکٹ بھی لے لو شہری نے پلیٹ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

صبیحہ نے دھڑ سے نسان کی کا دروازہ بند کیا کندھوں پر بیگ لٹکائے ہوئے بائیں میں فولڈر زیب تھامے حسب معمول چندن سی پیشانی پہ آئے ریشمی چمکدار بالوں کو دائیں ہاتھ سے پیچھے ہٹاتے ہوئے شان بے نیازی سے لمبے ڈگ بھرتی ہوئی لان سے براؤن چنیوٹی ڈیزائن کے مرکزی دروازے پہ لگے ہینڈل کو ہلکا سا مروڑا حسب ضرورت دروازہ کھول کر آگے بڑھی۔
دایاں ہاتھ پھر بالوں کو پیچھے ہٹانے کے لیے بڑھا تھا صبیحہ کے بال زیادہ سے زیادہ تیس سیکنڈ کے لیے پیشانی سے پیچھے رہتے تھے جبھی اپنی مرضی سے ہی ہیر کٹنگ کروائی تھی پھر بالوں کا پیشانی تک آنے سے گلہ کیسا۔ اس سے پہلے کہ وہ سلام کر کے اپنے کمرے کی جانب بڑھتی دوسری منزل پہ کھڑی نوری چھت کی باؤنڈری وال سٹیل کی ریلنگ سے نیچے سر جھکائے جب صبیحہ کو اترتے ہوئے دیکھا وہیں سے اونچی آواز میں سلام کا جواب آیا اور بجلی کی سرعت سے سیڑھیوں سے نیچے اتری صبیحہ نے اپنے کمرے کے دروازے پہ لگے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کر نیچے کی جانب دبایا اور اپنے کمرے میں اتنا ہوئی نوری بھی سر پر آن پہنچی اور کھٹ سے دروازہ بند کیا۔ آہم۔ نوری نے اپنی آمد کی خبر دینے کے لیے کھنکھارا صبیحہ نے ہلکی سی گردن مروڑ کر تاثل پاس کی۔
ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھرنے کے ساتھ ساتھ صبیحہ کی آنکھیں بھی چمک سی اٹھی کیا کنکشن ہے ہونٹوں اور آنکھوں کا ہونٹوں پہ مسکان پھیلے تو آنکھوں کو بھی سگنل مل جاتے ہیں کیا بات ہے آج بہت چہک رہی ہو۔۔۔ نو۔۔۔ر۔۔۔ی۔ صبیحہ نے نوری لفظ پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

کہیں تیری اماں تو تجھے لینے نہیں آ رہی گاؤں سے۔
نہیں بی بی جی ایسی قسمت کہاں۔
صبیحہ کی نظریں نوری کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی نوری نے صبیحہ کے ہاتھ فولڈر اور بیگ لیتے ہوئے کہا
ارے نہیں بی بی جی آپ غلط سمجھ رہی ہیں نوری نے فولڈر اور بیگ صوفے پر رکھتے ہوئے کہا۔ صبیحہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور نیچے جھک کر اپنے پاؤں کو سینڈلوں کی قید سے آزاد کروایا۔
بی بی جی وہ۔۔ وہ آئے تھے۔
وہ وہ کون۔
بی بی جی وہ آپ کا کزن آیا ہے۔
کون عامر آیا ہے صبیحہ نے سوال کیا ساتھ ہی جواب دیا۔
نہیں بی بی وہ ساحل صاحب آئے ہیں۔
صبیحہ ساحل کا نام سنتے ہی ایک دم خوشی سے اچھلی اور ساحل صبیحہ نے زیر لب بلایا۔
کب آئے ساحل صاحب۔
جی بی بی ابھی کچھ دیر پہلے ہی۔۔ نوری کچھ کہتے کہتے ہی رک گئی اور سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی بی بی جی نوری کے لہجے سے پریشانی چھلکنے لگی
اب کیا ہوا صبیحہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
بی بی جی وہ اوپر تو چولہے پہ چائے کی کیتلی چڑھا کہ آئی تھی اب تک تو۔۔۔۔۔۔۔
ہائے بی بی جی میں اوپر جاتی ہوں نوری جلدی سے کمرے سے اوٹ ہوگئی بات ادھوری ہی چھوڑ گئی لیکن صبیحہ کو اس کا جواب مل چکا تھا۔
وہ فورا الماری کھول کر درجنوں ہینگ کیے ہوئے کپڑوں کو ادھر ادھر کرنے لگی آخر گرمی کی شدت کا لحاظ رکھتے ہوئے بورے والا سوس لان کا ٹی پنک کلر کا سوٹ پسند کیا اور کمرے کے واش روم میں شاور لینے کے لیے گھس گئی۔
شاور لینے کے بعد بالوں کو ملتی ہوئی شیڈ کلر کی اب رینڈ ڈ چٹکی کے ساتھ کچھ بالوں کو چٹلی کہ ساتھ قید کیا اور ڈریسنگ مرر میں کود کو دیکھ کر ڈریسنگ ٹیبل پہ کئی برانڈز کے لوشن اور لپ اگلوز اور پرفیوم وغیرہ کو لیا نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دباتے ہوئے کچھ سوچ میں پڑ گئی اور پھر انگوٹھی سے دبا دیا کمرے میں بھی بھینی خوشبو پھیل گئی
ہائے یہ میں نے کیا کر دیا مجھے یہ پرفیوم نہیں یوش کرنا چاہیے تھا یار صبیحہ تو کیوں اپنے حواس کھو بیٹھتی ہے صبیحہ خود سے ہم کلامی کرنے لگی اور بیڈ پر بیٹھ کر خود کو کوسنے لگی میں اوپر ہی نہیں جاتی میں نے کیوں پرفیوم یوز کیا مجھے اب اوپر نہیں جانا بھی کہتے ہیں جلد بازی نقصان دیتی ہے ابھی صبح ہی تو میں نے قرآن پاک پڑھا تھا بے شک انسان بہت جلد باز اور میں نے پھر جلد بازی کر دی نہیں ساحل چلا نہ جائے۔
ہاں میں کپڑے چینج کر لیتی ہوں صبیحہ نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔
نہیں بی بی جی کپڑے نہ چینج کیجئے گا یہ بہت جچ رہے ہیں بالکل گلاب لگ رہی ہیں اور بی بی جی آج آپ کے کمرے سے خوشبو بڑی پیاری آ رہی ہے آپ تو خوشبو نہیں لگاتی نا۔
چلیں کوئی نہیں اچھا کیا آپ نے اوپر ساحل صاحب سے بھی جب سے آئے ہیں ایک دماغ کو معطر کر دینے والی خوشبو آ رہی ہے اور جلدی کریں بی بی جی میں آپ کے لیے بھی چائے کمرے میں رکھ کر آئی ہوں اور میں نے بڑی

مالکن کو جب آپ کے آنے کا بتایا تو ساحل صاحب بھی چائے کے مگ کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ فوراً روک لیا

بی بی جی انہوں نے ضرور اس لیے ہاتھ کو روکا ہوگا کہ آپ کے ساتھ مل کر چائے پینے کو ترجیح دی ہوگی۔

نوری چپ کرو صبیحہ نے خفگی سے کہا

بی بی جی آپ اوپر آجایئے نوری التجائیہ لہجے میں کہا وہ جانتی تھی اپنی بی بی جی کی انا، کو جاتے جاتے یہ بھی دیکھے لہجے میں گوش گزر گئی بی بی جی انا، کی جنگ میں جدائی جیت جاتی ہے بڑی معنی خیز بات کر کے گئی تھی ویسے بھی ساحل آج پورے سات ماہ اور تین روز بعد آیا تھا اور آج بھی اگر نہ گئی تو شاید ساحل کب ملے دوبارہ مجھے ساحل سے ملنے جانا ہوگا۔ صبیحہ دھڑکتے دل کے ساتھ شیری کے کمرے میں نوک کر کے داخل ہوئی تھی۔

اسلام علیکم ساحل نے فوراً اپنی خمار آلود نظریں صبیحہ کے چہرے پر ڈالی اور مسکرایا صبیحہ کو سلام کا جواب بڑی گرم جوشی سے ملا صبیحہ نے ہاتھ ساحل کی طرف بڑھایا مرمریں نرم و نازک ہاتھ ساحل کے ہاتھ میں دیا ساحل نے ہاتھ کا لمس جب محسوس کیا تو دل کے تار بجنا شروع ہو گئے اور دھڑکن اس قدر تیز ہوگئی تھی یوں لگتا تھا کہ دل ابھی ابھی باہر نکل آئے گا صبیحہ نے آرام سے ہاتھ آزاد کروایا اور کہا۔

آج تم کیسے ہمارے گھر کا راستہ بھول گئے

دیکھ لو بس مجھے خود ہی نہیں پتا چلا کہ میں کیسے ادھر آیا ہوں۔

کمینہ جواب تو دیکھو کیسے کونفیڈینس کے ساتھ دے رہا ہے صبیحہ نے جلتے دل کے ساتھ چائے کا سپ لیا۔

بیٹا تمہاری سٹڈی کیسی جا رہی ہے۔

سٹڈی آنٹی اچھی جا رہی ہے تمہارا یہ چھٹا سمسٹر ہے ناں لو کا ہاں بس لاسٹ سال ہی چل رہا ہے پھر انشاء اللہ شیری تیرا کزن lawyer جو جیسٹ اوف لو یار بسکٹ بھی لیں لو شیری نے پلیٹ آگے بڑھاتے ہوئے کہا کافی دیر گپ شپ ہوتی رہی مگر مجال ہے کہ جو صبیحہ کی طرف سے ایک جملہ بھی سننے کو ملا ہو۔

یار ایل ایل بی کے بعد کوئی چیمبر وغیرہ بنا کے باقاعدہ وکالت سٹارٹ کرو گے یا۔ آگے کچھ اور ادارہ ہے یار فی الحال تو یہ سوچا ہے کہ ریسٹ ٹائم جاب اور سیکنڈ ٹائم لمز سے ایل ایل بی کر لوں۔ ہوں گڈ آئیڈیا اور اسی طرح ہی ساحل کی شیری سے گفتگو چلتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد صبیحہ ٹیچے اپنے کمرے میں آگئی

تو یہ ہے یہ لڑکا کیسے باتیں کر رہا تھا بہت چرب زبان ہے صبیحہ نے گیلے بالوں پہ لگی چٹنی کو بیڈ کی سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا۔

کمرے میں اے سی کولنگ ہو رہی تھی صبیحہ نے خود کو اپنے کمرے میں آ کے کمفرٹیبل فیل کیا۔ لیکن آج شاید سکون اس کے نصیب میں نہیں تھا۔ یہ کیا ساحل دندناتا ہوا نوک کیے کمرے میں داخل ہوا صبیحہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی

ت۔۔۔ت۔۔تم۔۔

ہاں جی میں ہی ہوں۔۔ اور بڑی بے تکلفی سے پاس آ کے بیٹھ گیا صبیحہ نظریں جھکائے ہوئے چپ چاپ بیٹھی تھی ساحل کی خمار آلود آنکھیں دیکھے جا رہا تھا کہ چہرے پہ لگی ہوئی ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے ہوئے صبیحہ کی طرف دیکھے جا رہا

تھا صبیحہ کا تو ساحل کے سامنے سانس بھی لینا دشوار
تھا ساحل اس سچویشن سے لطف اندوز ہو رہا تھا
[illegible] صبیحہ [illegible] پسینہ بھی ماتھے پہ آ گئے
[illegible] اور بھی ناخن چبانے لگتی
[illegible] سامنے تھی۔ ہاں [illegible] اپنی لیلیٰ کو بغیر کسی ڈر
کے [illegible] سے دیکھے جا رہا تھا۔ زندگی میں پہلی
بار ایسا موقع ملا تھا کہ صبیحہ نے کئی بار خاموشی کو
توڑنے کی کوشش کرنا چاہی مگر لب تھے کہ ہل ہی
نہیں رہے تھے۔ آخر ساحل نے خود ہی اس
خاموشی کا قفل توڑا۔

صبی دھڑکن کی آواز ہلکی کرو۔

ساحل۔ صبیحہ خفگی سے بولی۔

اتنی تنگ کر رہی ہو لو دلہن آواز واقعی میرے
کانوں تک پہنچ رہی تھی

اس لیے کہا ساحل [illegible] دونوں سے ہنسی کے
فوارے چھوٹ پڑے۔

تو آخر میری دلہن نے میرا دیا ہوا تحفہ قبول
کرلیا ہے کلوری لگائی اور رو۔

دلہن تمہاری خواہش تھی ناں کہ تم میری
دلہن ہو۔

کیا کہا تو نے میری خواہش تھی ابھی میرے
کمرے سے آؤٹ ہو جاؤ۔

اچھا اچھا چلا جاتا ہوں لیکن میں آج تم سے
گلہ کرنے آیا تھا پر یہاں تو صورتحال ہی بدلی ہوئی
تھی میری دلہن نے میرا دیا ہوا تحفہ قبول کرلیا۔ یار
دلہن تو نے تو مجھے خوش کر دیا ہے

ساحل ٹوپک چینج کرو یا کمرے سے نکلو

چلو مجھ سے ٹوپک چینج نہیں ہو گا تم کوئی بات
کرو۔

ساحل تمہیں پتہ ہے میرا سٹڈی کا بس ایک
سال رہ گیا ہے پھر میں کیوں بنوں گی۔

کیا ہوئی میری دلہن بنو گی۔

اور کیا بننا ہے تم نے ساحل۔ صبیحہ نے سائیڈ
ٹیبل پہ پڑی پوئٹری کی بک ساحل کے سر پہ دے
ماری ساحل نے صبیحہ کے ہاتھ سے فوراً کتاب پکڑ
لی اور بولا۔

یار دلہن تیرا اتنا دل اگر کرتا تھا مجھے ملنے کو
تو مجھے ایک کال کر دیتی میں نے آ جانا تھا یہ ایسی
شاعری کی کیا ضرورت تھی۔ اچھا دیکھو سر پہ بھی
بک ماری تو اس میں بھی پیغام ہے دل کی بات
کہہ دی ایک تیر سے دو شکار۔

صبیحہ تو شرم سے پانی پانی ہو گئی اس نے تو
بے دھیانی میں کتاب دے ماری اسے تو بھول ہی
گیا تھا کہ [illegible] ہو گا۔

آج میرا دن ہی نہیں تھا بڑی آرزو تھی
ملاقات کی دلہن یہ کہاں سے بک لی۔

لائبریری سے لی تھی کل واپس کرنی ہے۔

اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تم اتنی دیر ہمارے گھر
کیوں نہیں آئے۔

صبی آج بھی پتہ نہیں کیوں آ گیا یار اب تجھ
سے کیا چھپانا یار دوست تاہم جب تک امی کے
ساتھ تمہارے گھر آیا تھا ناں دیکھو یار انکل مجھے
اچھا نہیں سمجھتے میں اب کوئی بچہ نہیں ہوں جو مجھے
سمجھ نہیں ہے کہ کون کیسا سمجھتا ہے مجھے یار مجھے تو
سمجھ نہیں آتی انکل مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتے
ہیں شکل وصورت بھی ہے پڑھا لکھا بھی ہوں ہاں
انکل جتنا امیر نہیں ہوں وہ بھی انشاءاللہ ہو جاؤں
گا محنت کر تو رہا ہوں ناں ہاں تجھے کیا بتا رہا تھا
ساحل نے ذہن پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ یاد آیا کہ میں کہہ رہا تھا کہ جب میں

لاست نام تمہارے گھر آیا تھا نا یار دیکھو انکل نے میرے ساتھ کتنا برا سلوک کیا اسی اثنا میں نے بائیک پارک کی اور اسی وقت انکل لینڈ کروز سے نکلے میں نے انکل کو سلام کیا تو انکل کہتے کہ تم خیریت سے آئے ہو یہاں یار میں بہت شرمندہ ہوا لیکن پھر بھی میں سہہ گیا میں نے انکل سے کہا کہ میں امی کو چھوڑنے آیا تھا امی آنٹی سے ملنا چاہتی تھیں اس لیے تو کہاں ہے تمہاری امی انکل نے فوراً سوال کر دیا میں نے کہا کہ وہ اندر چلی گئیں ہیں پتہ ہے صبیحہ انکل نے مجھے کیا کہا۔

کیا کہا صبیحہ نے تجسس سے پوچھا۔

یار کزن تیرا باپ مجھے کہتا ہے ماں کو چھوڑ دیا ہے ناں اب جلدی جاؤ اب یہاں سے چلتے ہو۔ یار صبی میں جانتا ہوں اس وقت مجھ پر کیا گزری میں کافی دن اپ سیٹ رہا امی پوچھتی رہی مجھ سے لیکن میں نے کچھ نہ بتایا تم بھی اب کی سے یہ بات نہ شیئر کرنا کوئی بات نہیں وہ بڑے ہیں میرے دیکھو میں پھر بھی سب رنجشیں بھلا کر آیا ہوں۔

آئی ایم سوری ساحل پاپا کو تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یار کزن دوسرے کزن بھی تو سب ہمارے گھر آتے ہی ہیں ناں انہیں تو پاپا کچھ نہیں کہتے پھر تم سے کیوں اتنی چڑ کرتے ہیں۔

سوری صبی کوئی بات نہیں میں نے مائنڈ نہیں کیا انکل کی بات کا بس تجھے اس لیے یہ بات بتائی ہے تم مجھے بھی بے وفا نہ سمجھنا تیرا ساحل کبھی بے وفا نہیں ہو سکتا یار شاید میں غریب ہوں ناں اس لیے انکل کو اچھا نہیں لگتا لیکن۔ صبی تم میرا انتظار کرنا دیکھنا میں ایک دن بہت امیر ہو جاؤں گا۔

صبی تم کسی اور کی دلہن نہیں بننا تم بس میری یہ بات مان لو تم کسی اور سے شادی نہیں کرو گی دیکھنا میں ضرور آؤں گا تجھے لینے یار اب میں نے تیرے گھر نہیں آنا اگر انکل کو میرا آنا پسند نہیں تو کوئی بات نہیں میں یہاں آ کر انہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا شاید میں ان کے قابل نہیں ہوں وہ باپ ہے تمہارا ہو سکتا ہے اسے شک ہو گیا ہو کہ ہم دونوں کے بیچ میں کچھ ہے اور ان کو یہ خدشہ ہو ہمیں ہم کوئی غلط قدم نہ اٹھا لیں یار تمہیں انہوں نے بڑے نازوں سے پالا ہے اور وہ تمہاری شادی بھی تو اپنے سٹینڈرڈ کے مطابق کریں گے۔ جان جب میں امیر ہو جاؤں گا تو انکل کو دیکھنا کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

انشاء اللہ صبیحہ کی آنکھوں میں نمی تھی کزن ہم بھی تو پاپا نہیں ہے ناں صبیحہ نے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ساحل پاپا بچپن سے ہی نہیں تمہارے تم جیسے ہے روتے تھے لیکن مجھے تب سمجھ نہیں تھی میں سمجھتی تھی کہ شاید پاپا مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں اس لیے اپنی آنکھوں سے دور رکھنا چاہتے ہیں لیکن مجھے اب سمجھ آیا کہ میرے پاپا بہت چھوٹی سوچ کے مالک ہیں وہ انسان کو پیسے سے کمپیئر کرتے ہیں ان کے نزدیک انسان کی کوئی ویلیو نہیں کیا سب کچھ پیسہ ہی ہوتا ہے۔ صبیحہ کی موٹی موٹی آنکھوں سے رم جھم برسات بن رہی تھی۔

ارے کزن یہ کیا کر رہی ہو پلیز اپنی آنکھیں صاف کریں اور چپ ہو جاؤ صبی تم کبھی مت رونا یار صبی پلیز آنکھیں صاف کرو ساحل نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور آرام سے صبیحہ کے آنسو صاف کیے۔ یار کزن دیکھ تیری آنکھیں فوراً ریڈ ہو گئی ہیں

اور رو گئی تو سوچ جائیں گی۔ تم کیوں روتی ہو میں ہوں ناں تیرا ہر غم سنبھالنے کے لیے صبی میں تجھے بہت چاہتا ہوں پیر صبی تمہیں میری قسم ہے چپ ہو جاؤ۔ صبیحہ مصنوعی سا مسکرائی صبیحہ پتا نہیں اب ہم کب ملیں گے جی بھر کے باتیں کرلو اچھا بتایا کیا کہہ رہی تھی مجھ سے کیا کچھ بننے کا کہہ رہی تھی شاید۔

ہاں ساحل میں نے جو فیلڈ چوائس کی ہے ناں اس کا اور تمہاری فیلڈ چولی دامن کا ساتھ ہے میں تمہاری ہار جیت کی وجہ پوچھنے والی ہوں گی میں تم سے پوچھوں گی کیا کیوں کب کس نے اور کہاں اور کس ہے۔

تو جان واضح ہے تم میری بیوی بنو گی خود ہی ساری نشانیاں بتا رہی ہو یہ آثار بیویوں والے ہی ہیں۔

ساحل اب تم دفع ہو جاؤ میرے کمرے سے میں نے اب تم سے بات نہیں کرنی۔

اچھا اچھا کزن۔ ساحل نے ہنسی پہ کنٹرول کرتے ہوئے کہا اب پوچھو جو پوچھنا ہے میں سیریس ہو گیا ہوں چلو پوچھو اب تم چپ کیوں ہو گئی ہو۔ یار ابھی پوچھ لو پھر پتا نہیں ہم کب ملیں گے۔

ساحل وعدہ کرو اب بات مذاق میں نہیں والو گے پوچھو جو پوچھنا ہے۔

چلو بتاؤ میں کیا بنوں گی

یار مجھے یہ پتہ ہے کہ تم میری دلہن بنو گی قسم سے مجھے پتہ اس کے علاوہ تم ہی بتا دو کہ کس فیلڈ میں آنا چاہتی ہو۔

ساحل میں جرنلسٹ صحافی بنوں گی۔ اوہ۔۔

میری کزن جرنلسٹ صحافی بنے گی ظلم کے خلاف آواز اٹھائے گی۔

ساحل جب تم کورٹ سے ہار یا جیت کے آؤ گے ناں تو میں باہر تمہارا ویٹ کر رہی ہوں گی چاہے تم جتنے مرضی نامور بن جاؤ گے لیکن مجھ سے پرومس کرو تم میرے کیے گئے ہر کوئیسچن کا جواب دیتے جاؤ گے تو کزن یہ تو تب ہوگا نہ جب میں ملک کا نامور ایڈووکیٹ بن جاؤں گا تم دعا کرنا ناں میں بھی بڑے لوگوں کی طرح اس ملک میں اپنا نام کماؤں اور ملک کے مشہور اور اہم لوگ میرے پاس کام کے سلسلے میں آئیں پھر صحافی مجھ سے سوال کر سکتے ہیں ہر لائبریری کو تھوڑی صحافی گھیرتے ہیں۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروسہ
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لیے

ساحل تم بہت مشہور لائیر بنو گے انشاءاللہ۔

میری ساری دعائیں تمہارے لیے ہیں
ساحل صبیحہ کی باتوں سے بہت محظوظ ہو رہا تھا او کے جان اگر مجھے بھی انہیں کی طرح شہرت ملی تو میں تمہیں وہاں چھوڑ کر اکیلے اپنی گاڑی میں نہیں بیٹھ جاؤں گا بلکہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر گاڑی میں اپنے ساتھ بٹھاؤں گا اور جو بھی کوئیسچن ہوا میرے گھر بیٹھ کر مجھ سے سکون سے ہر سوال کا جواب دوں گا

ساحل وہ تو بعد کی بات ہے کہ تم مجھے اپنے گھر لے کر جاؤ گے یا نہیں۔

ارے کزن گھر وا تجھے ضرور لے کر جاؤں گا لیکن صبر کرو اگر ابھی۔

ساحل۔ صبیحہ ساحل پہ چلائی۔ میں کب مری جا رہی ہوں۔

تو پھر اسلام آباد جا رہی ہو۔

ساحل میں اس مری کی بات نہیں کر رہی

ساحل پلیز یار تو سیریس ہو جاؤ یا پھر دفع ہو جاؤ یہاں سے

ساحل ایک پل کے لیے ساکت سا ہو گیا اور بڑی گہری نظروں سے صبیحہ کو دیکھا تقریباً ایک منٹ تک کمرے میں خاموشی رہی۔ ساحل نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں تلے کچلتے ہوئے حیرانگی سے صبیحہ کی طرف دیکھ رہا تھا شاید ساحل بات کی گہرائی میں چلا گیا تھا۔ صبیحہ نے ساحل کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ سے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

صاحب کہاں کھو گئے ہو میں نے کوئی ولڈ کپ کے سیمی فائنل ہارنے کا سیکرٹ تو نہیں فاش کر دیا کیسے حق دق میرے طرف دیکھے جا رہے ہو ساحل ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے کہا

میری جان دعا کرو میں بھی نہ سیریس ہوں نہ بھی دفع ہوں۔ کزن یہ جدائی مار دیتی ہے تمہیں کیا پتہ وچھوڑے کا درد کیا ہوتا ہے تم ابھی بچی ہو صبیحہ مجھ سے انکل کی کھا جانے والی نظریں برداشت نہیں ہوتی پتہ نہیں میں کیوں ہر بار اپنی انا کو ختم کر کے آجاتا ہوں۔

سنا ہے انا کی جنگ جدائی جیت جاتی ہے صبیحہ نے بھی بڑے پوائنٹ کی بات کی تھی۔

اچھا صبی میں نے نہیں سنا۔ ساحل پھر بات مذاق میں لے گیا تھا۔

اچھا تم نے نہیں بھی سنا لیکن یہ ریلٹی تمہارے علم میں یہ بات نہ ہونے سے یہ حقیقت بدل نہیں سکتی

اچھا صبی جی ساحل نے چڑانے کے انداز میں کہا۔ جو بھی ہے یار صبیحہ بس دعا کرتی رہنا ملن کی ورنہ بات اگر ریلٹی کی آجائے تو تمہارے بابا جانی کے آثار ایسے دکھائی نہیں دیتے کہ وہ مان جائیں۔ یار صبی انکل کی انگارے برساتی آنکھیں ملن کا سندیسہ نہیں دیتی جانی ڈر جاتا ہوں میں ان کو دیکھ کر مجھے وہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں ایسے لگتا ہے جیسے انہوں نے میرے بارے میں کوئی غلط فہمی پال رکھی ہے یار صبیحہ کچھ تو ہے یار مجھے کبھی کبھی تو یوں فیل ہوتا ہے کہ جیسے کوئی راز ہے جسے وہ نا چاہتے ہوئے بھی چھپانے پہ مجبور ہوں اب میں انہیں فورسڈ بھی نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے دل میں چھپی بات بتائیں مائی بی میرا یہ وہم ہوں جیسا میں سوچتا ہوں ویسا کچھ نہ ہو لیکن کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے خطرہ ٹل سکتا ہے انکل کی آنکھیں خطرے کی گھنٹیاں بجاتی ہیں۔

ساحل تمہارا وہم ہے بھلا پاپا کی تم سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔

یہی بات تو مجھے چین نہیں لینے دیتی کہ میں نے انکل کا کیا بگاڑا ہے اور یہ کیا تم اب رونے نہ بیٹھ جانا ایک تمہارا باپ میرے لیے مسلسل پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے اور دوسرا تم بھی مجھے ہی روتی ہو۔

کیا مطلب تمہیں ہی روتی ہوں صبیحہ تنک کہ بولی۔

مطلب کچھ نہیں بس تم رویا نہ کرو میرے سامنے مجھ سے تمہاری روتی ہوئی آنکھیں دیکھی نہیں جاتی۔ یار صبی باپ کیا ایسے ہوتے ہیں قسم سے صبی اگر میرا باپ زندہ ہوتا تو مجھے پورا یقین ہے انہوں نے انکل کی طرح نہیں ہونا تھا۔ میں نے خود اپنے مائنڈ میں تصور بنایا ہے ناں وہ بہت سخت اور بہت ہی نیک اور پارسا انسان ہیں انکل کی طرح کی طرح سخت اور مغرور قسم کی نہیں ہونا یا صبی میں بہت ہی عجیب ٹائپ کا بندہ ہوں ہر

رشتے میں وفا چاہتا ہوں یار میں بے وفائی اور ملاوٹ برداشت نہیں کرتا اور بیوی میں وفاداری نہ ہو بلکہ شک کا شائبہ بھی نہ ہو تو ہر کوئی آسانی سے دودھ میں مکھی کی طرح نکال باہر پھینکتا ہے اپنی زندگی سے لیکن جب بات خونی رشتوں کی آتی ہے تو کوئی ایکشن نہیں لیتا کیونکہ انہیں لگتا ہے زمانہ لوگ رشتے دار جانے کیا کیا کہیں یہ چیزیں اس کے سامنے سوالی بن جاتی ہیں دین سے ناتا ان کے سامنے کچھ نہیں ہوتا اور کبھی مذہب کی آڑ میں پناہ لیتے ہیں کہ شریعت اجازت نہیں دیتی کہ بہانے ہوتے ہیں خونی رشتوں کو نہ توڑنے کے یا تو سب کے لیے ایک ہی اصول لاگو ہو یا پھر کبھی نہ ہو اور جس میں خود کو نقصان پہنچتا ہو پھر پاپ کی کرتے ساحل چپ ہو گیا وہ بھی سانس لینے لگا۔ تم سبینہ والی باتوں کو کچھ سمجھتی نہیں ابھی تو 18 سال کی ساحل کی فلسفیانہ باتوں کو سمجھنا اس کے بس میں نہ تھا سبینہ میں وفا کا عادی ہوں ابھی تک میری زندگی میں جو لوگ آئے ان سے وفا کی پائی صاف گو ہوں اور پسند بھی لوگوں کو کرتا ہوں اور ہوں دھوکے میں کسی کو نہیں رکھتا میری عادت نہیں نہ ہی میں تمہیں دھوکے میں رکھنا چاہتا ہوں میں ایک حقیقت پسند انسان ہوں یہ جو انا اور ضد ہوتی ہے ناں بندے کو لے ڈوبتی ہے۔ انکل اپنی انا اور ضد کو ختم کر دیتے آنٹی نے کتنی بار آنٹی سے کہا کہ ہم دونوں کی منگنی کر دیں لیکن آنٹی ہر بار ٹال مٹول سے کام لیتی رہی ہیں لیکن اینگ اب بہت ہو گیا امی کی طبیعت اب ناساز رہتی ہے دل کی مریض ہیں ذرا سا بھی صدمہ برداشت نہیں کر سکتی جب بھی وہ تمہارے گھر سے جاتی ہیں تو اپ سیٹ رہتی ہیں مجھ سے ان کی اداسی دیکھی نہیں جاتی یہ ہم دونوں کا سٹڈی کا لاسٹ سال ہے جیسے ہی رزلٹ آؤٹ ہوا امی کو رشتے کے لیے بھیجوں گا اور ہر حال میں یہ شادی کی ڈیٹ مقرر کر کے ہی جائیں گی مجھے وہ نانو نے ہی ہم دونوں کو انگوٹھیاں پہنائی تھیں مجھے تو انکل وہاں نہیں تھے انکل کے علم میں بھی ہے یا نہیں کہ نانو نے ہم دونوں کی شادی کی بات کی تھی شاید آنٹی نے بھی ان سے اس بارے میں بات بھی کی ہے یا نہیں مانی کی بات کی بھی ہو لیکن انکل نے انکار کر دیا ہو۔

جو بھی ہو اب مزید انتظار نہیں اور ساحل اگر پاپا نے انکار کر دیا تو سبینہ نے معصومیت سے کہا تو پھر کیا تم مجھے چھوڑ دو گے۔

ارے تم انکل انکار کریں گے یہ کیسی سوچ ہے تم اچھا سے زمین چاہیدا ہے ابھی تم اس نیند سے آئی زندگی سے کیوں ڈر رہی ہوں ناں اور کہہ یہ بھی کوئی اچھا نہ جانے گا ہاں اگر انکل نے پھر بھی انکار کیا تو انہیں انکار کی کوئی معقول وجہ پیش کرنا ہو گی سبینہ میں تمہیں عزت سے حاصل کرنا چاہتا ہوں ہم کبھی بھی ایک دوسرے کو پانے کے لیے غلط راستہ کا انتخاب نہیں کریں گے پتہ ہے ہماری ایک غلطی سے ہمارے آنے والی نسل تباہ ہو سکتی ہے۔ میں سوچتا ہوں جس طرح ہم سر اٹھا کر فخر سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ فخر اور مان ہمارے ماں باپ کا دیا ہوا ہے انشاء اللہ جیسے ہمارے ماں باپ کی پگڑی پہ کوئی داغ نہیں ایسے ہی ہم مثال ہوں گے بس تم دعا کرتی رہنا دعا میں بہت اثر ہے اپنے دل کی ہر بات اس خدا سے شیئر کرنا جو کبھی بھی تیرا راز افشا نہیں کرے گا اس سے کی ہوئی بات سے تجھے ڈر نہیں ہو گا کہ کہیں یہ

میرا نام بدنام نہ کر دے اور پھر گناہ انسان زندگی میں ایسے بھی کرتا ہے کہ ان گناہوں کا اپنے آپ کو بھی بتاتے ہوئے شرم آتی ہے انسان اپنی سنگین غلطیوں کے بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتا لیکن خدا ان گناہوں سے بھی واقف ہوتا ہے لیکن وہ ہمیں ذلیل نہیں کرتا ہمارا رزق بند نہیں کرتا جیسے ہم لوگ کرتے ہیں اگر کوئی ہمارے ساتھ زیادتی کرے اگر اس کی اتنی ہم اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتے ہیں دوبارہ اسے بندے کو مطلب نہیں دیتے چاہے وہ اپنی غلطی پہ کتنا ہی پشیماں کیوں نہ ہو لیکن وہ خدا ایسا نہیں کرتا وہ تو معافی مانگنے پہ سب کچھ معاف کر دیتا ہے بھلا دیتا ہے ہماری خطاؤں کو۔

ساحل یونہی سمندر کی طرح اپنی روانی میں کہے جا رہا تھا اور صبیحہ اس کی دھن میں ڈوبتی چلی جا رہی تھی ساحل کی باتوں میں ایک سحر تھا۔ صبیحہ کبھی بھی بے وفا مت سمجھنا زندگی میں تم کو چاہا ہے صرف اور چاہتا رہوں گا اور ہاں یہ اور بات ہے کہ زندگی وفا نہ کرے۔

اللہ نہ کرے ساحل صبیحہ نے فوراً ساحل کے منہ پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ آئندہ ایسی بات مت کرنا۔

نہیں کرتا جناب بس آپ خوش رہا کریں اور سنو بہادر لڑکی بنو بزدل اور ڈرپوک لڑکیاں مجھے اچھی نہیں لگتی۔

ساحل کیا مطلب ہے لڑکیاں۔

کچھ نہیں میری جان محاورۃً بولا ہے اچھا صبی بس دعا کرتی رہنا۔

میں تم سے بچھڑ کے ہم میرے ساجن دعا کرنا
سہیں بس کے تمہارے غم میرے ساجن دعا کرنا

آج انکل کی غیر موجودگی نے ہمیں کافی ٹائم دیا ہے پتا ہے صبی میں جب سنا کہ انکل اسلام آباد گئے ہیں کسی میٹنگ کے سلسلے میں تو میں فوراً ادھر آ گیا کافی عرصہ ہو گیا تھا تمہارا دیدار کیے ہوئے او کے جان زندگی نے موقع دیا تو پھر ملیں گے انشاء اللہ۔ ساحل۔

ساحل نے پیچھے مڑ کر دیکھا جی میری جان حکم کریں۔

ساحل اب کب آؤ گے

اب بارات والے دن ہی آؤں گا۔ ساحل نے ہنستے ہوئے کہا۔

ساحل پلیز میں سیریس ہوں

تو میں بھی سیریس ہوں۔

چلو پھر اب صبیحہ نے خفگی سے کہا

او ہو یار ایسے ناراض تو نہ ہو ایسے رخصت کرو گی مجھے۔ اچھا اب موڈ ٹھیک کرو بہ کل اچھی نہیں لگتی غصے میں تم اور میں اب تمہارے رزلٹ آؤٹ پہ آؤں گا اور ہاں ایڈوانس میں آل دی بیسٹ فار یور نیگ ہائی گنت مجھے بہت خوشی ہوگی صبیحہ مسکرا دی۔

ساحل تم بہت ہی کیوٹ لگ رہے ہو

وہ تو میں ہوں ہی۔ ساحل نے اپنے جامنی لائٹ پرپل کلر کی لائننگ ہوئی شرٹ کا کالر اچکاتے ہوئے کہا او کے یار خدا حافظ۔ دعاؤں میں یاد رکھنا کہتا ہوا چلا گیا۔

وقت گزرنے والی چیز تھا گزر گیا زندگی رواں دواں گزر رہی تھی پیپرز کے بعد یونیورسٹی تو آف تھی گھر فارغ بور ہوتی رہتی تھی بوریت دور کرنے کے لیے کچھ اور وہ ناول وغیرہ ہی خرید کر لائی تھی وہ پڑھ لیتی تھی ٹی وی دیکھ لیا کوئی فرینڈ فرینڈ ملنے آ گئی بس یہی معمول تھا نوری میری

بہت اچھی فرینڈ تھی وہ بھلے ہماری ملازم تھی لیکن میں نے اسے کبھی ملازم نہیں سمجھا تھا وہ بہت مخلص لڑکی تھی میری بیسٹ فرینڈ تھی ہی نوری تھی آج رات کو کافی دیر سے باتیں کر رہے تھے سردی کی رات تھی بہت زیادہ لوگ باہر نوری کو میں نے ایک دو بار کام کے لیے کمرے سے باہر بھیجا تو غصہ کر رہی تھی۔

بی بی جی ویسے تو میں آپ کی ملازمہ ہوں وہ کہتے ہیں ناں کہ جی نوکری کی تے نخرا کی۔ لیکن بی بی جی اب میں نے واقعی میں ہی باہر نہیں جانا یہ دیکھیں میرے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کیسے سردی سے سوجھی ہوئی ہیں۔

ہائے نوری یہ تو ایسے لگ رہا ہے جیسے پھٹنے والی ہوں پاگل لڑکی تو نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا

بس بی بی جی یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہے ہر سال سردیوں میں ایسی ہی حالت ہوتی ہے میری۔ نوری نے لاپرواہی سے گردن ہلائی۔

اوہ۔ ہو۔ نوری تجھے تکلیف نہیں ہوتی تو تو کام بھی سارا کرتی ہے۔

نہیں بی بی جی خارش بہت ہوتی ہے بس او زیادہ نہیں۔

اچھا صبح میں تجھے اپنے شوز دوں گی اور یہ گلوز اور جرابیں تو پکڑ لو صبیحہ نے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی ہوئی جرابیں نوری کو پہننے کے لیے دیں۔ تو اب اس کا مطلب ہے سٹڈی روم سے مجھے خود ہی بک لانا ہوگی۔

کون سی بک بی بی جی۔ نوری نے ہاتھوں پہ گلوز چڑھاتے ہوئے پوچھا۔

کل فراز احمد کی نئی پوئٹری کی بک شیری لے کر آیا ہے بہت اچھی شاعری تھی لے کر آتی ہوں پھر دونوں مل کر انجوائے کریں گے ٹائم پاس بھی ہو جائے گا۔

نہیں بی بی جی میں چلی جاتی ہوں۔

نہیں نہیں تم آرام کرو ویسے بھی تمہیں نہیں پتہ چلنا کہاں ڈھونڈتی پھرو گی کیا پتہ شیری اپنے کمرے میں لے گیا ہو میں تو اس کے کمرے سے بھی جا کر لے آؤں گی۔

ٹھیک ہے بی بی جی یہ چادر لپیٹ لیں ننگے سر باہر نہ جائیے ٹھنڈ لگ جائے گی۔

کم آن نوری میں اوپر ہی تو جا رہی ہوں جنگل میں تو نہیں جا رہی۔ صبیحہ نے سر پہ دوپٹہ لپیٹ کر سیکنڈ فلور پہ موجود سٹڈی روم سے بک اٹھائی اور باہر نکل آئی اچانک کمرے سے باہر تیز آواز سن کر ہی قدم رک گئے۔

دیکھو دیکھو تم یہ بات اپنے دل سے نکال دو میں صبیحہ کی شادی خاندان سے باہر کروں گا لیکن ملک صاحب ساحل بھی تو غیر نہیں ہے میرا بھانجا ہے وہ اکلوتا وارث ہے کس چیز کی کمی ہے اس کے پاس بس کہہ دیا نہ میں نے تو پلیز اس ٹوپک کو بھی ختم کرو اور ساحل کو بھی کہنا ہمارے گھر نہ آیا کرے۔

یہ کیا کہہ رہے ہو آپ میرا بھانجا ہے وہ میں کیسے اسے کہوں کہ ہمارے گھر نہ آئے کیا سوچے گا وہ ویسے بھی وہ کون سا روز آتا ہے۔

کوئی بھی ہے میں نہیں چاہتا کہ میرے بچے اس لڑکے سے میل جول رکھیں اور ویسے بھی میرا نہیں خیال کہ صبیحہ اس مڈل کلاس لڑکے سے خوش رہ سکے گی میں اپنے بچوں کو اس لڑکے سے دور ہی رکھنا چاہتا ہوں تم اپنے لفظوں میں دونوں بہن بھائی کو سمجھا دینا کہ وہ اپنے کام سے کام رکھیں

زیادہ مستیاں بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے ۔صبیحہ کے تو پاؤں تلے سے زمین ہی نکل گئی تھی اپنے باپ کی باتیں سن کر۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میرے پاپا اتنی گھٹیا سوچ کے مالک ہیں کتنا غرور تھا پاپا کے لہجے میں صبیحہ نے آنکھیں رگڑتی نیچے آ گئی۔ٹھک سے دروازہ بند کیا۔

ہائے بی بی جی ڈرا ہی دیا ہے مجھے نوری نے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔بی بی جی میں تو سمجھی تھی کہ آپ اوپر ہی بیٹھ کر اکیلی ہی فراز کی کتاب پڑھنے لگی ہیں میں بھی آپ کے پیچھے ہی آنے والی تھی ۔نوری صبیحہ کی نم آنکھیں دیکھ کر ٹھٹک سی گئی اور بی بی جی کیا ہوا ۔نوری نے دھیمے لہجے میں پوچھا کہیں آپ ڈر تو نہیں گئی ہیں سٹڈی روم کی لائٹ آف کر کے آئی تھی صبیحہ نے اور اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا۔

بی بی جی مت روئیں مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کو اکیلے ہی اوپر جانے دیا بی بی جی اتنی تو بڑی حویلی ہے ڈرنا تو تھا ہی آپ نے میں تو خود ہی ڈر جاتی ہوں اکثر۔بی بی جی مت روئیں چپ ہو جائیں آئندہ کبھی ایسے نہیں کروں گی نوری جلدی سے بیڈ سے اتر کر نیچے بیٹھ گئی تھی۔

تم تو اوپر بیٹھو اتنی سردی میں نیچے بیٹھ گئی ہو چلو شاباش اٹھو اور میں اندھیرے سے نہیں بلکہ اپنے تابناک مستقبل کہ تاریک ہونے کے خوف سے ڈری ہوں نوری پاپا ساحل کو مجھ سے چھین رہے ہیں ساحل صحیح کہتا ہے کہ تمہارے پاپا ہمیں کبھی نہیں ملنے دیں گے نوری پاپا میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں میں نے کیا بگاڑا ہے پاپا کا صبیحہ بلک بلک کر رو رہی تھی نوری میں ساحل کے بغیر زندگی گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتی ہوں یار جب بھی پاپا ساحل کے خلاف بات کرتے ہیں ناں تو مجھے بھی بہت برا لگتا ہے تھا لیکن آج تو پاپا نے حد ہی کر دی ہے اگر پاپا نے میری سعادت مندی کا ناجائز فائدہ اٹھایا تو میں بھی پاپا کی کوئی بات نہیں مانوں گی۔ اگر ساحل نہیں تو کوئی بھی نہیں ہے میں نے ساحل کے سوا کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھتی ہوں میں نے پاپا کو دوٹوک لفظوں میں کہہ دینا ہے کہ میں ساحل سے پیار کرتی ہوں اور اسی سے شادی کروں گی صبیحہ کا لہجہ حتمی تھا۔

نہیں بی بی جی ایسا مت کیجئے گا آپ کے پاپا اس طرح تو آپ کو ساحل کو بھی جان سے مار دیں گے

اللہ نہ کرے ساحل کو کچھ ہو۔

بی بی جی آپ اپنے بھائی کو پہلے اعتماد میں لیں اور ان سے بات کریں وہ بھلا کر سکتا ہے نوری۔بی بی جی شیری صاحب لڑکے ہیں ان کی بات کا بڑے صاحب غصہ نہیں کریں گے اور انکار کرنا بھی مشکل ہو گا کیوں کہ وہ اس گھر کا اکلوتا وارث ہے اور آپ کے پاپا اس کو نہ تو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی ایسا سوچ سکتے ہیں اس طرح ہی ساحل پہ شک کریں ہے کہ ساحل اور آپ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اگر آپ کے پاپا کو پتا چل گیا تو کہ آپ دونوں ایکدوسرے کو چاہتے ہیں تو وہ اپنی انا کا مسئلہ بنا لیں گے اور کبھی بھی اس رشتے کو تسلیم نہیں کریں گے۔اماں کہتی ہیں کہ اس حویلی والوں کی عورتوں کے لیے اصول بہت سخت ہیں یہاں تمام فیصلے مردوں کے چلتے ہیں پتہ نہیں آپ کو کہ آپ کے خاندان والوں نے کتنا برا بنایا تھا جب آپ کے پاپا نے آپ کو کالج میں ایڈمیشن

لے کر دیا تھا جب کہ باقی خاندان کی لڑکیاں تو ساری انڈر میٹرک ہیں اور آپ کو اجازت شیری صاحب نے لے کر دی تھی آپ کے پاپا شیری کی ہر بات مانتے ہیں دیکھئے گا اب بھی شیری کی بات ٹال نہیں سکیں گے اصل میں بڑے صاحب جانتے ہیں کہ شیری بہت ضدی اور غصے والا ہے اور اگر وہ شیری کو انکار کریں گے تو انہیں ڈر ہو گا کہ کہیں ان کا بیٹا ان کے سامنے ہی نہ کھڑا ہو جائے۔ شیری صاحب کو بڑے صاحب کے اکثر و بیشتر فیصلوں پہ اختلاف رہتا ہے جس کی وجہ سے شیری صاحب پیچھے ہٹ رہتے ہیں بڑے صاحب سے آپ اپنا پیار پانے کے لیے اپنے بھائی مہرے کے طور پر استعمال کریں یہی ایک راستہ ہے میرے خیال سے جو آپ منزل تک پہنچا سکتا ہے ورنہ بڑے صاحب کسی صورت بھی نہیں مانیں گے یا تو خاندان کی دوسری لڑکیوں کی طرح غلط فیصلوں کی بھینٹ چڑھ جاؤ گی اور یا پھر ریت بدل دو تا کہ اس خاندان کی دوسری لڑکیوں کی بھی سنی جائے

تم کہنا چاہ رہی ہو کہ میں بغاوت کروں۔

ہاں ساحل بھی کہتا ہے کہ بندے کو اس طرح ہونا چاہئے کہ وہ کرے جو آسانیاں دوسرے کے لیے ہوں یعنی میں قدم اٹھاؤں رستہ دوسروں کو ملے۔ میں کل ہی شیری سے بات کروں گی تاکہ جب ساحل اور میرا رزلٹ آؤٹ ہو گا تمام فلرٹیں بھی تب تک آؤٹ ہو جائیں گی اور آنٹی جب میرا ساحل کے لیے ہاتھ مانگنے آئیں تو پاپا آسانی سے مان جائیں۔

جی بی بی جی اللہ کرے ایسا ہی ہو جائے۔ چلیں اب مجھے فراز کی شاعری سنائیں۔

نہیں اب موڈ نہیں ہے اب صرف مجھے سوچنے دو کہ راستہ کیسے صاف کرنا ہے۔

تم کیا ساحل کو پسند کرتی ہو۔

ہاں شیری ساحل مجھے اچھا لگتا ہے پلیز تم پاپا سے بات کرنا وہ ہمیشہ کی طرح ہی اب بھی تمہاری بات نہیں ٹالیں گے لیکن صبیحہ اگر پاپا نہ مانے تو شیری نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا نہیں بھائی جیسے بھی ہو آپ کریں پاپا کو منانا چاہئے اس لیے کہ کچھ بھی آپ کرنا پڑے بس مجھے انکار نہیں سننا جیسے بھی ہو پاپا کو منانا چاہئے اور آپ یہ کر سکتے ہیں مجھے آپ پہ پورا بھروسہ ہے۔

او کے بابا تجھے ہاں میں ہی جواب دوں گا میرا وعدہ ہے تم سے میں پوری کوشش کروں گا پاپا کو منا لوں گا انشاء اللہ اور ٹینشن نہ لو سب ٹھیک ہو جائے گا شیری کے کال بیل پہ رباب کی کال آ رہی تھی شیری صبیحہ کو دیکھ کر مسکرایا اور کال ریسیو کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا یہ یار باب کو لانگ کرتا ہے صبیحہ یہ سوچ کر ہنس پڑی کہ باپ اتنا مغرور ہے کہ غریبوں سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا اور موصوف چلے ماموں زاد کزن سے عشق لڑانے۔ پاپا ساحل کے لیے نہیں مان رہے حالانکہ ساحل ٹھیک ٹھاک گھرانے سے تعلق رکھتا ہے پڑھا لکھا ہے شریف ہے لیکن پاپا کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تو رباب کو کیسے اپنی بہو تسلیم کریں گے جبھی تو میں کہوں کہ شیری اتنا اچھا نہیں کہ فوراً میری بات مان جاتا۔

ہوں۔۔ تو اب سمجھی کہ موصوف اپنے لیے راستہ صاف کر رہے ہیں خوب جمے گی جب مل بیٹھیں گے دیوانے دو خالہ زاد اور ماموں زاد۔ پاپا کے دماغ کی تو کھڑکیاں کھل جائیں گی جب

دونوں بہن بھائیوں کی سوچ جان کر چلو ہم لوگوں کی لائف ہے ہم نے ہی گزرنی ہے پاپا کو بھلا کیا اعتراض ہوگا شاید مان ہی جائیں میری اکیلی کی بات ہوتی تو شاید انکار کر دیتے مگر اب درمیان میں اپنا اکلوتا چشم و چراغ بھی آگیا ہے دیکھتے ہیں رنگی کے رنگ کیا ہوتا ہے دیکھتے ہیں کہ ہوا کس رخ چلتی ہے اگر وہ ضدی ہیں تو ہماری رگوں میں بھی انکا ہی خون ہے ہم لوگ بھی اتنی جلدی ہار ماننے والے نہیں صبیحہ کافی دیر شیری کے کمرے میں بیٹھ کے سوچتی رہی۔

صبیحہ اس دن کے بعد روز اپنے بھائی سے پوچھتی کہ بھئی پاپا سے بات نہیں کی آگے سے جواب ملتا آج کروں گا بات آج کروں گا۔

آخر وہ دن بھی آہی گیا تھا۔ جب دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کے سامنے روبرو کھڑے تھے بیٹا یہ ناممکن ہے یہ نہیں ہوسکتا ہے۔

پاپا بٹ وائے کیوں نہیں ہوسکتا یہ کیا برائی ہے اس ساحل میں پڑھا لکھا ہے زمین جائیداد ہے اور کیا چاہیے آپ کو۔

شیری میں نے تجھے کہہ دیا ہے ناں کہ یہ نہیں ہوسکتا تو پھر کیوں بحث کر رہے ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے مجھے غصہ آرہا ہے۔

بابا غصہ والی اس میں کیا بات ہے۔ بغیر کسی جواز کے آپ انکار کر رہے ہیں۔

تمہیں یہ پٹیاں کس نے پڑھائی ہیں تمہاری ماں نے بھیجا ہوگا بہت اچھی تربیت کر رہی ہے تم لوگوں کی مجھے یہی امید تھی تم لوگ سے

پلیز پاپا مما پہ بلیم مت دیں انہوں نے تو مجھ سے بات بھی نہیں کی اس موضوع پر۔

تو پھر تمہیں کیا سوجھی آج یہ ایشو لے کر میرے سامنے آگئے۔

بس ایسے ہی ذہن میں آیا کہ صبیحہ کی تعلیم تو مکمل ہو چکی ہے اب جتنی کسی کے ساتھ تو اس کی شادی کرنی ہی ہے تو پھر ساحل ہی کیوں نہیں اچھا دیکھا بھالا لڑکا ہے

اب تو مجھے برے اچھے کی بھی تمیز بتائے گا اگر تجھے اپنی بہن کی فکر ہو رہی ہے تو میں بھائی صاحب نے کئی بار مجھ سے تہیل اور صبیحہ کے رشتے کی بات کی ہے تو میں آج ہی انہیں کہہ دیتا ہوں وہ آجائے اور صبیحہ کے رشتے کی بات طے کر دیں۔

پاپا آپ کیا کہہ رہے ہیں تہیل اور صبیحہ کا بھلا کیا جوڑ ہے وہ جاہل اور صبیحہ پڑھی لکھی ایجوکیٹڈ ہے اس کے ساتھ کیسے زندگی گزر سکتی ہے میرا نہیں خیال کہ صبیحہ مانے گی صبیحہ سے ہی پوچھ لیتے ہیں تو وہ اپنی رائے ضرور دے گی ناں۔

کیا مطلب ہے آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کی طرح ہم عورتوں پہ اپنی دھونس جمائیں آپ کے نزدیک صبیحہ کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں۔ پاپا میں یہ نہیں ہونے دوں گا اور تم کیوں نہیں ہونے دوگے۔ خاندانی رسم و رواج کو تم توڑ دو گے خاندان کی دوسری لڑکیاں کیا ماں باپ کے فیصلے کے آگے بولی ہیں جو صبیحہ بولے گی خاندان کی دوسری لڑکیوں جیسی نہیں ہے میری بہن ہم دونوں جڑواں ہیں شاید خدا نے مجھے بھیجا ہے اپنی بہن کی رہنمائی کے لیے بابا جب خدا ہم دونوں کو بلند اور کمتر کا درجہ نہیں دے رہا جب اس کی نظر میں ہم دونوں کے حقوق برابر ہیں تو پھر آپ کیوں ناانصافی کر رہے ہیں اس کے ساتھ

اگر میری فرمائش پوری کر سکتے ہیں تو اس کی کیوں نہیں اور آپ دوسرے بھائیوں کی طرح ان پڑھ تو نہیں ہیں جو ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

بابا جب آپ نے اپنی بیٹی کو مغاوت کر کے پڑھایا لکھایا ہے خاندانی رسموں کی بجائے بچوں کی خوشی کو ترجیح دی ہے اور آج تو ایسا کیوں کیا بابا آپ تو میرے آئیڈیل ہیں میں نے جب بھی آپ کی غلط رائے سے اختلاف کیا آپ نے میری رائے کو اہمیت دی مجھے حوصلہ دیا پھر آج آپ ساحل کے معاملے پہ اتنی ضد اور انا کیوں دکھا رہے ہیں۔

بیٹا اچھا لڑکا نہیں ہے

بابا کیوں کیا خرابی ہے اس میں آخر مجھے بھی تو پتہ چلے کہ آپ کیوں اسے اچھا نہیں سمجھتے۔ صرف کوئی ایک برائی اس کی بتا دیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ساحل کا بھی دوبارہ اس گھر میں نام بھی نہیں لوں گا

بیٹا تم کیوں نہیں سمجھ رہے ہو کچھ باتوں کا چھپا رہنے میں ہی ہماری بھلائی ہوتی ہے بیٹا اور ہر خاموشی کی وجہ نہیں بتائی جاتی تم ابھی بچے ہو وقت آنے پر اگر ضرورت پڑی تو سب بتا دوں گا

بابا میں بچہ نہیں ہوں اکیس سال کا ہو گیا ہوں اور اس کا مطلب ہے کہ کوئی بات ہے آپ ایسے نہیں انکار کر رہے۔ پلیز پاپا مجھے بھی تو کوئی سولڈ ریژن بتائیں ناں تا کہ میں بھی چپ کر جاؤں۔

بیٹا ضد نہ کرو میں اگر پیار سب سے زیادہ تم سے کرتا ہوں تو غصہ بھی تم پہ ہی آئے گا

یہ بات تم مت بھولو کہ بابا اگر آپ نہیں کچھ بتا رہے تو نہ بتائیں میں نے ساحل اور آنٹی کو فون کر دیا ہے کہ وہ ہمارے گھر آ جائیں اور وہ آنے ہی والے ہوں گے اگر آپ کچھ نہ بتائیں گے تو میں اپنی طرف سے صبیحہ کا اور ساحل کا رشتہ طے کر دوں گا یہ بات شیری کے منہ سے نکلنا ہی تھی کہ دوسرے ہی لمحے زوردار طمانچہ شیری کے گال کو سرخ کر گیا۔

ملک صاحب یہ کیا کیا آپ نے شیری کی ماں جلدی سے اپنے کمرے سے آئی اور شیری کو اپنے سینے سے لگا لیا شیری کی آنکھیں غصے سے انگارے برسا رہی تھی وجاہت صاحب کو خود بھی یقین نہیں ہو رہا تھا کہ انہوں نے شیری پہ ہاتھ اٹھایا تھا۔

یہی چاہتی تھی ناں تم آج میرے سامنے میرے ہی بیٹے کو لا کر کھڑا کر دیا ہے لے لیا ناں اپنی زیادتیوں کا انتقام۔ صبیحہ اور نوری بھی دبے پاؤں سیڑھیوں میں آ کھڑی ہوئی تا کہ آسانی سے بات سن سکیں بہت تکلیف ہوتی تھی نہ تمہیں جب میں تمہیں تمہاری بہن سے میل جول سے روکتا تھا اور تب سے اب تک میرے خلاف حسد اور انا ہی دل میں پالتی رہی بچوں کو بھی میرے خلاف کھڑا کر دیا ہے بہت ظالم باپ ثابت ہوتا ہوں ناں۔ میں بہت مغرور انا پرست یہی امیج تم سب لوگوں نے میرے بارے میں اپنے دل میں بنا رکھا ہے ناں مجھے بجائے اس کے کہ ظالم انا پرست مغرور سمجھنے کہ کبھی یہ بھی سوچا کہ میں ایسا کیوں کرتا ہوں جب سب تمہارے رشتے داروں سے خوش اخلاقی سے ملتا ہوں صرف ساحل ہی سے کیوں مجھے الرجی ہے کیوں چڑ کھاتا ہوں اس سے میرا اس کا مقابلہ ہی کیا ہے میں چاہ کہ بھی اچھا باپ نہیں ثابت ہو سکا میں نے بہت کوشش کی یہ

راز میں تم لوگوں کو بھی نہ بتاؤں لیکن تم لوگوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ شیری مجھے آج اگر تیری نفرت کا ڈر نہ ہوتا تو شاید میں یہ راز تمہیں مرتے دم تک بھی نہ بتاتا آج بہن کے میرے سامنے آ کھڑا ہوا ہے ناں اس میں بھی شاید میری ہی غلطی ہے یہ میرے بے جا لاڈ پیار کا نتیجہ ہے جو تم اتنے خودسر ہو گئے ہو میں نہیں چاہتا کہ تم میرے بارے میں غلط فہمی دل میں پال رکھو کہ میرا باپ ایک انا پرست مغرور اور ظالم قسم کا آدمی ہے بہت محبت کرتے ہو ناں اپنی بہن سے۔ میں بھی اسے ہی اپنی بہن سے محبت کرتا تھا بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ محبت کرتا تھا ہر بات وہ مجھ سے شیئر کرتی تھی تمہاری طرح میں بھی چھوٹا ہونے کی وجہ سے بہت ضدی اور لاڈلا تھا بڑے دونوں بھائی اور بہن کو تو ابو نے زیادہ نہ پڑھایا اور لکھایا لیکن صبیحہ تیری پھوپھو جس کا نام میں نے صبیحہ رکھا تھا وہ میرے ساتھ پڑھتی تھی ابا نے مجھے کالج جانے کی اجازت دے دی مگر صبیحہ کو اجازت نہیں دی میں نے صبیحہ کا شوق دیکھ کر ابا جان سے بات کی کہ وہ صبیحہ کو آگے پڑھنے دیں میں نے ضد کرکے لڑائی جھگڑا کے ساتھ جیسے تیسے میں نے صبیحہ کو کالج جانے کی اجازت لے دی اور لیکن ابا نے اس شرط پر اجازت دی کہ میں صبیحہ کو پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری خود اٹھاؤں گا اگر بھی مجھے دیر ہو جاتی تو صبیحہ چھٹی کے بعد میرا انتظار کرتی رہتی۔ وہ بہت خوش تھی یہاں تک میرے لیٹ ہو جانے پہ اسے پرابلم کا بھی سامنا کرنا پڑتا تھا کیوں کہ اس وقت چھٹی کے بعد کالج کا گیٹ فوراً بند ہو جاتا تھا اور اس کو باہر سڑک پر میرا ویٹ کرنا پڑتا تھا لیکن پھر بھی کبھی اس ڈر سے گھر آ کر کچھ نہ میرے بارے میں بتاتی کہ کہیں ابا جان اس کا کالج جانا نہ چھڑوا دیں کچھ عرصہ گزرا تو اس نے مجھ سے کہنا شروع کر دیا کہ بھائی جلدی آیا کریں آخری کلاس مس کر دیا کریں مجھے بہت ڈر لگتا ہے یہاں اکیلے کھڑے ہوتے ہوئے لڑکے یہاں عجیب غریب نظروں سے مجھے گھورتے ہیں مجھ کو میں نا چاہتے ہوئے بھی لیٹ ہو جاتا تھا۔

آہستہ آہستہ یہ مسئلہ سنگین صورت اختیار کر دیا صبیحہ اب کبھی کبھی سی گم سم سی رہنے لگی شاید اس کے دل میں اب اکثر کالج سے بھی چھٹیاں کرنے لگی تھی میں نے اس سے بات کا کوئی خاص نوٹس نہ لیا اسی طرح ہی ہمارا ایک سال گزر گیا جب سیکنڈ ائیر میں تو میری ٹائمنگ چینج ہو گئی اب میں زیادہ سے زیادہ پانچ یا دس منٹ لیٹ ہوتا تھا صبیحہ پھر نارمل ہو گئی میں اکثر اوقات وہاں ایک لڑکے کو کھڑے پاتا وہ بہت اوباش قسم کا لڑکا لگتا تھا ایک دو دفعہ تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ صبیحہ کو تنگ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ مجھے آتا ہوا دیکھ کر جیسے بھاگ جاتا تھا میں نے صبیحہ سے پوچھا لیکن وہ یہ کہہ کر ٹال جاتی نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے جس کے ساتھ آپ جیسے بھائی ہوں بھلا اس کو کوئی میلی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے یا دیکھنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ وقت گزرتا گیا اور ہماری وہی روٹین رہی ابا بھی مطمئن تھے انہیں کوئی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا صبیحہ نے بھی ان کی عزت کا بہت پاس رکھا میری طرف سے بھی وہ مطمئن تھے کہ میں بھی اپنی ذمہ داری بخوبی نبھا رہا ہوں۔

ایک دن بدقسمتی سے میں لیٹ ہو گیا جب صبیحہ کے کالج کے پاس آیا تو وہاں منظر ہی اور تھا

رنجش ہی سہی۔

دو تین لڑکے صبیحہ کے پاس کھڑے تھے ایک لڑکا زبردستی صبیحہ کی کلائی پکڑے ہوئے تھا صبیحہ اس سے اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی میری نظر جب ان لڑکوں پر پڑی تو میرا تو خون ہی کھول اٹھا ان کو دیکھ کر میں نے تیزی سے بائیک ان کی ٹانگوں میں دے ماری اور آتے ہی میں نے اس کا گریبان پکڑ لیا میری آنکھوں میں خون اتر آیا تھا میں نے اس لڑکے کو خوب مارا خوب پھینٹی لگائی باقی دونوں لڑکے مجھے دیکھ کر بھاگ گئے تھے۔ مجھے صبیحہ پر بھی غصہ آیا تھا جانے کیوں مجھے اس پہ بھی شدید غصہ آ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے میں زمین میں دھنستا چلا جا رہا ہوں کہ میری بہن یوں سڑک پہ بے یار و مددگار کھڑی تھی میری بہن کا ہاتھ کسی لڑکے نے پکڑ رکھا تھا میرا دل کیا میں صبیحہ کو ہی جان سے مار دوں میں نے صبیحہ سے کہا وہ آج کے بعد کالج نہیں جائے گی بس بہت ہو گئی پڑھائی لیکن صبیحہ نے میری بہت منتیں کی کہ بھائی بس ایک سال کمپلیٹ ہو جائے پلیز یوں درمیان میں آ کر میرا اسٹڈی نہ چھوڑو میں ایف ایس سی کے بعد کالج چھوڑ دوں گی جیسے بھی ہو ایف ایس سی کرنے دو تھوڑی جلدی آنے کی کوشش کیا کرو اب صرف چار پانچ مہینوں کی تو بات ہے پھر ایگزام کے بعد سٹڈی چھوڑ دوں گی میں نے صبیحہ کی بات مان لی۔ اب میں صبیحہ کی چھٹی سے بھی پانچ منٹ پہلے آ جاتا تھا اب صبیحہ کی ویٹنگ کرنے سے بھی جان چھوٹ گئی۔

ایک دن پھر یوں ہوا میں صبیحہ کو لینے آ رہا تھا کہ کچھ لڑکوں نے مجھے گھیر لیا اور مجھے خوب مار مار پیٹ کر سڑک پر چھوڑ گئے میری حالت بہت بگڑی ہوئی تھی منہ ناک سے خون بہہ رہا تھا انہوں نے اتنی بری طرح مارا تھا کہ میرے میں اٹھنے کی بھی ہمت نہ تھی ہوئی ہمدرد مجھے کلینک لے گیا پٹیاں وغیرہ کروا دیں میں نے اسی ہمدرد کو کہا کہ مجھے کالج اپنی بہن کو لینے جانا تھا پلیز آپ میری مدد کر دیں بائیک چلا دیں کہ کالج تک آ جائیں وہ میرے ساتھ کالج تک آ گیا لیکن وہاں صبیحہ کو نہ پا کر میرے تو حواس ہی کھو گئے تھے اس ہمدرد نے کہا حوصلہ رکھو یار ہو سکتا ہے کہ وہ گھر چلی گئی ہو گی۔ لیکن بھائی وہ تو کبھی اکیلی نہیں گئی خدا خیر کرے میں اپنے گھر آ گیا۔

ابو نے میری حالت دیکھی تو فوراً ہی صبیحہ کا سوال کر دیا وجاہت صبیحہ کہاں ہے۔ وہ شاید سمجھ گئے تھے کہ صبیحہ کی وجہ سے کسی سے لڑائی ہوئی ہے ابا صبیحہ گھر نہیں آئی۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں تھے تم ابا میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا میں جب کالج پہنچا تو وہاں پر صبیحہ نہیں تھی میں سمجھا میرا انتظار کر کے گھر چلی گئی ہو گی۔

اس دن سے ڈرتا تھا کیا منہ دکھاؤں گا لوگوں کو اگر صبیحہ نہ ملی تو اور شام ہونے سے پہلے اسے ڈھونڈنے کے لئے ہم تینوں بھائی گھر سے نکل پڑے تھانے میں بھی ایف آئی آر درج کروائی بہت ڈھونڈا مگر نہ ملی اگلے دن صبیحہ اجڑی ہوئی حالت میں حویلی میں داخل ہوئی ہم سب اس سے پوچھتے رہے کہ وہ کہاں تھی وہ کون تھا جو اسے لے گیا تھا لیکن وہ زبان پر قفل لگائے بیٹھی رہی بابا مجھے نفرت بھری نظروں سے دیکھتے تھے ان کے خیال میں میں صبیحہ کی بربادی کا ذمہ دار تھا صبیحہ کی نظروں میں میں ہی مجرم تھا اس کی بربادی کا اسے لگا کہ شاید میں جان بوجھ کر اس دن لیٹ ہو گیا تھا

ہم سب آنٹی کے مرنے کی خبر سن کر ان کے گھر گئے ساحل سے ملاقات ہوئی لیکن ساحل کوئی بات نہیں کرتا تھا رات ہم لوگوں نے ادھر ہی گزری اور جب سب سو گئے تو میں باہر صحن میں آ کر بیٹھ گئی دسمبر کی رات تھی یہ دسمبر میرے لیے اچھا ثابت نہیں ہوتا تھا ساحل نے بھی دسمبر میں ساتھ چھوڑ دیا تھا اور اس بار دسمبر نے میرے ساحل کو بھی تنہا کر دیا تھا۔ میں چادر میں لپٹی باہر صحن میں بیٹھی تھی کہ کچھ دیر بعد ساحل بھی میرے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

صبی سردی نہیں لگ رہی اندر کمرے میں چلی جاؤ۔

ہاں میں! اچانک ساحل کی آمد پہ چونک سی گئی تھی۔ ساحل تم۔ ساحل تم نے اپنی جینز کی جیکٹ اتار کے میرے کندھوں پہ ڈال دی میں نے جیکٹ ساحل کو واپس کر دی۔

ساحل غموں کی اتنی تپش ہے کہ یہ معمولی سی ٹھنڈ ٹھنڈ نہیں لگتی۔ ساحل کیا ہم مل نہیں سکتے صبی نے مغموم لہجے میں کہا۔

صبی میری جان میں تم سے بھی زیادہ اذیت میں ہوں میں تو تنہائی کا عادی ہی نہیں ہوں لیکن یہ تنہائی اب میرا مقدر بن چکی ہے صبی میں نے ڈیڈی کو اپنا آئیڈیل بنایا تھا مما نے ان کا اور ہی امیج میرے سامنے بنایا ہوا تھا صبی آئیڈیلز کا بت ٹوٹ گیا ہے پاپا نے میرا دل نہیں میرا مان بھی توڑا ہے کاش وہ زندہ ہوتے میں ان سے لڑ جھگڑ لیتا ان کے سامنے چیختا چلاتا اپنے دل کی بھڑاس نکالتا لیکن اب تو میں ان کے بارے میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔ صبی میرے پاپا نے مجھے بہت اذیت پہنچائی ہے میں اب بھی شادی نہیں کروں گا میں نہیں چاہتا میری طرح یہ طعنہ کسی اور کو بھی سننا پڑے کہ اس کا فلاں ایسا تھا ساحل تم خود کو اذیت کیوں دے رہے ہو شاید ایسا کرنے سے میرے باپ کی غلطی کا کفارہ ادا ہو جائے صبی جان کیا صرف پا لینے کا نام ہی محبت ہے میں اپنا ایک مقام بنانا چاہتا ہوں مجھے اپنے ساتھ اپنے باپ کی پہچان کی ضرورت نہیں ہے میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں اب یہاں نہیں رہوں گا میں انگلینڈ چلا جاؤں گا اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے اور ساحل میں کیا کروں گی مجھے کس جرم کی سزا دے رہے ہو تم میرے ساتھ حق تلفی کر رہے میں نے تو صرف تجھے ہی چاہا ہے تجھے ہی دعاؤں میں مانگا ہے مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔

تم۔

صبی میں اوروں کی طرح تمہیں یہ تو نہیں کہوں گا کہ تم شادی کروا لینا کیوں کہ تم میری ہو صرف میری ہو جب تک ہم دونوں کے دل میں ایک دوسرے کے لیے محبت رہے گی تب تک ہم ایک ہیں دیکھتے ہیں کہ کب تک ہم ایک دوسرے کا انتظار کر سکتے ہیں اور ہاں جس دن تمہیں لگے کہ اب تمہارے دل میں میرے لیے محبت کی کوئی کسک نہیں رہی تو تم آزاد ہو اگر کوئی مجھ سے اچھا مل گیا تو۔ ساحل کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔

ساحل بولو اب کیا تو۔

صبیحہ میں نہیں کہہ سکتا کہ تم کسی اور کی۔

ساحل نے بات ادھوری چھوڑ دی

اور یہ جیکٹ رکھ لو کبھی لمبی راتوں میں خود کو تنہا محسوس کرو تو اسے پہن لیا کرنا تنہائی کا احساس ختم ہو جائے گا۔

ساحل اگر تمہارے قدم مجھ سے پہلے ہی

ڈگمگا گئے تم کسی اور کے ہو گئے تو پھر اس صورت میں میں کیا کروں گی۔

میرے قدم صبیحہ میرے قدموں میں باپ نے بیڑیاں ہی تو ڈال دی ہیں کہ یہ قدم زخموں سے چور تو ہو سکتے ہیں مجھ تک یہ بیڑیاں میرے پاؤں جب تک یہ بیڑیاں میرے پاؤں کو زخموں سے چور کردیں اور جب تک میرے قدموں میں اتنی سکت ہی نہیں رہی کہ یہ زندگی میں قدم آگے بڑھا سکیں دیکھ لینا ساحل اتنے بڑے دعوے نہ کرو ہاں میں دعویٰ نہیں کر رہا فرض کرو کہ میں بدل گیا تو تم کیا اپنے دل میں میری محبت ختم کردو گی یہ تو سودا بازی ہو گی۔ وفا کے بدلے وفا میرا فعل میرے ساتھ تمہارا فعل تمہارے ساتھ میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب تم میری محبت سے رہائی حاصل کر لو تو تمہیں میری طرف سے کوئی پابندی نہیں دیکھو ملاوٹ مجھے پسند نہیں تم اگر کسی اور کی زندگی میں جانا بھی چاہو تو بالکل پورے sincere ہو کر جانا کشتیاں جلا کر جانا ساحل دوبارہ جیکٹ میرے کندھوں پر پھیلا کر چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔

صبیحہ کورٹ کے باہر اداس سی بیٹھی تھی دسمبر جب بھی آتا تھا یونہی بے چین کر جاتا تھا پرانے غم تازہ ہو جاتے تھے مجھے تو لگتا ہے دسمبر میرے زخموں پہ نمک لگانے آتا ہے صبیحہ تنہائی سے جنگ کر رہی تھی یہ تنہائی تھی کہ جیتی جا رہی تھی اتنے ہجوم میں بھی مجھے تنہا کر جاتی بہت کوشش کرتی رہی تنہائی کو مات دینے کی دنیا کے بہت سے کاموں میں خود کو الجھایا ہوا تھا لیکن پھر بھی تنہا تھی تنہائی کو میں کیسے مات دیتی یاد کو میں دل سے نکال نہیں سکتی تھی۔ ساحل کی یاد کو تو میں کبھی بھی دل سے نکال نہیں پائی پھر میں تنہا کیوں خود کو محسوس کرتی ہوں لوگ تو کہتے ہیں کہ جب یاد آئے تو ان کی تنہائی دور ہو جاتی ہے تو میری تنہائی۔

صبیحہ اپنی دوست کے ساتھ اپنی فیلنگ شیئر کر رہی تھی کہ اس کی دوست نے اسے ٹوک دیا صبیحہ اصل تمہیں ساحل کے ساتھ کی ضرورت ہے تم صرف یادوں کے سہارے زندگی نہیں گزارنا چاہتی۔

یار میں تھک گئی ہوں تیس سال کی ایج میں ساحل سے بالکل رابطہ کٹ گیا تھا اور اب میں پینتیس سال کی ہو گئی ہوں شاید میں واقعی تھک گئی ہوں خیالوں کی زندگی میں رو رہ کر اب

صبیحہ اٹھو صاحب آرہے ہیں دیکھو سارے چینلز کے جرنلسٹ کیسے شہد کی مکھیوں کی طرح اسے چمٹ گئے ہیں آج آخری ہیرنگ تھی لگتا ہے بیرسٹر صاحب نے کیس جیت لیا ہے حالانکہ مخالف حریف بھی بہت بھاری تھے ان کے مقابلے میں بھی بہت مشہور بیرسٹر تھا یہ بیرسٹر صاحب تو راتوں رات میں ہیرو بن گئے ہیں۔

یار دیکھ ماشاءاللہ کیا پرسنیلٹی ہے ہم دونوں جب بیرسٹر کے قریب گئے تو کانوں میں یہی شور گونج رہا تھا سر آپ نے یہ کیس کیسے جیتا جبکہ بڑے بڑے بیرسٹروں نے گھٹنے ٹیک دیئے تھے اور آپ کا کلائنٹ پچھلے چار سالوں سے بیرسٹر بدل بدل کر تھک چکا تھا آپ تو مرد بحران ثابت ہوئے اپنے کلائنٹ کے لیے سر یہ کیسے ہوا آپ نے تو پینترا ہی بدل دیا ہے کیونکہ یہ میری فطرت ہے میں ہر وہ کام کرتا ہوں جو کبھی کسی نے نہ کیا ہو ہارنا میری عادت نہیں اس معاملے میں تو میں اپنی بھی نہیں مانتا ہوں سر بہت بڑی بات کہہ دی ہے آپ

اگر میں جلدی پہنچ جاتا تو اس کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا بہت مہنگا پڑا تھا صبیحہ کا کالج جانا صبیحہ نے خود کو ایک کمرے میں ہی مقفل کر لیا تھا۔ میرے دل میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی لوگوں کو بھی شاید ہی خبر کے بارے میں علم ہو گیا تھا لیکن وہ ہمارے ڈر سے کوئی بات نہیں کرتے تھے میں نے آخر صبیحہ کو بولنے پہ مجبور کر ہی دیا تھا صبیحہ نے مجھے بتایا کہ [illegible] لڑکا اغوا کر کے لے گیا تھا جس نے [illegible]
اس دن اس کی [illegible] کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ ملا پانچ سال کے عرصے میں بہت کچھ بدل گیا ابا جان مجھ سے ناراض اس دنیا سے چلے گئے۔

ابا کی وفات کے بعد صبیحہ بھی کچھ عرصہ بعد ہی وفات پا گئی کہتے ہیں کہ وقت بہت بڑا مرہم ہوتا ہے ہمارے گھر والوں کا بھی زخم کسی حد تک بھر چکا تھا میری شادی کر دی گئی تھی شادی کے بعد جب میں پہلی بار ساحل کے گھر گیا تو میں نے اسے لڑکے کی تصویر دیکھی ساحل کے گھر میں پوچھنے پہ پتا چلا کہ یہ ساحل کا باپ ہے ساحل تب چار سال کا تھا میں نے جب اس لڑکے کی تصویر کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ یہ تو دو سال پہلے کا ایک ایکسیڈنٹ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا میں نے یہ راز دل میں ہی دفن کر لیا کیوں کہ اگر میرے بڑے بھائیوں کو پتہ چلتا تو انہوں نے مجھے تمہاری ماں کو چھوڑنے کا کہنا تھا اور ساحل کو بھی جان سے مار دینا تھا۔ ساحل جب بھی میرے سامنے آتا ہے تو مجھے خود پر کنٹرول نہیں ہوتا مجھے جب یہ خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ کہیں ساحل صبیحہ آپس میں گھل مل نہ جائیں تو میں نے صبیحہ کو ساحل کے گھر جانے سے منع کر دیا اور کئی بار تمہاری ماں کو بھی کہا کہ وہ ساحل سے کہے کہ ہمارے گھر نہ آئے لیکن اس نے ایسا کچھ نہ کیا اور ساحل ویسے ہی ہمارے گھر میں آتا رہا میں پھر بھی ضبط کر گیا۔

صبیحہ اور شیری کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے اور انہوں نے کیوں اپنے باپ کو غلط سمجھا صبیحہ الٹے پاؤں واپس جانے لگی ساحل کو دیکھ کر حیران ہی رہ گئی بھی ساحل نے صبیحہ کی طرف دیکھا [illegible] نے سب سن لیا ہے صبیحہ میں بھی انکل کی جگہ ہوتا تو ایسے ہی کرتا۔

صبیحہ تم کیوں روتی ہو رونا تو مجھے چاہیے جس کے باپ نے اس کا سر جھکا دیا ہے مجھے تو خود سے بھی نفرت ہو گئی ہے میں اس باپ کا بیٹا ہوں صبیحہ میرے باپ نے مجھے تمہارے قابل نہیں چھوڑا اور انکل جی مجھے معاف کر دیں میں آئندہ کبھی یہاں نہیں آؤں گا۔

ساحل اور آنٹی چلے گئے کوئی بات ہی نہیں تھی ہم دونوں جو ایک دوسرے سے کرتے ہمارے گھر میں بھی اس دن کے بعد ساحل یا اس کے گھر والوں میں سے ریلیٹو کوئی بات نہ ہوئی۔ پاپا نے شیری کی شادی رباب سے کر دی اور ان کا رویہ بھی رباب سے ٹھیک تھا۔ مجھ سے شادی کی بات کی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ مجھے ساحل نے اپنے جیسا ہی بنا دیا تھا دنیا والوں سے [illegible] وہ مختلف تھا میں بھی ویسی ہی ہو گئی تھی۔ آنٹی بھی ساحل کی عادت کو جانتی تھی اس نے خود کو اذیت دینے کی ٹھان رکھی تھی کافی عرصہ گزرنے کے بعد ساحل سے ملاقات ہوئی ساحل کسی بھی فنکشن کو اٹینڈ نہیں کرتا تھا صرف تعلیم میں مگن ہو گیا تھا ماں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

نے کہ ہارنا میری عادت نہیں صحافیوں نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی ہاں تو سچ کہہ رہا ہوں کہ ہارنا میری فطرت نہیں۔

صبیحہ نے جب ساحل کو بیرسٹر کے روپ میں دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی تھی ساحل کی نظر ابھی تک صبیحہ کے چہرے پر نہیں پڑی تھی ساحل کے باڈی گارڈ ہاتھوں میں صحافیوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے ساحل کے گزرنے کا راستہ بنا رہے تھے کہ اچانک صبیحہ سامنے آ کھڑی ہوئی۔

ساحل اب ہار جاؤ۔

ساحل نے فوراً گلاسز آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے ساحل نے خمار آلود آنکھوں سے صبیحہ کے چہرے پر نظر ڈالی۔ صبیحہ بالکل بھی نہیں بدلی تھی ساحل بھی بہت خوبصورت لگ رہا تھا کالا کوٹ کچھ زیادہ ہی جچ رہا تھا۔

میڈم صبیحہ آپ ہوش میں تو ہو یہ کیا کہہ رہی ہیں دوسرے صحافی صبیحہ کے سوال پہ بس یاد دیے تھے باڈی گارڈ نے صبیحہ کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کی لیکن ساحل نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔

اسے مت چھوڑو خود ہی پیچھے ہٹ جائے گی۔

ساحل میرے سوال کا جواب دو تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم میرے ہر سوال کا جواب دو گے صبیحہ کی آنکھیں بول رہی تھیں لبوں پہ خاموشی کی مہر لگی ہوئی تھی

صبیحہ تم تھک گئی ہو کیا

ہاں میں تھک گئی ہوں ساحل میں ہار گئی ہوں وہ دونوں بن بولے ہی ایک دوسرے کی بات سمجھ رہے تھے۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ساحل نے اپنا کوٹ صبیحہ کے کندھوں پہ پھیلانا چاہا لیکن میڈیا والوں کی موجودگی میں یہ کرنا نا گزیر تھا فوراً ذہن میں پرانی یادیں تازہ ہو گئیں وہی صبیحہ جو ٹین ایج کی تھی پرانی بات یاد آ گئی۔

ساحل جب تم کورٹ سے کوئی کیس ہار یا جیت کے آؤ گے ناں تو میں باہر تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی چاہے تم جیتنے مرضی نامور لیور بن جاؤ گے لیکن مجھ سے پرومس کرو کہ تم میرے کیے گئے ہر سوال کا جواب دو گے۔

نن یہ تو تب ہو گا ناں جب میں نامور بن جاؤں گا ہر ایک تو تھوڑی صحافی جیرت ہیں۔

ساحل تم بہت مشہور ہو گے انشاء اللہ میری ساری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں مجھے

صبیحہ کا کہا ہوا ایک ایک لفظ یاد تھا میں بھی بھولا ہی کب تھا صبیحہ کو اور یہ صبیحہ کی دعاؤں کا ہی تو نتیجہ تھا جو آج اس مقام پر کھڑا تھا

ساحل اگر تم بھولے نہ ہو تو تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم میرے ہر سوال کا جواب دو گے

ساحل نے بس آہ بھرتے ہوئے سامنے سے مخالف لیور کو دیکھا ساحل کی طرف جب بات نہ بنی تو تمام رپورٹر دوسری جانب نپٹ گئے تھے۔

صبیحہ کی دوست سمجھ چکی تھی کہ وہی ساحل ہے جس کی باتیں صبیحہ کیا کرتی تھی تو صبیحہ کی کمر پہ چٹکی مار کے دوسری جانب چلی گئی۔۔

آہ۔۔ صبی تم آج بھی ویسی ہی لگ رہی ہو بہت ہی سندر صبی میں کچھ نہیں بھولا ہوں صبی مجھے سب یاد ہے میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہیں اپنی گاڑی میں بٹھاؤں گا اور اپنے گھر لے جاؤں گا سکون کرنا تم سوال لیکن دیکھو میں آج ایسا نہیں کر

سکتا ساحل کی خمار آلود آنکھیں صبی کے چہرے پہ جمی ہوئی تھی صبی میں بے وفا نہیں ہوں تیرا ساحل کبھی بے وفا نہیں ہو سکتا نیور صبی نیور سوچنا بھی نہیں کبھی کہ تیرا ساحل بے وفا ہوگا۔ تیرا ساحل یہ لفظ سنا تھا کہ تمام تھکاوٹ گلے شکوے دور ہو گئے تھے صرف اس ایک لفظ سے صبی میرے باپ نے مجھے بہت گرا دیا ہے مجھے چاہئے جتنی بھی شہرت مل جائے لیکن میں کبھی اٹھ نہیں سکتا۔

ساحل تم نے اسے انا کا مسئلہ بنا لیا ہے کیا سب ماں باپ کے فرشتے صفت ہوتے ہیں تم ان کے لیے خود کو کیوں اذیت پہنچا رہے ہو

صبی میں سب جیسا نہیں ہوں میں بھی کئی بار ہارا ہوں لیکن ساحل اس سے پہلے کچھ بولتا کہ صبیحہ بول پڑی

لیکن ساحل تمہاری ای گو۔ ای گو۔ آڑے آجاتی ہے۔

ساحل مسکرا دیا صبی تم جب مجھ سے الجھتی ہو تو قسم سے بہت اچھی لگتی ہو۔

ساحل تم پہلے سے بھی زیادہ پیارے لگ رہے ہو عمران عروج کی طرح ساحل پوچھو گے نہیں عمران عروج کون۔۔ ساحل جو اپنی نگاہیں صبیحہ کہ چہرے پہ جمائے تھا مسکرا کر بولا

نہیں۔ ساحل نے پرسکون لہجے میں بولا

صبی مجھے تم پہ اعتماد نہیں بلکہ اپنے پیار پہ اعتماد ہے میں کسی کو چاہتا ہوں اتنا ہوں کہ وہ کسی اور کا ہو ہی نہیں سکتا

اور نفرت بھی کسی سے اتنی کرتے ہو کہ اپنا آپ بھی بھول جاتے ہو۔

صبی تم ہی تو ہو جو مجھے سمجھ سکتی ہو صبیحہ کیا پا لینے کا نام ہی محبت ہے صبی ہماری محبت امر ہو جائے گی صبی دیکھنا جب تاریخ وفا لکھی جائے گی ناں تو ہم دونوں کا نام بھی ہوگا اس ہسٹری میں۔

اور جناب آپ کا ہسٹری آف کہ بارے میں کیا خیال ہے۔ صبیحہ نے طنزیہ لہجے تیر چلایا تھا تو وفا کا پلڑا بھاری ہوگا۔ ساحل نے اپنا کوٹ صبیحہ کے کندھوں پہ پھیلا دیا تھا۔

ساحل یہ کیا کر رہے ہو اگر رپورٹرز ادھر آ گئے تو کیا جواب دو گے ان کو۔

یہی ہوں گا کہ۔ ہاں گیا آپ کی صبیحہ میڈم کو صبیحہ رکھوا سے تمہیں یہ بھی تنہا نہیں ہونے دے گا مجھے تم پہ فخر ہے میرے سارے زخم بھر گئے ہیں جہاں تقدیر نے اتنا بڑا گھاؤ لگایا تھا جس نے میری تن کو چھلنی کر دیا تھا تقدیر نے میری قسمت میں وفا بھی لکھ دو۔

صبی ہمارے لیے یہ خوشگوار سوچ ہی کافی ہے مجھے کوئی چاہتا ہو ابر نیساں کی پہلی بوندی پاک شفاف محبت ہم بھی لوگوں سے ڈیزرنٹ ہماری محبت بھی لوگ ہمیں پاگل سمجھتے ہوں گے یہ کیسی محبت ہے۔

عمروں پہلاں پیک نے عمروں نے روگ ای ہور صدی وچ آ گئے ای ہور صدی دے لوگ

اس کی طرف دیکھو صبی جو کام اسے کورٹ میں کرنا چاہئے کورٹ کے باہر کر رہا ہے بیسے بحث کر رہا ہے رپورٹرز کے ساتھ۔

اوئے صبی آئی لو یو۔ اپنا خیال رکھنا ساحل اپنی مرسڈیز میں بیٹھ گیا۔ صبیحہ وہاں کھڑی ساحل کی مرسڈیز کو ہوا میں خراٹے بھرتا دیکھ کر بہت خوش ہو رہی تھی۔

آئی لو یو ٹو ساحل۔ صبیحہ کی دوست صبیحہ کے کندھے پہ تھپکی لگائی اور مسکرا دی آنکھ کے

اشارے سے سامنے کھڑی گاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
چلیں میڈم ہم بھی چلیں۔
ہاں چلو صبیحہ نے کوٹ بائیں طرف کلائی پر رکھا اور دونوں دوست گاڑی میں بیٹھ گئیں۔
صبیحہ واقعی ساحل ڈیزور کرتا تھا جو کچھ تم نے اس کے لیے کیا صبیحہ یار تیرا کزن واقعی بہت پیار اسے کتنا چاہتا ہے ناں تمہیں کیسے تمہیں دیکھے جارہا تھا اور کتنا خمار تھا اس کی آنکھوں میں قسم بھی دیکھے تو مان جائے واقعی بھئی آج تو کوئی ایسا ہے۔
صبیحہ اسی کی یادوں میں کھوئی ہوئی تھی صبیحہ کی دوست نے جب صبیحہ کو کھویا ہوا پایا تو مسکرا دی کاش صبیحہ تم دونوں مل جاتے ایک دوسرے کو تمہارا کزن اگر ای جی او کا مسئلہ نہ بناتا سب کے ماں باپ اچھے بھی نہیں ہوتے وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے لیکن اسے اپنی ای جی او بہت عزیز ہے اور انا کی جنگ میں جدائی جیت ہے صبیحہ کی دوسرا اسٹیئرنگ وہیل گھمانے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کررہی تھی۔
یار پلیز ساحل کو کچھ مت کہنا وہ ایسا ہی ہے۔
یار ساحل میں ای جی او نہیں ہے بس اسے اپنے پاپا سے ایسی بات کی توقع نہ تھی بس اس کے باپ کے بارے میں امیج ہی بہت اچھا بنایا تھا ساحل بس آئیڈیلزم کا بت ٹوٹا ہے ناں اس لیے ایسا ہوگیا ہے صبیحہ نے ساحل کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا یار خود سوچو بندہ کسی کو آئیڈیل بنائے اور جب آئیڈیل پرسنیلٹی سے ملے تو وہاں چکر ہی اور ہو تو دل ٹوٹ جاتا ہے ناں۔
بس یار انسان کو جوش جوانی میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس سے ہماری دنیا اور آخرت خراب ہو اور ہماری اب کمنگ نیوں جنریشن کا سر شرم سے جھک جائے یا کہ ہم زندگی کے کسی موڑ پر اتنے بے بس ہو جائیں اور ہمارے سامنے گناہ یا جرم ہو رہا ہوں اور ہم اسے روک بھی نہ سکتے ہیں یا کہ ہمارے گناہوں کی سزا کسی اور کو بھگتنا پڑے تمہیں۔
صبیحہ تمہارے گھر ڈراپ کر دوں یا کہ میرے ساتھ آفس چلوگی۔
نہیں یار گھر ہی ڈراپ کردو۔
صبیحہ واقعی تھک چکی تھی جانے کس جرم کی سزا کاٹ رہی تھی اس جرم کی سزا جو انہوں نے کیا ہی نہ تھا

زندگی میں سے ہیں کیوں اتنے غم ساحل
ہمیں تو اپنی خطا بھی یاد نہیں۔

رشتے کا رنگ

دنیا والوں کا کہنا ہے کہ جب رشتوں پر اعتماد اور موبائل میں بیلنس ختم ہو جاتا ہے تو پھر لوگ گیمز کھیلنا شروع کر دیتے ہیں اس لیے کہتے ہیں کہ جب لوگ موسموں کی طرح موسم لوگوں کی طرح بدلتے ہیں کچھ ان مول رشتے ناتوں کو سچ ساتھ کو خود قریب کرلیں کہ کہیں وقت کی چھلنی سے چھنتے دھوپ چھاؤں جیسے کچھ کچھ خیالات و احساسات ان رشتوں اور ان رشتوں کے رنگوں کو ماند نہ کردیں کیونکہ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ وقت کے ساتھ اگر رشتے بھی بدلنے لگیں تو انسان کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور اپنوں کے بدلنے کا گھاؤ زخم بڑی دیر تک ہرے ہی رہتے ہیں اسی لیے تو دل والے اور عقلمند کہتے ہیں کہ جذبہ چاہے شدید محبت کا ہو یا شدید نفرت کا دونوں ہی ایک

صورتوں میں دل کی دنیا میں قیامت مچا دیتا ہے ہمیں چاہئے کہ گاہے بہ گاہے ان پیارے خوبصورت گلاب جیسے رشتوں کو مضبوط تر کرنے کے لیے اور کچھ نہیں تو کم از کم میل ملاپ کے [illegible] بہانے ہی تلاش کرتے رہنا چاہیے جب بات رشتوں کے رنگوں کی آتی ہے تو میرے رنگ رشتے کا رنگ زمرد سے رشتے کا رنگ کا ذکر نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے اس کا رشتہ کچھ اجلے نکھرے رنگوں سے مزین دل کش صورت و پیار جن کو اپنا کر ملاقات کے رنگ کچھ نکھر جاتے ہیں اور پیار کا یہ رشتہ بے حد جاذب نظر دکھائی دیتا ہے اور ہم دونوں کے پیار کے رنگوں کا امتزاج ایک دلربا سے لباس کی صورت میں آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے

خلیل احمد ملک شیدانی شریف

اسلامی معلومات

حضور ﷺ کی نماز جنازہ کسی نے نہیں پڑھائی حضور ﷺ کی وفات کی خبر سن کر لوگ گروہ در گروہ آ رہے تھے پہلی مردوں نے نماز پڑھی ان کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی ان کے بعد غلاموں نے نماز پڑھنی شروع کر دی کوئی امامت نہ کرتا تھا سیرت اور احادیث شریف کی تعبیر مستند کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے کانہ کعبہ شریف سے پہلے مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا۔

قبلہ بدلنے کا حکم پندرہ شعبان نماز ظہر کی حالت میں دو رکعت کے بعد ہوا۔ قرآن پاک کی سب سے بڑی سورت البقرہ اور سب سے چھوٹی سورت الکوثر ہے لقمان عزیز مصر ذوالقرنین یہ تین اشخاص میں جو پیغمبر نہیں تھے لیکن ان کا ذکر قرآن مجید میں اچھے لفظوں میں آیا ہے۔

اللہ والوں کی باتیں

* اگر کوئی تیری راہ میں کانٹے بچھائے اور تو بھی اس کے بدلے میں کانٹے بچھائے تو پھر دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔
* امیروں اور دولت مندوں کے ساتھ بیٹھنے کی خواہش تو ہر شخص کرتا ہے مگر حقیقی سعادت و مسرت انہی کو ہوتی ہے جن کو مسکینوں اور غریبوں کی ہم نشینی کی آرزو ہوتی ہے۔
* مت کسی کو چاہو، خود اس قابل ہو کہ لوگ تم کو چاہیں۔
* محبت کا تعلق عقل سے زیادہ جذبات سے ہوتا ہے۔
* کسی کی تصدیق نہ کر بلکہ اس کی عادتوں کو اپنا تا کہ لوگ تمہاری تعریف کریں۔
* اس دنیا میں ہم راز بہت مگر راز دان کم ملتے ہیں۔
* جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی چیز کو ترک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا کرتا ہے۔
* جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر کوئی رحم نہیں کرتا۔
* شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔
* اللہ کا خوف ہی سب سے بڑی دانائی ہے۔
* جس بات سے دوسروں کو روکتے ہو وہ خود بھی نہ کرو۔
* تکبر علم اور غصہ عقل کا دشمن ہے۔
* ہنر انسان کا سب سے بڑا دوست ہے۔
* بری صحبت سے تنہائی بہتر اور تنہائی سے علماء کی صحبت بہتر ہے۔
* بدلہ لینے سے معاف کر دینا بہتر ہے۔
* علم ایسا خزانہ ہے جسے کوئی نہیں چرا سکتا۔
* جاہلوں کی صحبت سے پرہیز کرو ایسا نہ ہو کہ تمہیں اپنے جیسا نہ بنا دیں۔
* جو زیادہ پوچھتا ہے وہ زیادہ سیکھتا ہے۔
* انسان کی حقیقی عظمت کا جائزہ اس کے اعمال سے لیا جا سکتا ہے۔

☆... ظفر اقبال کنول - واں بھچراں

جینا صرف میرے لیے

تحریر۔ آتش فائزہ۔

نزہ او بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

قارئین میں پہلی بار آپ کی محفل میں ایک کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں جس کا نام میں نے رکھا ہے۔ جینا ۔۔میرے لیے۔ امید ہے سب پسند آئے گی۔ اور سب قارئین میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا ...مزید لکھنے کی کوشش کروں گی۔۔۔۔ ہاں ماہا میں تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے میں ہمیشہ تمہیں غلط سمجھتی ...یقین شاید میں ہی آئمہ کے بچے میں وہ مخلص نہیں تھی جو اکثر پہلے ہوتی تھی وہ بہت شرمندہ تھی۔ ماہا تم اپنی خوشیاں میری جھولی میں ڈال دی ہیں اور میں اتنی کم ظرف ہوں کہ تمہارا شکریہ بھی ادا نہیں کیا اگر آپ ...۔۔۔ سے تمہاری اور نازیہ کی باتیں نہ سنی ہوتی تو شاید میری آنکھیں کبھی نہ کھلتی۔

... جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام ...بدل دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ...۔ اس کہانی میں کیا ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

...۔ ماہا بی بی کہاں ہو تم کہاں کھو گئی ہیں نازیہ نے ماہا کے بازو سے پکڑ کر ۔ ماہا کسی گہری سوچ میں گم تھی وہ صوفے پر ...کی چھت کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔

ہاں میں۔۔۔ میں۔۔۔ وہ تم کب آئی۔ ماہا ...تے ہوئے بولی۔

جب آپ سوچوں کے سمندر میں ساحل ...رہی تھی اس وقت نازیہ نے چائے کا کپ ...کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

ارے نازیہ نہیں میں تو بس چھوڑیں۔

ماہا بی بی میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ آپ ...چ رہی تھی وہ ہیں ہی اس قابل کہ اُن کے ...سے میں سوچا جائے اگر آپ کی جگہ میں ہوتی تو ...ہی۔

کیا کہا تم نے میں تمہاری جان لے لوں گی اگر تم نے ایسا سوچا بھی تو۔ ماہا نے تمسخرانہ لہجے میں کہا: ویسے وہ ہیں ہی اتنے خوبصورت اور ہینڈسم اور میں ماہا جلدی سے بولی۔

آپ بھی بس ٹھیک ہیں نازیہ کہتے ہوئے جلدی سے کمرے سے باہر چلی گئی۔ ماہا کے ماں باپ ایک ایکسیڈنٹ میں مر گئے تھے اُن کے بعد ماہا کی پرورش اُس کی چچی اور چچا نے کی مگر دو سال بعد چچا بھی ایک بیماری کے باعث موت کے لقمہ حلق میں اتر گئے اُس کے بعد سعدیہ چچی نے ماہا کا بہت خیال رکھا اس کی بہت اچھی پرورش کی اور تعلیم دلوائی اس نے بھی اپنی آئمہ اور ماہا میں کوئی فرق نہیں کیا آئمہ اُن کی اکلوتی اولاد ہونے کے باعث بہت نازنخرے میں پلی بڑھی تھی نازیہ اُن کے گھر میں ملازمہ تھی۔

ماہا کی بہت اچھی دوست بھی تھی۔

گڈ مارننگ رضا۔ آئمہ نے بکھرے ہوئے بالوں کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

گڈ مارننگ نہیں بلکہ اسلام وعلیکم کہتے ہیں رضا نے ٹائی باندھتے ہوئے جواب دیا۔

کہاں جا رہے ہو۔

ہاں آفس جا رہا ہوں۔

اچھا سنو شام میں جلدی آجانا فلم دیکھنے چلیں گے۔

سوری مجھے شام بہت ضروری کام اس لئے میں نہیں جا سکوں گا۔۔ رضا یہ کہہ کر چلا گیا۔

پتہ نہیں سمجھتا کیا ہے خود کو اکڑو۔ آئمہ کا چہرہ غصے سے تپنے لگا۔ اس ماہا کی بچی نے پتہ نہیں کیا جادو کیا ہے اس پہ اس کے ساتھ تو بڑا خوش ہوتا ہے مگر میں جب سامنے آتی ہوں تو رعب دکھانے لگتا ہے چلو کر لو نخرے رضا صاحب شادی تو آپ کی مجھ سے ہی ہوگی ناں۔ آئمہ طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

رضا آئمہ کی خالہ کا بیٹا ہے جو دو ماہ پہلے بزنس کے سلسلے میں آسٹریلیا سے پاکستان آیا تھا اور اب ان کے گھر میں رہتا تھا۔

ارے آئمہ تم یہاں کھڑی ہو۔ ماہا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

کیوں میں یہاں کھڑی نہیں ہو سکتی

نہیں میرا مطلب ہے کہ تم نے ابھی ناشتہ نہیں کیا۔

ماہا بیگم یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے آئمہ نے بڑے تلخ انداز میں اسے گھورتے ہوئے کہا

ماہا اس کی تلخ باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کچن کی طرف جانے لگی تو آئمہ نے آواز دی۔

سنو ماہا ادھر آنا۔ آئمہ اپنے فریبی چہرے پہ ایک بھولی بھالی صورت سجا کر کہنے لگی۔ آئی ایم سوری ماہا اگر تمہیں میری باتیں بری لگی ہیں تو

ارے نہیں تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے کبھی تمہاری بات کا برا نہیں مانا۔

اچھا ماہا تم بیٹھو مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے آئمہ نے ڈائننگ ٹیبل کے قریب پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارے کرتے ہوئے کہا۔

ہاں بولو کیا بات ہے۔ ماہا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ آئمہ ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی اور بڑے پیار کے ساتھ ماہا کی طرف دیکھنے لگی۔

وہ کیا ہے ناں کہ رضا ہمیشہ مجھے اگنور کرتا ہے اور تمہارے ساتھ تو اس کا رویہ۔۔۔ تم سمجھتی ہوناں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔۔ آئمہ نے آنکھیں پھیرتے ہوئے کہا۔

مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا کہ تم کیا کہہ رہی ہو

میرا مطلب ہے کہ رضا تمہاری ہر بات مانتا ہے تو پھر وہ میرے ساتھ ایسا رویہ کیوں رکھتا ہے آئمہ کرسی سے اٹھتے ہوئے ماہا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

آئمہ میں کیا کہہ سکتی ہوں یہ تو تمہیں خود ہی سوچنا چاہیے کہ تم ایسا کرتی ہو جس کی وجہ سے وہ تمہیں مسلسل اگنور کرتا ہے

اور ماہا بیگم کیا تم مجھے یہ سکھاؤ گی کہ مجھے کیا کرنا ہے اپنی اوقات میں رہو۔ آئمہ اپنی فریبی صورت کو زیادہ تر چھپا نہ سکی اور غصے سے چلی گئی۔

ماہا آئمہ کے دروازے کھولتے ہی آواز آئی۔

کیا بات ہے بیٹا آئمہ آ کے صوفے پر بیٹھ گئی کیا ہوا ہے کیوں اتنی تپ رہی ہو۔

کچھ نہیں ماما آپ کہیں جا رہی ہیں کیا۔

ہاں میں شاپنگ کرنے جا رہی ہوں مگر تم اتنی اپ سیٹ کیوں ہو رہی ہو۔

ماما یہ ماہ سمجھتی کیا ہے خود کو۔

کچھ کیا اس نے۔۔۔

نہیں ماما جی اس نے تو کچھ نہیں کیا لیکن یہ رضا ہر وقت ماہ کے نخرے اٹھانے میں لگا رہتا ہے اور مجھے تو وہ لفٹ ہی نہیں کرواتا۔ ماما وہ میرا کزن ہے ماہ کا نہیں۔

ارے وہ تمہیں لفٹ نہیں کرواتا تو اس میں اس بیچاری کا کیا قصور ہے۔ سعدیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پرس اٹھا کر چلی گئی۔ ماما کے جانے کے بعد کتنی دیر تک آمنہ وہاں بیٹھی رہی۔۔ اگر رضا میرا نہیں ہوا تو اس میں اسے کسی اور کا بھی نہیں ہونے دوں گی۔۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی۔

ماہ بیڈ پہ لیٹے بہت رو رہی تھی اور اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات گردش کر رہے تھے۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ ماہ نے آنسو پونچھتے ہوئے اندر آنے کے لیے کہا۔

ارے نازیہ تم آؤ بیٹھو۔

آپ رو رہی ہو۔۔۔ نازیہ نے آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں نہیں بس وہ۔

لاکھ سمجھایا کہ ایسے لوگوں سے بھلائی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں مگر آپ۔۔ لیکن خیر آپ کو رضا صاحب بلا رہے ہیں۔

پلیز تم اس سے جا کر کہہ دو کہ میں سو رہی ہوں۔ نازیہ نے بہانا بناتے ہوئے کہا۔

اپنے حال پر رحم کریں ماہ بی بی۔ نازیہ یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔ رضا لان میں ٹہل رہا تھا نازیہ پر نظر پڑتے ہی بولا۔

ارے نازیہ ماہ نہیں آئی۔

جی نہیں۔

کیوں۔ رضا نے حیرت سے پوچھا۔

کیونکہ وہ رو رہی ہیں اور اپنی قسمت پہ یا پھر شاید اپنے کیے پہ۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ رضا ماہ کے کمرے کی طرف چلا گیا جو کہ دستک دیئے بغیر ہی اندر آ چکا تھا۔ اور ماہ ابھی تک زاروقطار رو رہی تھی اس بات سے لاعلم تھی۔ رضا اس کے کمرے میں اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے دھیمے لہجے میں پکارا۔ رضا کی آواز سن کر وہ چونک گئی اور جلدی سے اٹھ کر آنسو صاف کیے۔

رضا تم۔۔۔ تم کب آئے یہاں۔

تم نہیں آئی تو میں نے سوچا کہ میں ہی چلا جاؤں مگر تم رو کیوں رہی ہو رضا اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

نہیں۔۔ وہ ماما۔۔ پاپا۔۔ کی یاد آ گئی تھی۔

رضا کچھ دیر تک خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ کیوں تمہیں کوئی کام تھا ماہ اپنے بال سمیٹنے لگی۔

ہاں۔ وہ چلو چھوڑو تم پھر کسی دن۔

نہیں نہیں آپ بولو کیا بات ہے۔

اصل میں میرے دوست کی سالگرہ ہے اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر تم میرے ساتھ گفٹ خریدنے چلو تو۔۔

میں مگر میں تو۔

ہاں تم کیوں تمہاری چوائس بہت اچھی ہے

اس لیے چلو اٹھو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ رضا نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے کہا۔

نہیں رضا اپنے ساتھ آئمہ کو لے جاؤ اس کی چوائس بہت اچھی ماما نے اپنے بازو کو چھڑوایا۔

ماما یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ آئمہ تم سے بہت پیار کرتی ہے۔ رضا کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

اور میں۔۔۔میں تو تم سے۔

رضا پلیز میں کسی کی خوشیاں نہیں چھین سکتی تو تمہارا کیا نہیں ہے کہ تمہارے ایسا کرنے سے مجھے میری خوشیاں مل جائیں گی۔

اچھا بابا ٹھیک ہے میں چلتی ہوں تمہارے ساتھ۔ ماما جوتے پہن کر رضا کے ساتھ چلی گئی۔

رضا ایک بات تو بتاؤ تم آئمہ سے کتراتے کیوں ہو۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں بس ویسے ہی رضا کار کی ڈور ان لیتا ہوا بولا۔

چلو ایسی بات نہیں ہے تو پھر آج تم اس سے اچھا سا گفٹ لے کے جاؤ گے اور اسے خود اپنے ہاتھوں سے دو گے۔

میں اسے گفٹ نہیں دے سکتا یہ نہیں ہوگا مجھ سے۔ رضا نے خفگی میں کہا۔

بابا دو... آئمہ ... درمیان آگئی ہے۔ وہ اپنی بات بھی کرلو۔

اچھا بابا سوری۔۔۔ ماما نے ہنستے ہوئے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

ماما آپ کو پتہ ہے آج رضا ماما کو اپنے ساتھ شاپنگ کرنے لے کر گیا ہے۔

تو بیٹا تم بھی چلی جاؤ۔

ماما پلیز بڑائی تو اندر رہنے دو اور آپ نے تو اس کو زیادہ ہی سر پہ چڑھا رکھا ہے۔

نازیہ ایک گلاس پانی لے کر آؤ سعدیہ بیگم نے اونچی آواز لگائی جو کہ ناخن شیپ بنانے میں مصروف تھیں۔

آپ میری بات سن بھی رہی ہیں یا نہیں سعدیہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی اور آئمہ صوفے کے پیچھے کھڑی تھی مگر پھر بھی ماں کے قریب آکے بیٹھ گئی۔

سن رہی ہوں بیٹا۔ آئمہ تم تو بالکل پاگل ہو تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔

بی بی جی کیا لاؤں۔

نہیں ابھی نہیں رضا آجائے پھر سب اکٹھے کھائیں گے۔

جی نازیہ یہ کہہ کر چلی گئی۔

ماما آپ آج رضا سے بات کریں اب مجھ سے یہ ماما زیادہ برداشت نہیں ہوتی۔

ہاں بیٹا ٹینشن نہ لو میں نے کہا نا کہ میں آج بات کروں گی سعدیہ بیگم آئمہ کی باتیں سن کر پریشان ہو گئی تھیں اور وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

کون ہے آ جاؤ تھوڑا سا دروازہ کھلا اندر آ جاؤ جی۔ رضا اندر داخل ہوا۔

ارے رضا تم۔ تم میرے کمرے میں آئمہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی میک اپ کرنے میں مصروف تھی رضا کو دیکھتے ہی کھڑی ہوئی۔ آؤ بیٹھو۔ رضا کافی خاموش ہی رہا اور گفٹ پیک اس کی طرف بڑھا دیا۔

یہ کیا ہے رضا آئمہ بے چینی سے گفٹ دیکھنے لگی ویری نائس کتنی خوبصورت گھڑی ہے رضا یہ تم

میرے بیٹے۔۔۔ مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا۔ آمنہ اتنی خوش تھی کہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ رضا کچھ کہے بغیر ہی جھکی ہوئی نظروں سے باہر چلا گیا مگر آمنہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

ماما بی بی اب خوش ہو تم رضا نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

ہاں اب میں بہت خوش ہوں ویری گڈ۔ ماما رضا کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے دیکھے جا رہی تھی۔ یوں ہی مسکرا تی رہا کرو بہت اچھی لگتی ہو رضا ماما کی گالوں پہ چٹکی لیتے ہوئے بولا۔

کتنے اچھے لگتے ہیں آپ دونوں ایک ساتھ

نازیہ مسکراتی ہوئی بولی مگر۔ چہ۔ چہ۔

نظر نہ لگے۔۔ نازیہ نے کہا۔

چلو میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تم دونوں کی جوڑی کو ہمیشہ سلامت رکھے۔

آمین۔۔ رضا نے موبائل اندر جیب میں رکھا اور چلا۔ ماما پیچھے سے چلنے لگی نازیہ کی آواز سن کر حیران ہوتی ہوئی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

نازیہ تم کب آئی۔

میں جب آپ دونوں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

اچھا تو اس کا مطلب ہے کہ تم ہماری باتیں سن رہی تھی۔ ماما نے نازیہ کو کان سے پکڑا۔

نہیں باتیں تو نہیں سنی مگر۔۔۔

مگر کیا میری تو میں نازیہ اپنا کان چھڑا کر بھاگ گئی نازیہ ان دونوں کو مسکراتے دیکھ کر دل ہی دل میں بہت خوش ہو رہی تھی۔

سب لاؤنج میں اکٹھے بیٹھے چائے پی رہے تھے اور مختلف ٹاپکس پر بحث و مباحثہ ہو رہا تھا۔ سعدیہ بیگم نے رضا کو مخاطب کیا سب خاموش ہو گئے۔۔

جی خالہ کچھ کہہ رہی تھیں آپ۔

ہاں بیٹا وہ کل تمہاری ماما کا فون آیا تھا وہ کہہ رہی تھی کہ میں کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈ کر تمہاری شادی کروا دوں۔

خالہ جان آپ کو لڑکی ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے میں نے لڑکی دیکھ لی ہے اب سے تھوڑی سی دیر باقی ہے بس میں آپ کو اس سے ملواؤں گا اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو وہ ضرور پسند آئے گی۔ آمنہ کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات گردش کرنے لگے کہ وہ لڑکی کون ہے نہیں وہ ماما تو نہیں۔ اور ماما بھی حیرت میں تھی۔ وہ لڑکی یہ سب ماما وہ نہیں ہو سکتی اور تو نہیں رضا مجھے ڈھونڈ رہا تھا۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ رضا ایسا نہیں کر سکتا پھر ماما نے سر جھٹک دیا۔

رضا اب جلدی بتاؤ گے یہ کون ہے کہ ہم بس انتظار ہی کرتے رہیں نازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں بہت جلدی بتاؤں گا رضا نے ماما کی طرف دیکھا مگر ماما نے شرما کر دوسری جانب منہ کر لیا۔ آمنہ کا دل پریشانیوں کی زد میں آ چکا تھا۔ رضا کا فون اس وقت ماما نے حیرانگی سے فون اٹھایا ہیلو رضا کہاں ہو تم۔

میری چھوڑو تم جلدی سے آ کر باہر گاڑی میں بیٹھو۔

میں اس وقت۔

ہاں جلدی آؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں رضا نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا ماما گھبرا گئی تھی کہ رضا کو بھلا اس وقت مجھ سے کیا کام ہو سکتا ہے لیکن ماما

جلدی سے آ کر گاڑی میں بیٹھ گئی اور رضا کچھ پوچھے
سے بغیر ہی گاڑی چلانے لگا۔

رضا تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو اور اس وقت بھی وہ مسکرا کر خاموش ہی رہا۔

پتہ تو بولو رضا۔ گاڑی رک گئی تھی اور وہاں رضا گاڑی سے نکل آیا تھا یہ ہم کہاں آ گئے ہیں ماہا بھی گاڑی سے نکل آئی۔

اندر چلو۔

میں اندر۔ ماہا گھبرا کر بولی۔

ہاں تم۔

ماہا ڈرتے ہوئے اندر داخل ہو رہی تھی کیونکہ وہ شہر کا سب سے بڑا اور خوبصورت ریسٹورنٹ تھا اور اس سے پہلے بھی کبھی وہ اس ریسٹورنٹ میں نہیں آئی تھی مگر جب ماہا اندر داخل ہوئی تو وہ سب دیکھ کر دنگ رہ گئی انٹرنس گیٹ سے لے کر لاسٹ کارنر تک پھول ہی پھول بچھے ہوئے تھے اور چاروں جانب مختلف رنگ کے پھول اور ان کے ساتھ ہی لکھ کر جا بجا گیا تھا ہیپی برتھ ڈے ڈیئر ماہا۔

چلو ماہا رک کیوں گئی ہو۔ ماہا نے بڑے تعجب سے رضا کی جانب دیکھا۔

تم ان پر یہ سب تمہارے لیے ہے لیکن موو رضا نے پیار سے ماہا کو سوالیہ نظروں سے جواب دیا۔ رضا ماہا کا ہاتھ پکڑ کر کیک سٹینڈ پر رکھے ہوئے کیک کے پاس لے گیا یہ سب کچھ دیکھ کر ماہا کی آنکھیں خوشی سے اشکبار ہو گئی۔

رضا مجھے تو بالکل بھی یاد نہیں تھا کہ آج تھینکس۔۔

لیکن مجھے تو ہر وقت ہی یاد رہتا ہے اور تھینک یو تو مجھے تمہارا کرنا چاہیے اگر تم آج نہ آتی تو یقین کرو یہ سارا پچھتاوا فضول ہی جاتا رضا نے ماہا کی بات کاٹتے ہوئے جواب دیا کیک کاٹنے کے بعد رضا نے وہی گفٹ پیش کیا جو رضا نے ماہا کی پسند کیا تھا۔

یہ گفٹ تو تمہارے دوست کے لیے۔۔۔

تو کیا تم میری اچھی دوست نہیں ہو۔

ماہا نے مسکرا کر منہ نیچے کیا ہیپی برتھ ڈے ماہا تمہارے سوا میری زندگی میں اور کوئی لڑکی نہیں ہے میں تم سے ہی شادی کرنا چاہتا ہوں ماہا خاموش ہی رہی ماہا رضا کے منہ سے یہ الفاظ سن کر الجھن میں تھی وہ خود بھی اس سے محبت کرتی تھی مگر تم چلو بہت دیر ہو گئی ہے ماہا گھر چلی گئی شاید اقرار کرنے کی جرأت نہیں تھی اس میں۔

میں رضا کے بغیر نہیں رہ سکتی میں پیار کرتی ہوں اس سے ماما میں آپ کو بتا رہی ہوں اگر وہ میرا نہ ہوا تو میں اسے کسی کا بھی نہیں ہونے دوں گی میں اسے بھی شوٹ کر دوں گی اور خود کو بھی۔۔ ماہا کچن سے پانی لے کر آ رہی تھی اس نے آئمہ کی ساری باتیں سن لی تھیں۔

آئمہ زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں نے کہا نا سب ٹھیک ہو جائے گا۔

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا۔ آئمہ یہ کہہ کر غصے سے اپنے کمرے میں چلی گئی سعدیہ بیگم کرتے ہوئے سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی سعدیہ بیگم پریشان ہو گئی تھی کہ کہیں آئمہ سچ میں کچھ کر نہ بیٹھے آئمہ رضا سے پیار کرنے لگی تھی لیکن رضا بھی اسے سمجھ نہیں پایا۔

واؤ۔۔ بہت خوبصورت پلس ہے نازیہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ کہاں سے لی ہے۔

جی۔۔

بیٹا ادھر آؤ تم سے بات کرنی ہے۔ بیٹا تم کچھ بتایا نہیں اس لڑکی کے بارے میں رضا نے سر پکڑا اور پھر منہ پہ ہاتھ پھیرا۔

وہ میں۔۔ چھوڑیں اسے اگر آپ کی نظر میں کوئی اچھی لڑکی ہے تو۔۔

اگر تمہاری آمنہ کے ساتھ شادی کر دی جائے تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا سعدیہ بیگم جھجک کر بولی۔ رضا پہلے خالہ کی طرف دیکھتا رہا اور پھر توقف سے بولا۔

جی نہیں آپ شادی کی تیاری شروع کریں رضا نے ٹھنڈی آہ بھری اور پھر چلا گیا۔ نازیہ نے ساری باتیں سن لی تھیں اس لیے وہ بابا کو بتانے کی خاطر ماما کے کمرے کی طرف بھاگی تھی نازیہ کے تیز تیز قدموں کی آہٹ نے سعدیہ بیگم کو متوجہ کیا سعدیہ بیگم اٹھ کر نازیہ کے پیچھے گئی۔

ماما بی بی آپ کو پتہ ہے کہ رضا صاحب نے آمنہ بی بی سے شادی کرنے کے لیے ہاں کر دی ہے نازیہ کا سانس پھولا ہوا تھا۔

ہاں مجھے پتہ ہے میں نے ہی اسے یہ سب کہنے پہ مجبور کیا ہے ماما گھٹنوں میں منہ چھپائے بیٹھی تھی اس نے سرد لہجے میں کہا۔

ماما آپ یہاں کیا کر رہی ہیں آمنہ نے ماں کو ماما کے دروازے کے باہر کھڑے دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔ سعدیہ بیگم نے اشارے سے خاموش رہنے کے لیے کہا آمنہ بھی تجسس سے وہاں آگئی تھی۔ مگر آپ رضا صاحب سے بہت پیار کرتی ہیں تو کیا ہوا محبت پا لینے کا نام نہیں ہے بلکہ محبت تو قربانی کا دوسرا نام ہے اور آج میں۔

ماما بی بی ہوش کی گولیاں لیں یہ سب کچھ آپ اس آمنہ کے لیے کر رہی ہیں جو ہمیشہ سے ہی آپ کو غلط سمجھتی رہی ہے۔

اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا چچی جان اور چچا جان کے مجھ پر اتنے احسان ہیں ان کے آگے میری یہ چھوٹی سی قربانی شاید کچھ نہیں۔

جسے آپ چھوٹی سمجھ رہی ہوں نا یہ آپ کی زندگی ہے کوئی بچے کا کھیل نہیں ہے۔ یہ باتیں سن کر دونوں ماں بیٹی حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھتی ہیں۔

نازیہ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ اس سے پہلے کے نازیہ باہر آتی آمنہ اور سعدیہ بیگم جلدی سے کمرے میں چلی آئیں رضا کا دل توڑ کر ماما بھی خوش نہیں تھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں آمنہ بہت خوش تھی مگر جس دن آمنہ نے ماما کی باتیں سنی تھیں اس دن سے اس کے خیالات یکسر بدل گئے تھے خوش تو وہ بہت تھی لیکن وہ خوشی اسے راحت نہیں دیتی تھی وہ اپنے آپ کو ہر وقت ہی بے چین محسوس کرتی تھی۔ رضا اندر سے ہی گھٹتا جا رہا تھا وہ اس حقیقت سے نا آشنا تھا جو اس کے سامنے جھوٹ کی صورت میں بیان کیا گیا تھا۔ ان سب باتوں پر یقین کرنے کو اس کا دل قطعی تیار نہیں تھا لیکن پھر وہ اپنے آپ کو سمجھا لیتا تھا کہ خواب تو خواب ہوتے ہیں جو آنکھ کھلتے ہی ٹوٹ جاتے ہیں مگر وہ ابھی بھی ماما کا منتظر تھا کہ شاید وہ اپنے لئے ایک کوئی ہوئی امید ابھی بھی باقی تھی شاید وہ لوٹ آئے۔ سعدیہ بیگم تو ماما سے بہت اچھی لگتی تھی مگر اس پر وہ خوش بھی حیران تھی۔ اتنی چھوٹی سی عمر میں اتنی بڑی سوچ وہ اس کی عقل پہ حیرت زدہ تھی

ایک طرف اس کی بیٹی کی محبت اور دوسری طرف اس کی بیٹی کی خوشیاں وہ ان دونوں کے درمیان الجھ کر رہ گئی تھی۔

مہندی کی رسمیں ہونے والی تھی سب لوگ رضا کے انتظار میں بیٹھے تھے اور رضا اپنے کمرے میں بیٹھا پتہ نہیں کیا سوچ رہا تھا۔

آپ نے اچھا نہیں کیا رضا صاحب ماما بی بی کے ساتھ۔ نازیہ اندر داخل ہوتے ہی درد بھرے لہجے میں بولی۔ رضا کو اس کی آواز نے جھنجھوڑ دیا کیا میں نے اچھا نہیں کیا شاید تم نہیں جانتی کہ وہ ایک نمبر کی دھوکے باز جھوٹی اور مکار ہے رضا الجھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

واہ رضا صاحب واہ۔ جس کو آپ دھوکے باز جھوٹی اور مکار کہہ رہے ہیں اس نے آپ کی زندگی بچانے کی خاطر اپنی زندگی کو داؤ پر لگا دیا اپنی محبت اپنی خوشیاں سب قربان کر دی صرف اور صرف آپ کے لیے اور آپ۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو تم ہوش میں تو ہو رضا نے نازیہ کو بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا۔

میں ہوش میں ہوں اگر اس نے آپ کی محبت سے انکار کیا ہے تو آپ کی زندگی بچانے کے لیے۔ اس کی زندگی میں آنے والے پہلے اور آخری انسان صرف آپ ہیں وہ تو اپنی ذات سے بھی زیادہ آپ کو چاہتی ہے۔

پھر اس نے مجھ سے شادی کرنے سے انکار کیوں کیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ وہ کسی اور کو

جھوٹ بولا ہے اس نے اور آپ کو انکار کرنے پر وہ مجبور ہو گئی تھی اس لیے۔

کس کے بات بتاؤ پہیلیاں نہ بجھواؤ۔

آئمہ بی بی نے دھمکی دی تھی کہ اگر آپ ان کے نہ ہوئے تو وہ آپ کو کسی اور کا بھی نہیں ہونے دیں گی اور وہ آپ کو اور خود کو شوٹ کر دے گی صرف اس ڈر سے کہ کہیں آپ کو کچھ ہو نہ جائے۔ ماما بی بی نے یہ سب کچھ کیا۔

او مائی گاڈ۔ رضا نے ماتھے پر ہاتھ رکھا یہ کیا کیا اس نے کس مشکل میں ڈال دیا ہے مجھے رضا جلدی سے ماما کے کمرے کی جانب بڑھا اور جا کے دروازہ کھولا سامنے بیڈ پر پڑی ماما کو دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی ماما اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور پھر نازیہ کو پکارنے لگا

نازیہ نازیہ جلدی آؤ۔ ماما بیڈ پر بے ہوش پڑی تھی اور اس کا بازو بیڈ سے نیچے جھکا ہوا تھا جس سے مسلسل خون بہہ رہا تھا ماما نے اپنی نبض کاٹ لی تھی۔

ماما ماما آنکھیں کھولو پلیز۔۔ رضا زور زور سے اسے ہلا رہا تھا مگر وہ کوئی حرکت نہیں کر رہی تھی نازیہ یہ دیکھ کر رونے لگی۔

ڈاکٹر صاحب اب ماما کیسی ہے رضا بے چینی کے عالم میں آگے بڑھا تھا۔

اب وہ خطرے سے باہر ہے آپ ان سے مل سکتے ہیں۔

ماما بی تم نے ایسا کیوں کیا اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں بھائی صاحب کو کیا منہ دکھاتی سعدیہ بیگم نے ماما کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ تم بہت اچھی ہو مگر آئمہ بیٹا میں اس کے لیے تم سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں۔

نہیں چچی جان آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے ماما نے چچی جان کے ہاتھ پکڑ لیے۔

ہاں وہ میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے
میں ہمیشہ تمہیں غلط سمجھتی رہی ہوں لیکن شاید میں
ہی ناسمجھ تھی میں وہ کچھ نہیں تھی جو اثر پہنچے
ہوئی تھی وہ بہت شرمندہ تھی ماہا تم اپنی ساری
خوشیاں میری جھولی میں ڈال دی ہیں اور میں اتنی
کم ظرف ہوں کہ تمہارا شکریہ بھی ادا نہیں کیا اگر
آپ اس دن میں اور ماہ نے تمہاری اور نازیہ کی
باتیں نہ سنی ہوتی تو شاید میری آنکھیں کبھی نہ کھلتی
نازنین رضا کا ہاتھ پکڑ کر ماہا کے قریب لے آئی اور
ماہا کا ہاتھ پکڑ کر رضا کے ہاتھ میں دے دیا۔ ماہا اور
رضا حیرت سے ایک دوسرے کو تکنے لگے۔
[illegible] یہ ماہا کے [illegible]۔
ہاں ماہا یہ تمہاری خوشیاں ہیں اور ان پر
صرف تمہارا ہی حق ہے۔
نازیہ میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں
گا اگر تم مجھے سب یہ حقیقت نہ بتاتی تو میں اپنے
اندر شک کا ناگ لیے زندگی بھر یونہی بھٹکتا رہتا
آپ کو میرا احسان مند ہونے کی کوئی
ضرورت نہیں یہ تو میرا فرض تھا۔۔۔ نازیہ ماہا کی
طرف دیکھتے ہوئے بولی۔
تم نے مجھے بہت رلایا ہے ماہا۔۔۔ رضا ماہا کی
آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ ماہا نے اپنا دوسرا ہاتھ رضا
کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

آئیے مولوی صاحب آئیے۔ اس آواز کو
سن کر سب ہی چونک گئے۔ حیران ہونے کی
ضرورت نہیں ہے میں نے ہی انہیں بلایا ہے
سعدیہ بیگم کی آواز نے سب کو متوجہ کیا۔
خالہ جان آپ نے [illegible] لیے۔
نکاح کے لیے سعدیہ بیگم ماہا کے پاس بیٹھ
بیٹھتے ہوئے بولی۔
مگر یہاں ہسپتال میں۔۔۔ نازیہ نے تعجب
سے پوچھا۔
ہاں ہاں۔
رضا خوشی اور حیرت سے ماہا کی طرف
دیکھ رہا تھا مگر ماہا نے مسکرا کر نظریں جھکالیں۔ نکاح
کے بعد رضا ماہا کو اپنے ساتھ آسٹریلیا لے کر چلا
گیا اور اب وہ لوگ وہ سب جو انہوں نے نکاح کے
موقع پر ہسپتال میں بتائی تھیں سن کر دونوں
مسکرانے لگتے تھے۔

غزل

تیرے سوا کسی اور کو دل میں بسا نہیں سکتے
چاہ کر بھی تجھے بھلا نہیں سکتے
دل چاہتا ہے صرف نام تیرا
اب ہم اپنا مٹا نہیں سکتے
بستے ہو جب تم میرے خوابوں خیالوں میں
اب کسی اور کو خیالوں میں بسا نہیں سکتے
بستے ہیں آنکھوں میں صرف خواب تیرے
اب کوئی اور خواب سجا نہیں سکتے
تجھے یوں تو ہم کھو بیٹھے مگر
اب خیالوں سے تم کو ہٹا نہیں سکتے
مت چھینو ہم سے جینے کا سہارا مسعود
تیری یاد سے ہم کو جدا نہیں کر سکتے۔
محمد مسعود۔ گاؤں گھنگوال

غزل

تیرے دیدار کو بے چین بیٹھی ہوں
تجھ سے بات کرنے کو بے چین بیٹھی ہوں
نہ آتے ہو تم نہ بتاتے ہو تم

کون بے وفا

۔۔تحریر۔۔ حسنین کاظمی۔ رکن سنی منڈی بہاؤالدین۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

قارئین مجھے لگتا تھا کہ کرن مجھ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہے لیکن میں غلط تھا اور شاید اس کے پیار نے اندھا کر دیا تھا کہ اس کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا صبح کرن کال آئی اور اس نے مجھے بتایا کہ میرے ابو کی طبیعت بہت خراب ہے تم ان کی عیادت کے لیے آؤ میں نے کرن سے کہا کہ میں آج ہی آ جاؤں گا تقریباً عصر کا ٹائم میں اور حسنین ان کے گھر پہنچے انکل نواز سے علیک سلیک کے بعد ہم نے ان کی خیریت دریافت کی اور وہ کہنے لگے کہ بس تھوڑا سا بخار ہے اللہ رحم کرے گا پھر ان سے ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ قارئین میں نے اس کہانی کا نام۔ کون بے وفا۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

قارئین یہ کہانی میرے دوست کی آپ بیتی ہے آئیے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام زاہد نذیر ہے اور میں نے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی اور میرا گاؤں رکن سنی ہے زندگی بہت مزے سے گزر رہی تھی میں نویں میں پڑھتا تھا کسی قسم کی کوئی ٹینشن نہ تھی میرے دوست کی شادی تھی جو میرے ہمسائے بھی تھے یہ مہندی سے ایک رات پہلے کی بات ہے کہ تقریباً رات کے نو بجے تیار ہو کر اپنے دوست کے گھر چلا گیا جس کی شادی تھی بہت مہمان آئے ہوئے تھے وہاں پر میرے سب اور دوست بھی تھے جن میں حسنین کاظمی۔ سید نعیم احسن تحسین عباس۔ وغیرہ شامل ہیں۔

ہم سب مل کر گپیں لگا رہے تھے کہ اچانک میری نظر کمرے کی کھڑکی پر پڑی میں نے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت لڑکی میری طرف دیکھ رہی ہے۔

قارئین جب میں نے اسے غور سے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا وہ بالکل پری لگ رہی تھی اس کی آنکھیں تھیں کہ جیسے جھیل ان میں ڈوبنے کو دل کر رہا تھا چہرے پر نور چمک رہا تھا جنت کی حور کی طرح [illegible] اور جب وہ ہنستی تو اس کے دانت ایسے چمکتے جیسے موتی ہیں۔ اور موتیوں پر سورج کی کرنیں پڑ رہی تھیں۔

قارئین صرف دو منٹ اس کی طرف دیکھ کیا کیا جذبات بن گئے بتا نہیں سکتا لیکن کوشش کروں گا۔ اور اب تو اس سے بات کرنے کا دل کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ مجھے اشارے کر رہی تھی میں

نے محسوس کیں مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا
کی چیز ہے چند دن بعد ایک چھوٹا سا بچہ آیا
یہ کاغذ مڑا ہوا سے ہاتھ میں تھما کر چلا گیا۔
میں نے جب اسے کھول کر پڑھا تو اس میں
لکھا تھا پلیز اس نمبر پر میسج کر دیں۔
آپ کی مہربانی ہوگی پہلے تو میں بہت خوش
ہوا اور دل میں پتا نہیں کیا کیا کیفیت تھی کیونکہ میں
دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی تڑپ میرے لیے تھی
جب وہ بھی میری طرف دیکھتی اور بھی اپنے
موبائل کو دیکھتی میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے میسج
کا بے تابی سے انتظار کر رہی ہے میں اسے میسج کر
نے ہی والا تھا کہ میرے دوست آگئے اور انہوں
نے کہا کہ چلو بازار چلیں مجبوراً مجھے جانا پڑا تھا
میرے ذہن میں تھا کہ اسے بازار سے آ کر میسج
کروں گا ہم بازار چلے گئے اور ایک گھنٹہ بعد
واپس آگئے اور جب میں نے اسے دیکھا تو وہ رو
رہی تھی اور وہ بھی گھر والوں کے سامنے مجھے دیکھ
کر اس کی عجیب سی کیفیت ہوگئی ایسا لگتا تھا کہ وہ
کوئی مجھے بہت سے باتی ہو۔
میں نے اسے میسج کیا کیا بات ہے میں حاضر
ہوں جب اس نے موبائل میں میسج دیکھا تو ایسے
لگا جیسے اسے دنیا کی خوشی مل گئی ہو۔
اس نے فوراً جواب دیا کہ میرا نام کرن ہے
اور میں آپ کو جانتی ہوں جب آپ سکول جاتے
تھے تو میں راستے میں روز آپ کو دیکھتی تھی پر
افسوس آپ نے آج تک محسوس ہی نہیں کیا۔
پھر میں نے میسج کیا خیر تو ہے نا۔۔
لیکن کیوں دیکھتی ہو۔
اس نے جواب دیا بتاتی ہوں لیکن اس شرط پر
کہ آپ کسی کو بتائیں گے نہیں۔

میں نے جواب دیا کہ آپ بتا دیں بتا دوں گا
اس نے میسج کیا کہ آپ مجھے بہت اچھے لگتے
ہو۔ جب سے آپ کو دیکھا ہے آپ کی دیوانی ہو
گئی ہوں میں دل و جان سے آپ کو پیار کرتی
ہوں بہت پیار کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی کبھی
بھی موقع پر آزما لینا مجھے اپنے ساتھ ہی پاؤ گے
میرے سے زیادہ آپ کی کرن۔
اس کا یہ میسج پڑھ کر مجھے یوں لگا کہ جیسے
ہواؤں میں اڑ رہا ہوں میں بہت خوش تھا کہ چلو
میری زندگی میں بھی کوئی خوبصورت لڑکی آئی اب
تو زندگی مزے سے گزرے گی کیونکہ مجھے اندازہ
ہو گیا تھا اس کی کیفیت سے کہ وہ دل سے چاہتی
رہی تھی اور کرن رہنے کی چاہت بھی ہو
جب سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا اس کیفیت
سے کہ وہ مجھ سے اس قدر پیار کرتی ہے اور وہ بھی
اتنے برسوں سے۔ رات کافی ہو رہی تھی میں نے
اپنے دوست جس کی شادی تھی اس سے اجازت
لی اور اپنے گھر آگیا۔ کمرے میں میں چھت پر
آ گیا سونے کے لیے نیند آنکھوں سے کوسوں دور
تھی رات بھر یہی سوچتا رہا کہ میسج کیا جواب دوں۔
میں نے سوچ لیا کہ کرن آخر مجھ سے اتنا پیار کرتی
ہے تو اس کے پیار کا جواب بھی پیار سے ہی دینا
چاہیے اور میں بھی تو پیار کا پیاسا تھا میری زندگی
میں سب کچھ تھا سوائے پیار کے اور وہ بھی آج مل
گیا پتا نہیں کب نیند مہربان ہوئی اور میں سو گیا تھا
صبح کی اذان ہوئی تو میں مسجد میں جا پہنچا اور اللہ کے
حضور دعا کی کہ یا اللہ ہمارے پیار کو سلامت رکھنا
گھر آ کر تھوڑی دیر ریسٹ کی اور کھانا کھا کر پھر تیار
ہو کر دوست کے گھر چلا گیا جہاں پر شادی تھی ہم
سب دوست مہندی کی تیاریوں میں مصروف تھے

لیکن میری نظریں تو بس اس کرن کی تلاش میں تھیں وہ مجھے کہیں بھی نظر نہیں آ رہی تھی میں نے کافی دیر ادھر ادھر دیکھا مگر پھر بھی وہ مجھے دکھائی نہیں دی تھی۔ میرے چہرے پر صاف پریشانی چھلک رہی تھی کیونکہ میں کرن کو نہیں جانتا تھا نہ ہی اس کے گھر کا پتہ تھا۔ اور اس کے نام کے مجھے پتہ معلوم نہ تھا اس کے بارے میں میرے ذہن میں اچانک خیال آیا کہ اس کا نمبر میرے پاس ہے میں نے اس کے نمبر پر کال کی لیکن نمبر آف تھا میری پریشانی اور بھی بڑھ گئی تھی۔

قارئین صرف ایک ہی رات میں کرن سے اتنا پیار ہو گیا تھا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ وہ میرے ذہن پر بری طرح چھائی تھی مجھے بار بار وہ رونے والا منظر یاد آ رہا تھا جب میں شادی والے گھر داخل ہوا تو وہ رو رہی تھی۔ میری آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے میں آنسو چھپانے کے لیے ایک کونے میں چلا گیا تھا۔ میرے ذہن میں بس یہی گانا چل رہا تھا۔

پہلے کبھی نہ میرا حال ایسا ہوا
میری نیندیں چین کھونے لگا
کچھ تو ہونے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے خود کو قدرے سنبھالا اور صحن میں آ گیا اچانک میری نظر چھت پر پڑی پیچھے کرن مجھے دیکھ رہی تھی پھر وہ دیکھ کر ہنسنے لگی کیونکہ اسے پتا چل گیا تھا کہ میں اسے پیار کرنے لگا ہوں وہ بہت خوش تھی اسے اس کا جواب مل چکا تھا اب میرا دل اس سے ملنے کو بے تاب تھا۔ میں نے اسے میسج کیا کہ میں چھت پر آتا ہوں دل بے تاب ہے ملنے کے لیے۔ اس نے جواب دیا۔

اوکے پانچ منٹ بعد آ جائیں میں اتنے میں چھت پر پہنچتی ہوں

میں پانچ منٹ بعد چھت پر چلا گیا تھا وہاں کرن کی چھوٹی سسٹر اور اس کی دوست بھی تھیں اس نے مجھے کمرے کی طرف اشارہ کیا میں کمرے میں چلا گیا تھوڑی دیر بعد کرن آ گئی وہ آتے مجھے ملی اور کہنے لگی۔

کب سے آپ کو پیار کیا لیکن اظہار نہیں کرنے کی ہمت ہوئی مگر اب آپ نے میرے پیار کا جواب دے دیا ہے۔ کرن نے مزید کہا کہ اب مجھے کبھی نہ چھوڑنا ورنہ میں مر جاؤں گی آپ میری زندگی ہو میرے ہر پل میں آپ کی یادیں ہی وابستہ ہیں میری زندگی میں آپ کے سوا نہ کوئی ہے اور نہ ہی کوئی آئے گا زندگی کے ہر موڑ پر آپ کے ساتھ رہوں گی آپ کو تنہا نہیں چھوڑوں گی

یہ سب باتیں کرتے ہوئے وہ رو رہی تھی۔ میرے سے دور ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی میں نے کرن کو سہارا دیا کہا۔

دیکھو کرن میری زندگی میں بھی کل رات تک کوئی نہ تھا ابھی میری زندگی میں آپ کے سوا کوئی نہیں اور نہ ہی ہوگا۔

اس کو میری باتوں سے تھوڑا سا سکون ملا پھر میں نے اس کا انٹرویو لیا کہاں رہتی ہو کیا کرتی ہو مجھے پہلی بار کہاں دیکھا وغیرہ وغیرہ

قارئین کرن نے وفا کرنے کی بہت قسمیں کھائیں اور بہت وعدے کیے حالانکہ میں نے کہا بھی تھا کہ مجھے اس پر پورا یقین ہے بہر حال میرے دل میں اس کے پیار کی قدر مضبوط ہو گئی تھی پھر ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جدا ہو گئے۔ تقریباً شام کے سات بجنے والے تھے آج

لے آؤ پلیز۔ وہ پہلے تو نہیں مانی لیکن کرن کے اور
میرے بار بار کہنے پر وہ مان گئی میں اپنی امی سے
گھر کی چابیاں لے کر گھر آ گیا اور ان کا انتظار
کرنے لگا وہ دس منٹ بعد آ گئیں ندا میری ہمسائی
دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھ گئی اور اور ہم پیاری
بھری باتیں کرنے میں مصروف تھے میں نے کرن
سے کہا۔

وہ میری جان مجھے دھوکہ مت دینا مجھے تم
سے خود سے زیادہ بھروسہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں
جیتے جی مر جاؤں۔

کرن نے میرے کندھے سے سر رکھ کر کہا
کہ میری جان زاہد میں تم سے دل و جان سے پیار
کرتی ہوں اور مرتے دم تک کرتی رہوں گی زندگی
کا کوئی بھی موڑ ہو کتنا ہی کٹھن راستہ کیوں نہ ہو
مجھے اپنے ساتھ ہی پاؤ گے۔

اس کی باتیں سن کر میرے دل کو بہت
ٹھنڈک محسوس ہوئی میں نے اس نے بار بار کرن
کی باتیں ریکارڈ کیں پھر ہم عدنان کے گھر آ گئے
آج شادی کا آخری دن تھا ہم برات کے ساتھ
گئے اور جاتے بھی کیوں نہ ہمارے پیارے دو
ست عدنان کی شادی جو تھی۔ پھر برات واپس
آ کر شادی کے سارے کام ختم کیے اور اب میں
شادی سے فارغ ہو چکا تھا اور کرن بھی اپنے
پھر ہماری باتیں روز بروز ہی بڑھنے لگی فون پر چھ
دن بعد رات کے تقریباً گیارہ بجے کرن کی کال
آئی وہ کہنے لگی۔

آج تم میرے گھر آؤ دل بہت بے قرار
ہے ملنے کو میں نے اسے کہا۔

پاگل ہوئی ہو تمہارا گھر یہاں سے دو کلو میٹر
دور ہے اور میرے پاس بائیک بھی نہیں

وہ کہنے لگی ٹھیک ہے میں خود ہی آ جاتی ہوں
میں نے اسے بمشکل سے روکا اور کہا کہ انشاء اللہ
ہم جلدی ہی ملیں گے۔

وہ بہت مشکل سے رضامند ہوئی۔

قارئین مجھے لگتا تھا کہ کرن مجھ کو مجھ سے
زیادہ پیار کرتی ہے لیکن میں غلط تھا اور شاید اس
کے پیار نے اندھا کر دیا تھا کہ اس کے علاوہ کچھ
بھی نظر نہیں آتا تھا صبح کرن کال آئی اور اس نے
مجھے بتایا کہا۔

میرے ابو کی طبیعت بہت خراب ہے تم ان
کی عیادت لے لیے آؤ

میں نے کہا۔ میں آج ہی آپ دوں کا تقریباً
سہ ٹائم میں اور حسنین ان کے گھر چلے گئے انکل
نواز سے ہیلو ہائے کے بعد ہم نے ان کی
خیریت دریافت کی اور وہ کہنے لگے کہ بس تھوڑا سا
بخار ہے اللہ کرم کرے گا پھر ان سے ادھر ادھر کی
باتیں ہونے لگیں کیونکہ وہ ہمارے دوست تھے
کرن ہمیں کچن سے چھپ کر دیکھ رہی تھی وہ میری
نقلیں اتار رہی تھی اور اس نے اپنے ہاتھ کانوں پر
رکھ کر زبان باہر نکال کر مختلف ڈیزائن بنا رہی تھی
اپنے چہرے کے مجھے بہت ہنسی آئی مگر میں نے
خود کو بہت مشکل سے کنٹرول کیا اور حسنین بھائی
اٹھ کر باہر چلے گئے اور باہر جا کر شاید بیٹھے ہوں
گے مجھے اس وقت کرن اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ
قارئین آپ کو کیا بتاؤں۔

دل چاہ رہا تھا کہ اس کے پاس جا کر بیٹھ
جاؤں اور اس سے باتیں کروں پھر میں نے اس
کی طرف دیکھنا بند کر دیا تا کہ انکل نواز صاحب کو
شک نہ ہو کرن چھوٹے بھائی سے مخاطب ہوئی
کہاں دیکھ رہے ہو ادھر دیکھو پھر میں نے مجبورا

اس کی طرف دیکھا وہ بہت پیاری لگ رہی تھی پھر کرن نے چائے پیش کی اور میں نے حسنین بھائی کو میسج کیا۔

کہاں ہو آ جاؤ اب

وہ آ گیا اور ہم باتوں کے ساتھ ساتھ چائے سے بھی لطف اندوز ہوتے رہے۔ قارئین چائے کا کپ میرے ہونٹوں کے قریب تھا کہ کرن نے عجیب سے شرارت کی کہ میری ہنسی نکل گئی اور میرے منہ میں جو چائے کا گھونٹ تھا وہ انکل کے اوپر جا گرا اور میں بہت شرمندہ ہوا کہ انکل کیا سوچیں گے میرے بارے میں کرن دوڑ کر گئی اور کپڑے سے چائے صاف کی اور پھر میں نے کرن کو میسج کیا۔

اب ہم چلتے ہیں

اس نے کہا او کے لیکن گیٹ پر رکنا میں آؤں گی پھر میں نے انکل نواز سے اجازت لی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا اور ٹینشن نہ لینا ہم چلے گئے میں نے گیٹ کے اندر ہی کرن کا انتظار کرنے لگا اور حسنین باہر میرا ویٹ کرنے لگا تھوڑی دیر میں وہ آ گئی اور ہم ایسے ملے کہ صدیوں سے بچھڑے ہوں پھر میں نے کرن سے بھی اجازت لے لی اور ہم گھر چلے گئے میں بہت خوش تھا کہ کرن سے ملاقات ہو گئی ہے ہماری باتیں بھی ہر روز زیادہ ہونے لگیں فون پر۔ قارئین اب میں میری زندگی میں سب کچھ تھا اور میں نماز کا پابند بھی تھا اور ہوں بھی۔

قارئین مختصر میری زندگی کی تباہی شروع ہو گئی تھی اس دن جب میں بال کٹوانے کے لیے ایک حجام کے پاس جا پہنچا حجام والے کا نام آپ آکاش سمجھ لیں میں بال کٹوانے کے لیے کرسی پر بیٹھ گیا آکاش نے میرے بال کاٹنے شروع کر دیئے کہ اس کی کال آئی آکاش نے فون کا اسپیکر اوپن کر کے باتیں کرنے لگا کسی لڑکی کا فون تھا وہ بہت گندی باتیں کر رہی تھی مثلاً رات کو تم میرے خواب میں آئے اور۔ جب میں نے غور کیا تو مجھے ایسا لگا کہ یہ کرن کی آواز ہے جب میں آکاش کی کال ڈراپ ہوئی تو میں نے اس سے فون مانگا اور ریسیو کالز میں دیکھا وہ کرن کا ہی نمبر تھا۔

قارئین میرے ہوش ہی اڑ گئے تھے اور مجھے چکر آنے لگے میرے جسم میں جان نہیں تھی میرے ہونٹ خشک ہو چکے تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں آکاش کو کچھ پتا چلا کہ حالات ٹھیک طرح سے ہوش نہیں ہے تو اس نے فوراً میرے چہرے پر پانی پھینکا اور پانی پلایا میں باقی بال کٹوائے بغیر ہی گھر چلا آیا۔ گھر والے دیکھ کر ہنسنے لگے۔

یہ کیا کوئی نیا فیشن آیا ہے کیا۔ لیکن میں نے جواب دیئے بغیر ہی کمرے میں جا کر لیٹ گیا تھا امی نے پوچھا۔

کیا ہوا ہے بیٹا

میں نے کہا کہ تھوڑی سی طبیعت خراب ہو گئی ہے وہ چلی گئیں اور میں بہت رویا کچھ دیر بعد کرن کی کال آ گئی لیکن میں نے نمبر بزی کر دیا پانچ یا چھ بار اس نے ٹرائی کی لیکن میں بزی کر دیا تھوڑی دیر بعد انجان نمبر سے کال آئی میں نے اٹینڈ کی کرن کا تھا کہنے لگی۔

کیا حال ہے جانو

میں کچھ نہیں بولا پھر اس نے پوچھا۔

کیا بات ہے ناراض ہو۔

قارئین میں نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا کہ۔

نیا جانو کب سے بنا لیا ہے کرن۔

کرن بوکھلا گئی کیا مطلب

میں نے کہا۔ وہ ہی جورات کو تمہارے پاس آیا تھا کرن کے تو جیسے ہوش ہی اڑ گئے یہ بات سن کر میں نے صرف ایک ہی بات کہی میں نے کہا کہ کرن اگر تم نے مجھے دھوکہ ہی دینا ہے تو کوئی اور نیا اپنے جیسا منتخب کر لیتی اپنے باپ کی عزت کا بھی خیال کر لیتی میں نے آج تک تم سے کوئی غلط بات نہیں کی اور تم نے مجھ سے لیکن تم نے آج ایسی ایسی باتیں کہیں جو سننے کے قابل نہیں تھیں مجھے آپ سے نفرت ہو رہی ہے کہ مجھے تم سے پیار ہوا تمہارے چہرے کو دیکھا تو کاش تیرا دل بھی نظر آتا۔

قارئین اس دن سے آج تک میرا ہر لڑکی پر سے بھروسہ اٹھ گیا ہے اور میرا حال تو آپ کو حسنین بتائیں گے کہانی کے آخر میں لیکن میری کچھ باتیں ہیں جو کہ میں کرنا چاہتا ہوں ان لڑکیوں سے جو ہم لڑکوں کی زندگیاں برباد کر کے کسی اور سے پیار کا ناٹک کرنے نکلتی ہیں کسی کا دل نہیں توڑنا چاہئے کسی کو دکھ نہیں دینا چاہئے لیکن کرن تو میری جان ہے میرا دل سب پوچھ رہے کہ اور مر کر نہ دیکھی ہے اس زندہ لاش کا حال کیا ہے تو دیکھ لے اتنی ناراضگی اتنا غصہ اتنی نفرت۔

قارئین میری غلطی کیا ہے یہی اس کے بھولے بھالے چہرے کو دیکھا اور دل کو نہ دیکھ سکا کاش مجھے پتہ ہوتا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا اب جب بھی وہ میرے سامنے آتی ہے تو اتنی نفرت سے دیکھتی ہے کہ آگ پر پٹرول ڈالنے والی بات بس اسی کے انتظار میں لگے رہتے ہیں نجانے کب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔

قارئین یہ تھی میرے دوست کی کہانی آج کل زاہد صاحب گھر سے بہت کم نکلتے ہیں حال بالکل مجنوں جیسا بنا رکھا ہے ان صاحب کو بہت سمجھایا ہے کہ یار چھوڑ دو اس کی بے وفائی کی یادوں کو وہ بس یہی کہتا ہے کہ یہ میری بس کی بات نہیں ہے اس کے گھر والے بھی بہت پریشان ہیں میں اور آپ سب بھی زاہد کی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتے ہوں گے بس اس کے لیے دعا کیجئے گا آپ کی آراء کا منتظر حسنین کاظمی۔

اس غزل کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

کبھی رک گئے کبھی چل دیئے کبھی چلتے چلتے بھٹک گئے

یونہی عمر ساری گزار دی یونہی زندگی کے ستم سہے

کبھی نیند میں کبھی ہوش میں تم جہاں ملا تجھے دیکھ کر

نہ نظر ملی نہ زبان ہلی یونہی سر جھکا کے گزر گئے

کبھی زلف پر کبھی چشم پر کبھی تیرے حسن و وجود پر

جو پسند تھے میری کتاب میں وہ شعر سارے بکھر گئے

مجھے یاد ہے کبھی ایک تھے مگر آج ہم جدا جدا

وہ جدا ہوئے تو سنور گئے ہم جدا ہوئے تو بکھر گئے

قارئین کیسی رہی میری کہانی ضرور آگاہ کیجئے گا اور میں ان تمام دوستوں کا مشکور ہوں جو میری کہانی کو پسند کرتے ہیں اور مجھے اپنی قیمتی رائے بخشتے ہیں اور جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ اس کو ترقی کی منزل کی طرف گامزن رکھے۔ آمین۔

کہاں تم کہاں ہم

تحریر۔ ایم۔ آئی۔ این۔ کشمیری۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

قارئین آج پہلی بار میں جواب عرض کی محفل میں حاضر ہو رہا ہوں ایک کہانی کے جس کا نام میں نے کہاں تم کہاں ہم۔ رکھا ہے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرے ساجن ہاں میں تمہاری ہوں اور تمہاری ہی رہوں گی اپنے ہاتھوں سے میں صرف تمہارے نام کی مہندی لگاؤں گی تمہارے ساتھ تمہاری زندگی بن کے رہوں گی بنانے والے نے مجھے صرف تمہارے لیے ہی بنایا ہے میری جان کے کہاں یہ الفاظ اور یہاں آج کے یہ لفظ کہ اس کی ڈولی میں بیٹھنے سے پہلے میری میت یوں نہ اٹھائی جاتی۔

میرے دوستو وقت کبھی یوں بھی پانسا پلٹتا ہے جب انسان نہ ادھر کا رہتا ہے اور نہ ہی ادھر کا ایک تشنہ اور ادھوری پریم کہانی۔

جب تک ملے نہ تھے میں کچھ جانتا نہ تھا
تیرے عشق نے مجھے کیسا دیوانہ بنا دیا

کیا محبت کوئی گناہ کبیرہ ہے یا محبت کرنا جرم ہے جو دنیا والے دل والوں کو کیا سے کیا کہتے ہیں اگر محبت کرنا جرم ہے گناہ ہے تو میں مجرم ہوں میں گناہگار سہی لیکن اس دنیا میں پھر مجھ سے بڑے مجرم اور مجھ سے گناہگار گزر چکے ہیں جن کو ہم لوگ آج کل ہیر رانجھا۔ سسی پنوں۔ لیلیٰ مجنوں۔ سوہنی مہیوال۔ سسی مراد۔ رواں جگنی۔ شیریں اور فرہاد کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کو کوئی مجرم قرار نہیں دیتا آج تک دنیا ان کی محبت کو سلام کرتی ہے اور واقعی ان کی محبت ہے بھی سلامی کے قابل خدا تعالیٰ نے ہر دل میں محبت کا بیج بویا ہے جو رفتہ رفتہ نشونما پاتے ہوئے اس قدر تناور درخت بن جاتا ہے جس کو اکھاڑنا مشکل ہو جاتا ہے انسان کسی کی محبت میں اس قدر آگے بڑھ جاتا ہے کہ واپسی نہ صرف مشکل ہو جاتی ہے بلکہ ناممکن ہو جاتی ہے بشرطیکہ محبت پاکیزہ اور سچی ہو اس میں کسی قسم کا لالچ نہ ہو۔

جب ہوئی تھی الفت تو سوچا
کہ اچھے کام کا صلہ ہے
گناہوں کی سزائیں بھی ملتی ہے
کبھی سوچا نہ تھا

میں اسے بچپن سے جانتا ہوں تھا۔ وہ کوئی پرائی نہ تھی میری کزن تھی جیسے میں نے بچپن سے

آنکھوں کے راستے دل میں اتارا تھا مگر اس نادان کو شاید پتہ نہ تھا کہ کسی نے میرا نام اپنے خون جگر سے اپنے دل پر لکھ لیا ہے اور پتہ بھی کیسے چلے میں تو اپنا اظہار محبت بھی نہیں کیا کیونکہ ابھی وہ نادان تھی اس میں اتنی سوچ نہ تھی۔

قارئین تھوڑا سا تعارف کروا دوں کہ میں آزاد کشمیر کے ضلع پونچھ کا رہنے والا ہوں اور میری منگیتر پنجاب کے شہر ملتان میں رہنے والی ہے معذرت خواں ہوں کہ حالات اور واقعات کے پیش نظر میں سے بڑھ کر تعارف نہیں کروا سکتا

نہ اپنی جان کا کہیں نام لے سکتا نہ اپنا
جی چاہتا ہے جان پر اپنا نام لکھوں بار بار
پھر خیال آتا ہے کہ صنم کہیں بدنام نہ ہو جائے

میں نے سوچا شاید میری محبت یکطرفہ ہو مجھ میں ایسی کوئی خوبی نہیں جو وہ چاند سا چہرہ بھی میرا طلبگار ہو ایک کزن کے ناطے ہماری موبائل پہ بات ہوتی رہتی تھی۔ یہی میرے لیے غنیمت تھی کیونکہ اس کا دیدار تو ہو نہیں سکتا تھا بس اس کی آواز ہی سن کر دل کو قرار مل جاتا اس لیے میں نے اظہار محبت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وقت آنے پر اپنے والدین سے کہہ کر ان کا ہاتھ مانگ لوں گا اور اسی خاموش محبت کے سبب ہی اسے پالوں گا کیونکہ میری فرسٹ بھی اور سیکنڈ کزن بھی تھی اس لیے سوچا کہ وہ اس سے مجھے مل جائے کہ لہذہ اگر اس سے محبت کا اظہار کر دیا تو شاید وہ ناراض ہی نہ ہو جائے پھر نہ اس کا دیدار نہ اس کی آواز سننے کو ملے گی اس لیے میں خاموش ہی رہا لیکن محبت بھی تو اپنا اثر دکھاتی ہی ہے۔

وقت گزرتا گیا میرے فرسٹ ... کے ایگزام شروع ہونے تب میری جان نے مجھے پیپر

آمد کا بتایا کہ اس بار گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے لیے کشمیر جا میں آؤں گی میرے دل کو عجیب سی خوشی ہونے لگی اس کے ساتھ ہی نجانے ہمارا میسجوں کا سلسلہ چل نکلا اب تو پڑھائی سے بالکل ہی اکتا گیا تھا بس دلربا کی یادیں اور میسج میرا مشغلہ بننے لگا۔۔

ایک دن پھر میری جان نے اپنے گھر والوں کی اطلاع دی اور اس کے ساتھ ہی ہمارا رابطہ بحال رہا رات بھر پھر تو سفر میں جاگتی رہی اور میں اس کے انتظار میں اگلے دن اپنا پیپر دینے گیا تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا لکھوں کیا نہ لکھوں بھی سوچوں کے کوئی پیار اور محبت کا گیت لکھ کر چلا جاؤں لیکن ایسا بھی نہ کر سکتا پیپر دے کر میں گھر چلا آیا اب تک میری جان ہمارے گھر نہیں پہنچی تھی سو میں بھی انتظار میں بیٹھ گیا۔ تقریباً دن کے تین بجے میری جان جب میرے گھر کی دہلیز پر پہنچی تو ہی چاہتا ہے ابھی دل نکال کر اس کے قدموں میں رکھ دوں اس کے راستے میں پھول نچھاور کروں اپنی جان کا دیدار ہوا تو اس کا طلبگار ہو گیا مجھے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں ہو رہا تھا۔

تجھے دیکھ کو جیتا صنم
پیار ہوتا ہے دیوانہ صنم
اب یہاں سے کہاں جائیں ہم
تیری بانہوں میں کھو جائیں ہم

میری زندگی میرے گھر والوں سے گھل مل کر باتیں کرنے لگی اور میں چھپ چھپ کر اس کا دیدار کرتا رہا پھر تب نجانے کدھر کدھر اپنے ... دل رہی اور میں ... اور کبھی ... میرا ... کیونکہ میرا دل کہہ رہا تھا ... نے قبضہ کر لیا ہے تو اس کا

علاج لقمان حکیم بھی نہیں کر سکا تو یہ کتاب کیا کمرے گی

میں نے کہا اس پری کا دیدار کرا ہی میں تیری راحت ہے دل کی بات تو نہ چاہتے ہوئے بھی ماننی پڑتی ہے اب کی بات مجھے محسوس ہوا کہ واقعی مجھے محبت ہوگئی ہے محبت کیا چیز ہے جس میں انسان ساری دنیا کو لوٹانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ یونہی میسج کرتے کرتے ایک دن ہمارا اظہار محبت بھی ہو گیا تھا جب اپنی جان کر برباد کرنے کا وقت آیا تو میں نے محبت کا اظہار کر دیا کہا۔

میری جان سب میں نجانے مجھے کب سے آپ سے پیار ہو گیا تھا تم میری سانسوں میں سمائی ہوئی ہو میری آنکھوں میں تم اپنی محبت کی شدت کا اندازہ لگا سکتی ہو میں تمہیں اپنی زندگی اپنی چاہت اپنی دلہن بنا کر رکھنا چاہتا ہوں پلیز آئی لو یو میری جان میری محبت کو نہ ٹھکرانا میری جان نے بھی محبت کا جواب محبت میں ہی دیا۔

آئی لو یو تو تمہاری دھڑکن بن کر رہوں گی بس تم مجھے سنبھال کر رکھنا مجھے کبھی نہ ٹھکرانا مجھے کبھی نہ ٹوٹنے دینا کبھی نہ بکھرنے دینا۔

دل سے دل ملے تو زندگی مسکرا دی
کوئی دیکھ کر جل گیا اور کسی نے دعا دی
اداس سا ہی جا رہا تھا اپنی منزل کی جانب
اک مہربان نے دل میں اتر کر صدا دی

آج تو میرے پاؤں ہوا میں تھے پانچوں انگلیاں گھی میں تھیں خوشی کے مارے میرا برا حال تھا مجھ سے یہ خوشی سنبھالی نہیں جا رہی تھی شاید ہر عاشق کے لیے یہ وقت ناقابل فراموش ہوتا ہے ۔آج دوسرے ہی دن ہم محبت کے روپ میں تنہائی کا عالم تھا اور میں نے اپنی دلربا کو جی بھر کر دیکھا تو نگاہیں اوپر ہی نہیں اٹھیں البتہ میں نے جی بھر کر ان کا دیدار کیا۔

مت پوچھو میری جان کی سادگی کا عالم
نگاہ الفت بھی مری طرف پردہ بھی مجھ سے تھا

راتوں کو بھی ملنے ملانے کی نوبت آ گئی تھی فرسٹ نائٹ ہی ایک دوسرے کو اپنی محبت کا یقین دلایا ایک ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں وعدے کیے اور دیدار یار۔ رات کی تنہائی میں جب پہلی بات اپنی زندگی کو دیکھا تھا دیکھتا ہی رہ گیا اس کی ساحرانہ آنکھوں نے ایسا سحر کر ڈالا کہ نظریں ہٹانے کو جی نہ چاہے لیکن وقت قلت پر مجبوراً ہوش حواس برقرار رکھنے پڑے تھے اس کی زلفوں کے خم اس کے نقش اور نقوش میرے دل میں ایسا اثر کر ڈالا کہ میں اسے پوجا کی حد تک چاہنے لگا اور اس کی ہر ادا پر مٹنے کو جی چاہنے لگا

تیری دہلیز پہ اتنا ٹکراؤں کا سر
رشتہ روح اور جسم کا توڑ دوں گا
تڑپ تڑپ کے دوں گا جان اپنی
یا پھر رخ تقدیر ہی موڑ دوں گا
تیرے قدموں میں جگر کا خون میری جان
قطرہ قطرہ کر کے سارا نچوڑ دوں گا
قسم تیری جو تجھ کو نہ پا سکا میں
تو دلربا دنیا ہی تیری چھوڑ دوں گا

ایک رات میری جان کہنے لگی۔

جان اگر ہم ایک نہ ہو سکے تو۔

اپنی جان کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میں چونک گیا تھا اور خیالوں کی دنیا میں کھو گیا پھر جلد ہی اسے کنٹرول کرتے ہوئے اپنی جان کو کہا میری جان میری جان من جان وفا جان تمنا جان جگر جان دلربا میرے پیار میرے دلدار میرے غم خوار

میرے قول میرے قرار میری جان تخن تم میری تھی میری ہو اور میری ہی رہو گی تم میرے ساتھ رہنا میری چاہت میری حسرت بن کر رہنا میری محبت پیار بن کر رہنا میرے خوابوں میں خیالوں میں رہنا میرے دھڑکتے دل کی دھڑکن بن کر رہنا میرے ساتھ میری زندگی بن کر رہنا میری سانسوں کی مالا بن کر رہنا میرے سپنوں کی شہزادی بن کر رہنا میرے دل کے تخت پر حکمران بن کر رہنا بس تم صرف میری ہی بن کر رہنا میں تمہیں بھی رونے نہیں دوں گا کبھی تڑپنے نہیں دوں گا کبھی بکھرنے نہیں دوں گا۔

دل میرا ہے ایک کتاب کی صورت

جس میں میری جان تم ہو اک گلاب کی صورت میں کڑی دھوپ میں دوپہر کی ہوں ایک تنہائی میری جان تم میرے لیے ہو شب ماہتاب کی صورت

میری جان کچھ بھی ہو میں تجھے ہواؤں میں اڑا کر اپنی دلہن بنا کر ہمیشہ کے لیے اس کشمیر میں لے آؤں گا اپنے جیتے جی میں کسی اور کا نہیں ہونے دوں گا میری ان چلتی سانسوں کی ہر سانسیں تیرے نام کر دی ہیں اگر تجھے اپنا نہ بنا سکوں یہ سانسیں تیرے نام قربان کر دوں گا میں بے ساختہ بولے جا رہا تھا کہ میری جان نے اپنے لبوں پر انگلی رکھ کر خاموش کروا دیا کہا۔

میں نے تمہاری زندگی ہوں چھیننے کے لیے پیار نہیں کیا۔ اور بولی میرے ساجن میرے لبوں میں میرے جگر میں میرے دل کی دنیا میں اس ٹوٹے ہوئے گھر میں میرے سپنوں میں میرے بتوں کے نگر میں میرے آنگن میں میری نظر میں میری چاہتوں میں میرے دل کے اس شہر میں تیری یادوں کے اجالوں میں اس گہرے سمندر میں پیار کی پرچھائیوں میں ان تمام کی تنہائیوں میں میں تمہارے ساتھ ہوں گی تمہاری سوچوں میں رہوں گی تمہارے اپنوں میں رہوں گے تمہاری زندگی میں رہوں گی تمہاری ہمسفر بن کر رہوں گی تمہارا خیال بن کر رہوں گی تمہاری راز بن کر رہوں گی تمہاری ہمراز بن کر رہوں گی تم میرے تھے اور میرے ہی رہو گے ہمیشہ ہم اپنے راستوں کی رکاوٹ عبور کر لیں گے اور محبت کی راہوں میں حد سے گزر جائیں گے۔ دل کی دھڑکن بن کر رہ لوں گی تجھے تجھ سے چرا لوں گی اگر تو نہ ملا مجھے تو خود کو مٹا لوں گی میں خود کو مٹا لوں گی۔

وقت خوشی خوشی گزر رہا تھا ہم آتے روز ہی ایک دوسرے کی قربت میں کھوتے رہتے ایک دوسرے کو اپنانے کے سپنے دیکھنے لگے نماز کی باقاعدگی اور خدا سے اپنا پیار مانگنے لگے پھر ایک دن میری جان اپنے پیار کا مجرم بنا کر اپنے گھر لوٹنے کی تیاری کرنے لگی اس آخری رات کو گلے مل کر خوب روئے اگلے دن موبائل میں اپنی جان کی پکچر بنائیں اور اسے اپنی پکچر دی پھر اسٹیشن سے اسے الوداع کرنے چلا گیا اسے الوداع کر کے واپس آتے ہوئے قدم لڑکھڑانے لگے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا یہ پہلی محبت اور پہلا وچھوڑا تھا

جانے والے اک بات بتا جانا
میری سن کر اک فریاد سنا جانا
بستی دل دی ہوگی ویران
میری دلبر کب کرنے آباد آئے گا
پنچھی ہجرے دے پنجرے دے وچ قید ہویا میرا
سجن کب کرنے آزاد آئے گا
دلبر جانا نہ آنا اے یاد رکھنا

او جانے والے تو بہت یاد آنے گا
رات پھر کروٹیں بدل بدل کر گزار دی اپنی
جان کی تصویر سینے سے لگائے روتا رہا کبھی دل کو
تسلی دیتا کہ زندگی میں خوشی کم ہی ملتی ہے جدا ہونا
ایسے لمحات آتے رہتے ہیں میری جان خوز رہے تو
ہم پھر بھی ملیں گے ہی چلو موبائل پر بات بھی ہوتی
رہے گی صبح بھی پھر ایک دوسرے کی تصویریں بھی
تو ہیں۔

دن گزرتے رہے یہ دن ہفتے پھر مہینے اور
پھر سال بھی بن گئے اس دوران بہت ایک
دوسرے کو مل کیا گیا ملنے کی بہت حسرت رہی مگر
کبھی اتفاق نہ ہو سکا بغیر کسی بہانے وہاں میرا پہنچنا
محال تھا۔ کیونکہ چوری چھپے تو وہاں جا نہیں سکتا تھا
کہ اپنے خاندان کے بہت لوگ ہیں وہاں کوئی
بھی مجھے دیکھ سکتا ہے اور میں کوئی بہانہ بازی بھی
نہیں کر سکتا تھا وقت اپنی رفتار سے گزرتا گیا اور
میری جان کے رشتے آنا شروع ہو گئے لیکن کسی کو
کامیابی نہ ہوئی سو ہمیں اپنی کامیابی کا یقین ہونے
لگا وقت نے پانسا پلٹا اور ایک دن شام کے وقت
میری جان نے مجھے اپنے رشتہ طے ہونے کا بتایا
تھا۔

بہت جلدی میرا کسی اور سے رشتہ طے
ہونے والا ہے اور ہمیں کانوں کان خبر تک نہ تھی
ہمارے پاس وقت بہت کم تھا ہمیں اپنے گھر
والوں کو بتانا ہوگا میری جان نے تو اپنے گھر
والوں کو کسی بھی قیمت راضی کر لیا تھا لیکن میں
اپنے گھر والوں کو راضی نہ کر سکا کیونکہ اتنی ایمر
جنسی پھر دیگر مسائل اور پھر میری کمزوری افسوس
ہزار منتیں کرنے کے باوجود میرے پارینٹس انکار
پر ہی قائم تھے میں نے بہت منت سماجت کی لیکن
انکار خانے میں طوطی کی آواز سنتا میرے بہن
بھائیوں نے بھی میری بہت سفارش کی لیکن شاید
خدا کو منظور تھا اور میری جان کا اس کی مرضی کے
خلاف رشتہ طے ہو گیا

بچپن سے جس بت کو تراشتا رہا ہوں میں
پلکیں بن گیا تو خریدار آ گئے

آج مجھے انتہائی دلی صدمہ ہو رہا تھا ایک تو
اپنا پیار کھونے اور دوسرا اپنے پارینٹس پر ان
پارینٹس کا جنہوں نے میرا مان توڑا اور ان
پارینٹس جنکا میں نے ہر طرح کا مان رکھا ہے اپنی
تمام خواہشیں ہر طرح کی آسائشیں بھول کر اپنے
والدین کو خوش کرنے کی کوشش کی جنگلی ہر بات پر
سر جھکاتا رہا۔ اپنی کسی بات پر بھی ان کو دکھ نہیں
دیتا تھا الغرض مکمل فرمابرداری کا ثبوت دیتا رہا اور
آج وہی فرمابرداری میرے گلے پڑ گئی اس سے
بڑھ کر میں کون سے فرمابرداری کا ثبوت دے سکتا
تھا ان کی رضا کی خلاف اپنا پیار قربان کر دیا۔

محبت ہم نے کی جو اک خطا ہو گئی
کی وفا تو زندگی سزا ہو گئی
وفا کرتے رہے ہم عبادتوں کی طرح
پھر عبادت خود ایک گناہ ہو گئی
کتنا سہانا تھا سفر جب اک ساتھ تھے ہم
پھر کیا ہوا کیوں منزل جدا ہو گئی
کوئی اور چاہت کوئی حسرت نہ رہی باقی
جب ہماری دوریوں میں خدا کی رضا ہو گئی

آج تک تو ہم نے سوچا بھی نہ تھا کہ ہمیں یہ
وقت بھی دیکھنا پڑے گا لیکن خدا کی ذات ہر طرح
کے وقت دکھاتی ہے آج احساس ہوا کہ انسان
نجانے اپنی آنکھوں میں کیسے کیسے سندر سپنے دیکھتا
ہے کیا کیا تاج محل بناتا ہے مگر رضائے الٰہی کچھ

اور ہی ہوتی ہے۔

یہ دن راتیں کیسے بیتی ہیں بیان نہیں کر سکتا نہ دن کٹتا اور نہ ہی رات ڈھلتی اور رو رو کر آنکھیں سوجھ جاتی بند کمروں میں قیدی بن کر رہ گیا ایک دوسرے کی یاد کے جگنو سینے میں سجائے خون کے آنسو بہاتے میری یہ حالت دیکھ کر مجھے میرے اپنے قیمتی قیمتی مشوروں سے نوازتے کہتے۔

کیا حالت بنا رکھی ہے بالکل مجنوں بنا ہوا ہے بھول جا اسے اب انہیں کیا پتہ جو من میں رہتے ہوں وہ بھلائے نہیں جاتے۔ کیسے بھول جاؤں دنیا والو کیسی باتیں کرتے ہو صورت تو صورت ہے نام بھی اچھا لگتا ہے۔

اس سے پہلے تو کسی نے کوئی پابندی عائد نہیں کی تھی مگر ہماری بربادی کے ساتھ ہی اپنے زخموں پر نمک چھڑکنے کی غرض سے میری جان کے موبائل استعمال پر بھی پابندی لگ گئی لیکن یہ پابندیاں کسی میری جان تو موقع پاتے ہی رابطہ کر لیتی مگر کہاں یہ دو چار منٹ کی بات اور کیا دن رات میسج پر بھی نہ ہونے پر پہلے ہی بہتر ہے کہ جینے کے قابل نہ رہے شاید خودکشی سے ہی آتما کو شانتی ملتی پر نجانے ایک دوسرے کی دی ہوئی قیمتوں کی خاطر ہم ایسا کچھ نہ کر سکتے اپنے خاندان کی آبرو کی خاطر یا پھر خدا کی تقدیر پر ہم ایسا کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکے ورنہ میری جان نے زہریلی گولیاں بھی لے کر رکھی تھیں اور میری بھی یہی سوچ تھی کہ ایسا ہی کہ وہی گولیاں ایک ساتھ کھائی ہیں اور اسی نگری میں اپنی جان دے دینی ہے پھر دونوں اکٹھے ہو جائیں گے مگر شاید خدا ہمارا جیتے جی اکٹھا ہونا مقصود ہو اس لیے کچھ نہ کر پائے۔

یہ سچ ہے کہ کوئی مرتا نہیں کسی کی جدائی سے
لیکن
خدا کسی کو کسی سے جدا نہ کرے

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زخم پرانے ہونے لگے تو کچھ دن اور میری جان نے مجھ سے رابطہ چھوڑ دیا اس کا رابطہ ختم کرنا میرے دل پر خنجر چلانا تھا مگر اس کی مجبوری تھی اور میں بہت اپ سٹ رہنے لگا اور پھر دل کو اس بات کی خوشی بھی ہونے لگی کہ چلو میری جان تباہی اور بربادی سے بچنے کی خاطر رابطہ ختم کر رہی ہے اور اپنے جیون ساتھی کی طرف رخ کرنے لگی ہے اور میں دل ہی دل میں اپنی جان کے دعائیں کرنے لگا خدا میری جان کو برباد ہونے سے بچا اس کا دل اس کے منگیتر کے ساتھ لگ جائے اور اپنے لیے تپتے دل سے موت کی دعائیں کرنے لگا کہ یا خدا اب محبوبہ کو دی قسم تو زبھی نہیں سکتا تو اپنی رضا کے ساتھ مجھے سنبھال لے مگر خدا بھی جائز دعا قبول فرماتا ہے اس دوران میرا دن کا چین اور رات کی نیند مجھ سے مکمل خفا ہو گئی رات کو بستر پر گویا یوں لگتا یوں جیسے سوئیاں چبھ رہی ہوں آنکھوں سے پانی کی برسات بستر کو گیلا کر رہی تھی۔

یادوں میں تیری ہم جاگتے ہیں اللہ کی قسم دلبر گواہ راتیں آہیں بھرنے کروٹیں بدلنے میں دی گزر ہم نے بے پناہ راتیں روتے روتے گئی بات سحر ہو گئی مائی لو جب ہوتی ہیں تو وہ راتیں ہو گئیں سحر گل چراغ سارے اب تو ساتھی ہی جانم سیاہ راتیں۔

قارئین محبت کے بڑے ہی اذیت ناک لمحے ہیں وہ جب انسان کو کسی حد تک چاہتا ہو کر محبوب کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو اور

پھر بھی اس کا پیار اسے نہ مل پائے اور وہ کسی اور کے نصیب میں ہو جائے تب زندگی کی کوئی خوشی راس نہیں آتی ہر خوشی کے پیچھے غم کے بادل منڈلا رہے ہوتے ہیں زندگی سے نفرت ہو جاتی ہے انسان خود کو آسمان سے زمین پر گرتا محسوس کرتا ہے اتنا حسین جہاں بھی انسان کو بھلا نہیں لگتا کوئی اچھی بات بھی بتائے تو بری لگتی ہے بس یہی حالت کچھ میری بھی تھی کبھی میں بھی فضاؤں میں اڑ تا تھا مگر آج تیزی اسے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا ہے۔

آج کے دور میں زمانے والے بھی موقع ملتے ہی سازشیں کرنے لگتے ہیں جب میری جان کے میرے رابطے کا دنیا والوں کو پتا چلا کہ اب رابطہ منقطع ہو گیا ہے تو میری جان یہ تو مت لگنے لگے کے میرے کانوں میں آئے روز ہی میری جان کے خلاف اور میری جان کے خلاف بجز کا یا جانے لگا اور میری جان کو میرے خلاف لیکن جہاں دل ملے ہوں وہاں کسی کی باتوں کو دل تسلیم نہیں کرتا۔

ارے ستم گر دنیا والو تمہیں پتا ہونا چاہئے ضروری نہیں موبائل پہ رابطہ ہو یا کسی اور ذریعے کا دل کا رابطہ سدا برقرار نہیں رہتا ہے جس سے دل کی دنیا آباد ہو اس کے خلاف کچھ بھی یقین نہیں آسکتا اس کی غلط حرکتیں بھی اچھی ادائیں لگتی ہیں لہذا کسی زخمی دل پر نمک چھڑکنے کی حرکت نہیں کرنی چاہئے کسی ٹوٹے دل کو اگر مرہم نہیں لگا سکتے تو اسے چھلنی بھی کرنے کی ناکام کوشش مت کریں ایماسہیل۔

ہمارے رابطے ختم ہوئے کو ساتھ ماہ ہو گئے ہماری جدائی کی گھڑیاں دن ہفتے مہینے اور پھر سال بیت گئے اور ہمیں جدا ہوئے تین سال ہو گئے ان تین سال بعد میری جان کے گھر جانے اتفاق ہوا تو دماغ مجھے روکنے لگا کہ اتنا عرصہ جدائیوں میں بیتا دیا اب اکھٹے ہوں گے تو پھر ہماری پریم کہانی شروع ہو جائے گی جواب بے مقصد ہے لہذہ نہیں جانا چاہئے لیکن جب دل کا دشمن میدان میں اتر آئے تو ہمیشہ دل کی ہی جیت ہوتی ہے دماغ کی پھر کون سنتا ہے سو دل نے کہا نادان محبوب کے در کا شرف کب کسی کو حاصل ہوتا ہے اگر خوش قسمتی سے یہ موقع ہاتھ آجائے تو اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے سو دل کی جیت ہونے پر میں ذرہ بھی میرے دل میرے دل میں اعلیٰ مقام رکھتا ہوں پہلے تو جانے کی تیاری نہ تھی جب جانے لگا تو یہ سفر کٹنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا آخر وہ سہانی شام بھی آگئی جب شہر ملتان کی نگری میں میرے قدم پڑے پھر رفتہ رفتہ در یار کی طرف چل نکلا

کیوں ملاؤں ان کی آنکھوں سے آنکھیں
وہ آنکھوں سے اپنا بنا لیتے ہیں
ساحرانہ آنکھوں سے جب وہ ہمیں دیکھیں
ہم گھبرا کر آنکھیں جھکا لیتے ہیں

آج برسوں بعد جب میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے آیا تو بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اب یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ یہ خوشی کے آنسو ہیں یا غم کے۔

مانا کے تیری دید کے قابل نہیں ہیں ہم
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ
میری حسرتیں دیکھ
میری چاہتیں دیکھ
میرا قول دیکھ میرا قرار دیکھ
میرے دل کی دنیا آباد کرنے والے

تجھے تڑپتا بے قرار دیکھ
میری آنکھیں اشکبار دیکھ
میری حسرتوں کا شمار دیکھ
میری صنم تو میرا پیار دیکھ

سوچا تھا کہ آج میری جان تو مجھ سے روٹھ گئی ہو گی اسے مناؤں گا کیسے مگر میری جان تو میرے انتظار میں بیٹھی تھی اسے منانے کی ضرورت نہیں تھی ہم ہر طرح کی دوریاں تمام رنجشیں ختم کرتے ہوئے ایک بار پھر محبت جیسے عظیم بندھن میں باندھ گئے پھر سے ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا سب سے پہلے تو اپنی اپنی غلط فہمیاں دور کیں جو یہ ظالم سماج والے لوگ ایک دوسرے کے خلاف بولتے رہتے زمانے والے بھی کیا مارے اپنے ہی ہمیں بولتے رہے ہمیں جدا کرنے کی خاطر یہ سب کر رہے تھے جس کا آج علم ہو گیا تھا۔

ہماری محبت پھر سے بڑے زور اور شور سے چلنے لگی تھی جسے میں دوہری محبت کا نام دے سکتا ہوں یہ محبت اب صرف خدا کی ذات سے گزر گزر کر نکلتے ہیں باقی کسی اپنے خونی رشتے پر بھروسہ نہیں کر سکتے انشاء اللہ خدا کی ذات ہمیں اپنا کھویا ہوا پیار لوٹا دے گی فرسٹ ٹائم تو ہماری محبت کے چرچے عام ہو گئے تھے جب یا ازل سے ہی یہ دنیا محبت کی دشمن ہے کبھی راستے میں کوئی رکاوٹ اور کبھی کوئی رکاوٹ عائد کر دیتی ہے۔

دل سے محبت کی دشمن ہے دنیا
ہمیں دو دلوں کو ملنے نہ دے گی

اب دوہری محبت کا کسی کو پتہ نہیں چلنے دیں گے خاموشی سے ہی رب کے سامنے فریاد کریں گے اور وہی فریاد سننے والا ہے۔

قارئین سے بھی میری التماس ہے کہ ہمارے حق میں دعا کریں تاکہ میں اپنی جان کی چھینی ہوئی خوشیاں اسے لوٹا سکوں اس کے سپنے اس کے ارمان پورے کر سکوں اس نے میرے ہی نام کے سپنے دیکھے ہیں اور انہیں میں ہی پورا کروں گا آج کل لوگ دن رات موبائل پر خوش گپیاں لگاتے پھرتے ہیں جب کہ میں نے اپنی جان کا یہ حق بھی چھین لیا ہے کاش میں اس سے اظہار محبت نہ کرتا تو آج وہ بھی اپنے منگیتر کے ساتھ خوش رہتی اور اس کی خوشی ہی مجھے مقصود ہے میری جان وفا جان تمنا جان جگر نے آج تک نہ تو اپنے منگیتر سے بات کی اور نہ اسے اپنا ہونے والا پارٹنر تصور کر سکی وہ میری چاہت میں رسوا ہو رہی ہے میری بھرپور کوشش کے باوجود بھی اپنے منگیتر کو نہ تسلیم کر پائی یا خدایا تو میری جان میرے نام سے منسوب کر دے اور یا اسے اپنے منگیتر کی طرف گامزن کر دے میں اس کے لبوں پہ مسکراہٹ دیکھنا چاہتا ہوں مگر مسکراہٹ تو دور کی بات میری جان نے تو اپنا حلیہ بھی بہت تبدیل کر لیا تھا پہلے تو وہ خوب بج سنور کے رہتی تھی خوب زلفیں سجاتی تھی جب کہ اب اسے آراستہ رہتی تھی اب بالکل سادگی اختیار کر لی تھی نہ تو سجا سنورا کرتی اور نہ ہی زلفوں کی وہ بناوٹ رہی اور نہ ہی لبوں پر وہ مسکراہٹ افسوس مائی لو میں نے تمہارے ساتھ ظلم کیا تمہارے معصوم سے دل کو توڑ دیا جس میں میں برسوں سے رہتا تھا کاش لقمان تو لوہی ٹوٹے دل کا بھی علاج کر جاتا جہاں ہر مرض کا تو نے علاج کیا تو زخمی دلوں کی شفا کا بھی کوئی طریقہ بتا جاتا تو اپنی محبوبہ کے دل کو مرہم لگا سکتا۔

اب مرہم کا یہی تو واحد راستہ ہے جس پر ہم

پھر گامزن ہو گئے تین چار روز بعد میری واپسی کی تیاری ہونے لگی اپنی کھوئی ہوئی محبت کو پھر سے پانے کی حسرت لیے چار روز بعد اپنی محبوبہ کی آنکھوں میں آنسو دے کر واپس آ گیا آنسو تو میری آنکھوں میں بھی بہت تھے مگر یہ تو پانی کے قطرے ہیں جن کی مجھے پرواہ نہیں جبکہ میری جان کے آنسو نہیں انمول موتی ہیں جو سیدھے میرے دل پر ٹپکتے رہے اس لیے میں ان کی بہت قدر کرتا ہوں۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

دوران سفر کبھی دل خون کے آنسو روئے اور کبھی دل میں انہونی سی خوشی مل جائے جدا ہونا میرے آنسو کا سبب تھا اور خوشی اس بات کی کہ سب غلط فہمیاں بھی دور ہو گئی دلربا بھی راضی ہو گئی اور دلربر بھی محبت بھی سٹارٹ ہو گئی اور اب یہ محبت ہمیں کبھی رسوا نہیں کرے گی کبھی ٹوٹنے نہیں دے گی کبھی بکھرنے نہیں دے گی ہمارے سارے دکھ درد بانٹ لے گی۔

قارئین ہوں والدین اپنی اولاد کے مستقبل کا بہتر سوچتے ہیں ان کے فیصلوں میں خدا کی رضا بھی شامل ہوتی ہے اور دنیا اور آخرت کی بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے مگر افسوس اس بات کا کہ اسلامی معنوں میں بھی شادی کے فیصلوں میں اولاد کی مرضی کا انہیں اختیار دیا گیا ہے پھر کوئی اس بات کو کیوں نہیں سوچتا کیوں اولاد کی زندگی برباد کر دی جاتی ہے جب کہ دل پر ایسا زخم لگ جائے تو انسان جینے کے قابل نہیں رہتا اگر جینا بھی ہے تو مر مر کے لائق۔

قارئین میں آج جی رہا ہوں تو بس اپنی جان کی خاطر باقی کسی قابل نہیں رہا میری سانسیں میری اپنی نہیں رہی میرا بدل میرا اپنا نہیں رہا میں اپنی جان کے نا بالکل ادھورا ہوں ٹھوکر لگنے سے گر جاتا ہوں مجھے میری جان ہی مکمل کر سکتی ہے جواب ناممکن سا لگتا ہے کیونکہ وہ کسی اور کے نام منسوب ہو چکی ہے اور ہم کوئی ایسا ویسا غلط قدم نہیں اٹھانے کے حق میں نہیں ہیں جس سے خاندان کی عزت آبرو پر داغ آئے اگر روز روز زبردستی سے اپنی بات منوا بھی لیں پھر بھی ہمارے خاندان بکھر جائیں گے ہمارے آباؤ اجداد کے زمانے سے جو خاندان جس روایت کے مطابق قائم رہے ہیں نہیں اب جدا جدا نہیں کرنا چاہتے بس ایک خدا کی ذات پر ہی بھروسہ ہے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا خدا کی ذات سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایک کر دے اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر میری زندگی میں اور کوئی نہیں آئے گا۔

اب تک ہماری محبت کو پانچ برس کا عرصہ بیت گیا تھا مگر ہمارے لبوں پر حقیقی مسکراہٹ نہ آ سکی بظاہر تو دکھاوے کے تحت ہنس لیتے مگر حقیقت میں بہت ٹوٹے ہوئے تھے۔

راتوں کو اٹھ اٹھ کر جن کے لیے روتے ہیں
وہ محبوب پیارے کب کسی اور کے ہوتے ہیں
ٹوٹے ہوئے دل والوں کی آدائیں یوں ہوتی ہیں
رونق میں وہ ہنستے ہیں تنہائی میں روتے ہیں

وقت تو جیسے بھی ہو گزر جاتا ہے میں اپنی جاب کے سلسلے میں لگا رہا اور دو سال کا عرصہ بیت گیا دو سال بعد اچانک ایک ایسا کربناک واقعہ ہوا جس کی میں تفصیلات نہیں لکھ سکتا البتہ اس واقعے نے ہمیں ایک بار پھر ملا تا تھا میں نے سوچا کہ اب اگر محبت خونی رشتوں سے ہو تو دوریاں

کتنی بھی سہی زندگی میں کئی بار ملنے کا موقع ضرور ملتا ہے کچھ قسمت کے مارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو عمر بھر تڑپتے ہیں مگر دیدار حاصل نہیں ہو سکتا میں اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں جو مجھے اس سے محبت ہوئی تو ایک نہ بھی ہو سکے تو بھی ملتے ملاتے دیدو دیدار کرتے ہی رہیں گے اپنے دکھ غم شئیر کرتے ہی رہیں گے اس بار میرا محبوب اس کربناک واقعے کے پیش ونظر میرے گھر آیا تو سہی مگر تھوڑا لیٹ کیونکہ میری چھٹی ختم ہو چکی تھی مگر ایسی محبت میں اگر دو پل کا دیدار بھی کرنے کا موقع مل جائے تو وہ بھی غنیمت تھا مجھ کو دو دل کا موقع ملا ہوا تھا بس دو دن گپ شپ لگائی دکھ درد بانٹے اور سب کو چھوڑ کر میں الوداع ہونے لگا مگر اپنی جان کو تنہائی میں گلے لگا کر رو کر الوداع ہونا نہ بھولا۔

تو بھی چلا چھڑا کے دامن
درد دل پھر کس کو سنائیں گے ہم
کس کو ہوگا احساس اتنا
ہوگا کون جو گلے لگائیں گے ہم
پیا نیل سی ہستی اجیل چشمے
دلبر کس کے ناز اٹھائیں گے ہم
لوٹ چپکے سے مائی لو چلے آنا
ورنہ تیرے بنا تو مر جائیں گے ہم

اب کی بار مجھے ناران اور کاغان کی وادیوں میں جانا تھا اور یہ سہانا سفر میرا پہلے کی نسبت زیادہ کربناک گزرا تھا کیونکہ راستے میں میری ایک چھوٹی سی خطا پر میری جان خفا ہو گئی تھی اور لاکھ منتیں کرنے پر بھی راضی نہ ہوئی جب باتیں کرتے کرتے میں نے اس کی بنا پر ایک بات پوچھی تو اس نے کال ڈراپ کر دی اس کے بعد نہ کال ریسیو کی اور نہ ہی میسج کیا چونکہ اب کی بار گھریلو پریشانیوں کے ساتھ ساتھ محبوبہ کی جدائی اور اوپر سے یہ ناراضگی کیسے برداشت کرتا سو منت سماجت معافی تلافی کے میسج کیے مگر ضدی لڑکی نے میری ایک نہ سنی دوران سفر خوب تڑپا لیکن کون میری حالت دیکھتا سوچا اگر میرے جوان برادر کی ڈیتھ نہ ہوئی ہوتی تو شاید آج وہ میری ہو جاتی مگر گھر میں ابھی تک ماتم ختم نہیں ہوا تھا اوپر سے یہ دوسرا کیسے سب برداشت کرتے اور پھر خودکشی سے متعلق اپنی جان سے کیے ہوئے وعدے بھی مجھے یاد تھے سو ہر طرح کا ارادہ کینسل کرتے ہوئے دکھوں غموں کا سامنا کرنے لگا۔

روٹھ جانا تو محبت کی علامت ہے لیکن
وہ مجھ سے اتنا خفا ہوگا سوچا ہی نہیں تھا

آج صبح سے کچھ بھی کھایا پیا نہیں تھا اور یہی فیصلہ کیا تھا کہ محبوبہ کو راضی کر کے ہی حلق سے کچھ نیچے اتاروں گا مجھے پتہ تھا کہ میری جان زیادہ دیر خفا نہیں رہ سکتی کیونکہ اس سے پہلے بھی وہ کئی بار مجھ سے ناراض ہوتی رہی اور مگر جلد ہی مان جاتی تھی اور آج بھی جلدی راضی ہو جائے گی لیکن پہلے والی ناراضگی سے تو محبت بڑھتی تھی اور آج اس موقع پر اس کی ناراضگی سخت ناگوار گزری ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے ناراض ہونے پر اسے منانا مجھے بہت اچھا لگتا تھا میں تو کبھی اس سے روٹھا ہی نہیں اور نہ ہی کبھی اس کی ناراضگی کو تسلیم کیا ہے بس گھڑی دو پل کے لیے وہ ناراض ہو کر اپنی عادت ہی پوری کیا کرتی تھی کیونکہ یہ سب اس کی اداؤں میں شامل تھا کبھی روٹھنا کبھی مان جانا کبھی سنگدل اور کبھی رحم دل کبھی دل کو توڑنا کبھی ٹوٹے دل پر مرہم لگانا یہ سب اس کی ناقابل فراموش

ادائیں ہیں۔ ادائیں بھی ہیں خطائیں بھی ہیں
میرے محبوب میں زلفوں کا خم تشبیہوں کی مستی قتل
لازم ہے دل والوں کے شام ڈھلتے سائے تھے
جب میں دریائے جہلم کے کنارے بیٹھا اپنے گھر
اور نہ اپنی منزل کا گھر سے بھی دور اور منزل سے
بھی دور محبوبہ کی یادوں میں کھویا ہوا تھا اور ساتھ
ڈھلتے سورج کا نظارہ کرتے ہوئے دل کی کتاب
کھول لی اور وہ وقت یاد کرنے لگا کہ جب میری
محبوبہ کہتی تھی کہ میرے ساجن تم میرا پیار میرا قول
میرا قرار میرا سب کچھ تم ہو میرے انتظار کی
راحت ہو تم میری حسرت ہو میری چاہت ہو
میری اپنائیت ہو تم میرے سپنوں میں ہو تم میرے
اپنوں میں تم میری سانسو میں تم مری دھڑکنوں
میں تم تمہیں میری زندگی تمہیں سے میری بندگی ہو
تم میں تمہارے بنا ادھوری ہوں تمہارے بنا جی
نہیں سکتی تو آج کیسے یہ سب تم ڈھانے لگی ہو۔

کتنی اداس اداس سی ہے میرے دل کی فضاء
لے کر اپنے ساتھ بہاروں کا کارواں اب مان
جاؤ
کسی نوٹے دل کی پہلی خطا سمجھ کر دلبر
کر دو معاف مجھے سمجھ کر نادان اب مان جاؤ
ذرا سی جذباتی ہو دل کے برے نہیں ہیں ہو تم
بھول کر پرانی رنجش میری جان اب مان جاؤ
تیری قدر و قیمت معلوم ہوئی مجھے ٹوٹنے کے بعد
تیرے روٹھنے سے ہوئی دل کی دنیا ویران اب مان جاؤ
یہ منزل یہ نظارے تجھ سے کرتے ہیں میری سفارش
تو روٹھا تو روٹھا ہے سارا جہاں اب مان جاؤ
تجھے منا رہا ہوں پریم سے جانے دو یہ غصہ
مانا کہ میں ہوں بہت نادان اب مان جاؤ
میری توبہ جو کریں اف بھی تمہارے سامنے
میرے اپنوں نے بنایا مجھے انجان اب مان جاؤ
تجھے واسطہ ہے مری اس نام الفت کا
جواب نہ مانی تو دے دوں گا اپنی جان اب مان جاؤ

درد تنہائی کے عالم میں اپنی جان کو اپنی زندگی
کا واسطہ دیتے ہوئے یہ میسج کیا پھر کال کی تو اس
نے کال ریسیو کی اور میری ان ٹوٹی سانسوں میں دم
آ گیا فرسٹ آف آل تو اپنی غلطی کی معافی مانگی
آئی ایم سو سوری مائی لو پلیز فارگیو مائی آل مس
ٹیکس اینڈ آئی لو یو سوچ۔ تو جواب میں میری جان
نے معذرت خواں انداز میں کہا۔
آئی لو یو ٹو مائی ساجن اینڈ ایا لو گیٹ آن مائی
بیڈ بی ہو سوری اپنے غصے کو کنٹرول نہ کر پائی اور
آپ میری اس عادت سے واقف بھی ہو لیکن
میری جان ایسے موقعوں پر جب کسی کو حوصلے کی
ضرورت ہوتی ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کرنی
چاہئے نہ کہ حوصلہ شکنی یوں ناراضگی تو ختم ہوئی مگر
اب یادوں کا سلسلہ قائم ہو گیا تھا اب یہ جدائی کے
لمحات کیسے کنٹرول کر پاؤں گا مگر یادیں تو عمر بھر کا
ساتھی ہیں کچھ بھی ہو انسان اپنا پہلا پیار کبھی نہیں
بھول پاتا مگر اگر محبت دو طرفہ ہو تو یہ یادیں دل کو
ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں جبکہ میرے لیے یہ یادیں
بے بہا قیمتی تحفے کی صورت میں ہیں جنہیں اپنے
کلیجے سے لگائے رکھتا ہوں اور اسی میں میری
راحت ہے۔

سر مصیبتاں گھٹا بن چھائیاں ہوئیاں
یاداں ماہی دیاں بے بہا آیاں ہوئیاں
کہندا اوہ نوں جنے تینوں بھلائیاں
تیری یاداں کلیجے سنگ لائیاں ہوئیاں

رات باوجود کوشش کے بھی پاگل نہ سو سکی تو
رات بستر پر کروٹیں بدلنے میں گزار دی تھا اور

نجانے رات کے کس پہر میں نیند کی دیوی مجھ پر مہربان ہوئی اور صبح اس وقت آنکھ کھلی جب میری جان پاس آ کر گڈ مارننگ کہنے لگی منظر بہت حسین تھا اپنی جان کو اچانک اپنے پاس پا کر اپنی قسمت پر رشک آنے لگا کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر اچانک میری آنکھ کھل گئی دائیں بائیں دیکھا تو خود کو تن تنہا پایا دور تک میری جان کا نام و نشان نہ تھا جلدی سے اٹھا اور نہا دھو کر اپنے اگلے سفر کی تیاری میں لگ گیا اتنے میں جان من کی مس کال آئی اور پھر باتیں شروع ہو گئیں ساتھ ساتھ سفر بھی جاری تھا شام کو گاڑی نجانے کن کن راہوں سے گزرتی جا رہی تھی میری منزل کی طرف لے گئی اور پھر ہمارے میسجوں کا سلسلہ بحال ہو گیا۔

جیہاں سے تجھکو جدا ہم کریں گے
محبت کے وعدے وفا ہم کریں گے

تیرے ساتھ جو جینا تیرے ساتھ ہو مرنا
قسم ایسی تو اک دعا ہم کریں گے

ہو پوری وہ اپنی عبادت کی جس سے
وہ فرض محبت ادا ہم کریں گے

وفاؤں میں گزرے گی میری ساری حیاتی
نہ بھول کر کبھی بھی جفا ہم کریں گے

گھڑی دو پل کا تو یہ قصہ نہیں جانم
تیرے دل کی دنیا سے صدا ہم کریں گے

ایک تو یہاں بالکل فرصت کے لمحات تو پھر دلربا کی یاد وقت گزرنے کا نام ہی نہ لے کبھی کبھی دل میں یہ خیال آتا کہ کاش محبت نہ ہوتی یا اگر ہوتی تو بھی اتنے دوری نہ ہوتی کہیں قریب ہی کی ہوتی تو کم از کم اس آس پر ٹائم گزر جاتا کہ گھر جاؤں گا تو ملاقات بھی ہو جائے گی مگر اب کس آس پر ٹائم پاس کروں کہ گھر تو جا رہا ہوں گا مگر صنم کے محلے میں نجانے کب جانا نصیب ہو گا مگر محبت کب دوری نزدیکی دیکھتی ہے یہ تو کسی بھی وقت کسی سے بھی ہو جاتی ہے البتہ دوری کی محبت میں آزمائش بھی ہے اور آسائش بھی ہے جب ملنے کی کوئی آس امید نہ ہو تب کسی کی یادوں سے دل کو تسلی دینا کیونکہ وہ لوگ جو دن رات محبوب کا دیدار کرتے ہوں انہیں کبھی بھی وہ لذت نہیں مل سکتی جو ان لوگوں کو ملتی ہے جو کسی کی یاد سے دن مہینے اور سال گنتی میں گزرتے ہو اور کمان سے نکلے تیر کی طرح کسی کی یادوں سے اپنے دل کو چھلنی کرتے ہوں اور ملاقاتوں کے بعد جب دیدار یار ہوتا ہے تب جو مسرت انہیں ملتی ہے وہ انہیں کہاں نصیب جو دن رات ملاقات کرتے ہوں۔

مہینے وصل کی گھڑیاں جدائی کی اور یاد صنم جیسے کٹے یہ سفر کہاں میری جان تم اور کہاں ہم دوریوں میں محبت بڑھتی چلی جاتی ہے جس طرح انسان کے پاس جو چیز میسر ہو اس کی قدر و قیمت کم ہو جاتی ہے اسی طرح اپنی محبت اگر پاس ہو تو اس کی قدر و قیمت وہ نہیں رہتی جو دور رہنے سے ہوتی ہے۔ ہماری محبت بھی آنے روز بڑھنے لگی اور اس مقام پر جا پہنچ چکی ہے جہاں سے جیتے جی کوئی واپس نہیں لوٹ سکتا ہم دونوں اپنا اپنا پیار پانے کے لیے بے قرار تھے خدا جانے یہ بے قراری کب ختم ہو گی رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو موصوم صیام کی پابندی کے ساتھ نماز میں اپنا پیار مانگنے لگے۔

ہم میں یہ طے شدہ پروگرام کے مطابق عید الفطر کے روزے جو کہ محض اپنا پیار پانے کی نیت سے رکھے اور خوب گڑگڑا کے خدا سے اپنا

پیار مانگا خدا ہماری اس خطا کو معاف فرمائے کیونکہ ہماری نیت میں فتور تھا ان دعاؤں سے اب اپنے پیارے کے علاوہ کچھ بھی نہیں مانگنے کا ہمارے پاس ڈھنگ نہ تھا ہر وقت ہمارے دل سے اپنی محبت کی سلامتی کی دعا نکلتی اور کچھ بھی نہیں مانگا جا سکتا اور انہیں دعاؤں کے کارن ہمیں نوے فیصد یقین ہو گیا کہ خدا ہمیں ضرور ایک کرے گا مگر کیسے۔ اس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں تھا ہاں خدا کے ہاں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں رحمت خداوندی سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے وہ سب کے دلوں سے خوب واقف ہے اور وہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔

رکھیں گے ہم تجھے دل کی دنیا میں بسا کر
چھوڑیں گے نہ تجھے کبھی ہم اپنا بنا کر
یہ عمر گزار دیں گے تیرے پیار میں
ہر خواہش بھلا دیں گے ہم تجھے پا کر

وقت گزرتا گیا شام میری جان نے میسج کیا

آ جا کہ ابھی ضبط کا موسم نہیں گزرا
آ جا کہ اس شہر میں اب تیری کمی ہے
تیرے نام سے تو آباد ہے میرے دل کی دنیا
تیری دید کی خاطر تو آنکھیں ترس رہی ہیں

اس شعر کو پڑھ کر میں سمجھ گیا میری جان کو شدت سے میری کمی ہوئی اب وہاں پہنچوں کیسے وہاں تو میرا پورا خاندان آباد ہے کوئی بھی مجھے دیکھ سکتا ہے پھر میری جان پر قید و بند اور موبائل پابندی لگ جاتی پھر ٹائم کیسے گزرے گا سو اپنی طرف سے ایک رات ملاقات کا ٹائم مقرر کیا پھر اپنی جان کو بتایا تو اس نے انکار کر دیا کہ رات کو گھر سے باہر نہیں نکل سکتی اور دن کو میں وہاں نہیں پہنچ سکتی تو اپنی جان سے معذرت کر لی کہ میں نہیں آ سکتا تو کہنے لگی۔

میرے ساجن تمہیں آنا ہوگا اور اب بھی آنا ہے اور میری شادی پر بھی آنا ہوگا۔

اس کی شادی والی دعوت تو میرے لیے آزمائش بن گئی تو میری جان اب کی بار تو میں بہت جلد ملنے آ جاؤں گا مگر تمہاری شادی پر بھلا کیسے آ سکتا ہوں تم جس کسی غیر کی ڈولی میں بیٹھو گی تو میں یہ سب کیسے برداشت کروں گا ہاں البتہ اگر یہی چاہتی ہو کہ میں تمہاری شادی پر آؤں تو میں ضرور آؤں گا لیکن وہاں سے میری واپسی میری میت ہو گی میں یہی آنے میں جیتے جی نہیں آ سکتا کیونکہ میرا دل بہت کمزور ہے اور ٹوٹ کر تو بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا ہے اور یہ سب سہنے کے قابل نہیں ہے۔

ادھر زندگی کا جنازہ اٹھے گا
ادھر زندگی تیری دلہن بنے گی
یا تب میرے دل سے یہی صدا نکلے گی
سدا میری جان صدا نہ رہے

آج کے بعد نہ ہی سائل بن دامن پھیلائیں گے ہم
رو دیں گے بیٹھ تاریکیوں میں
اب نہ الفت کے دیپ جلائیں گے ہم
دلبر دل روتا ہے ساتھ مقدروں کے
اور قسمت کیا اپنی آزمائیں گے ہم
تڑپ تڑپ کر دلبر دے دوں گا جان اپنی
تیری چوکھٹ پہ سر اتنا ٹکرائیں گے ہم

ہاں ایک خط پوٹھوہار کا گیت میرے ذہن میں جھول رہا تھا۔

چڑھ کے چوکی سے وجن کے غسل کیتا
مینوں تخت تے رکھ نہلایا گیا

اس نوں گھوڑی رنگ بھرنگے جوڑے
مینوں کفن سفید پوایا گیا
ادھر بجیاں شادمانیاں تے محفلاں
ادھر لا الہٰ دا ورد پکایا گیا
بڑیا دھماں نال اگی بارات اس دی
میں دیوانے دا جنازہ اٹھایا گیا
جس قاضی نے پڑھیا نکاح اس دا
اوہو میرا اوہ امام بنایا گیا
اس نوں اس گھر تے یار ملیا
میرا گور ٹھکانہ بنایا گیا

دلبر جان دیتی ہے پتا اے چلیا
او جان تو پیارا محبوب نہیں بنایا گیا

اگر میری جان میرے دل کی یہ صدا نہیں سنا
پاتی ہو تو پھر مجھے بے شک اپنی میرج پر انوائٹ
مت کرنا رہو اپنی جان قربان کرنے آ جاؤں گا لیکن
خدا میری جان کی زبان مبارک کرے جو اپنے
بارے کہنے لگی۔

میرے ساجن ابھی تو تم مجھے ملنے آؤ گے
جب میری شادی پر مجھے لینے میں تمہارے نام کی
مہندی لگا کر تمہارا ویٹ کروں گی۔ خدا تمہاری
صدا میں سننے کی نوبت ہی نہیں آنے دے تم میرے
لیے ڈولی لانا اور مجھے ساتھ لے جانا کسی اور کی
ڈولی میں بیٹھنے سے پہلے میری میت کیوں نہ
اٹھائی جائے۔

میرے دوستو کبھی یوں پانسا پلٹتا ہے وہ بھی
کوئی وقت تھا جب میری جان نے کہا تھا میرے
ساجن بس میں تمہاری ہوں اور تمہاری ہی رہوں
گی اپنے ہاتھوں میں تمہارے نام کی مہندی
سجاؤں گی تمہارے ساتھ تمہاری زندگی بن کر
رہوں گی بننے والے نے مجھے صرف تمہارے
لیے ہی تو بنایا ہے کہاں میری جان کی ڈولی اٹھنے
کے الفاظ اور کہاں آج اس کے لبوں سے اس کی
میت اٹھنے کے الفاظ یہ وقت کی کڑی چال ہے جو
انسان کو نہ ادھر کا چھوڑتی ہے اور نہ ادھر کا:

وہ کسی اور کی ہوگی تو قیامت ہوگی
پھر نہ کسی کو کسی سے محبت ہوگی
اسے کوئی اور دیکھے گوارہ نہیں مجھے
اس سے بڑھ کر کسے کسی سے الفت ہوگی
یا خدا کسی اور نہ ہونے دینا میری دنیا کو
میرے مولا عمر بھر پھر یہ شکایت ہوگی

ایک شام تنہائی کے عالم میں بیٹھا اپنے دل
اور دماغ سے اپنی الفت کے متعلق پوچھنے لگا یعنی
عشق اور عقل کا موازنہ کرنے لگا تو دماغ کہنے لگا
کہ یوں شہر و شہر دل بننے لگا کی خون جگر دماغ
کہنے لگا تخت شاہانہ سے دل کہنے لگا ویرانے سے سو
ویرانگی میں دل کی کتاب کھولی اور دماغ سے پوچھا
تو دماغ کہنے لگا اے نادان جب تیری زندگی
تیری محبت تیری دنیا کسی اور کے نام منسوب ہو چکی
ہے تو تو کیوں اس کی بربادی پہ تلا ہوا ہے اسے
چھوڑ کیوں نہیں دیتا اسے اپنا مستقبل کیوں نہیں
سوچنے دیتا کیا اسے برباد کر کے تجھے سکون ملے گا
اس کی زندگی میں عمل دخل کرنا چھوڑ دے میں
ٹوٹ کر بکھرنے لگا تو دل نے میرا ساتھ دیا۔

پاگل تو کیوں ٹوٹ رہا ہے کیوں بکھر رہا ہے
وہ تو محض دنیا کی نظروں میں کسی کے نام سے
منسوب ہوئی ہے حقیقت میں خدا اسے تیرے نام
سے منسوب کرے گا تجھے اپنی محبت اور میری
چاہت پر یقین ہونا چاہیے اوئے۔

یہ دل پہ لکھا نام ہے این کوئی ریت پہ لکھا
نہیں

اب موت ہمیں جدا کر سکتی کسی انسان کے
بس کا کام نہیں

دل کی ان باتوں سے مجھے بہت تسلی ہوتی اور
خاطر ہوا اور دونوں کی گزاری میں بہت ہمیشہ ہونے
کی ہوتی ہے کتنی خوشی دن گزرنے کے بعد وہ عید
آئی اور میں گھر چھٹی لے کر جانے لگا راستے میں
گاڑی میں لگا پاکا تا یہ مجھے بہت پیچھے لے گیا۔

آج پرانی راہوں پہ کوئی مجھے آواز دے

گھر کے یہ بول تھے کر میرا دل گہرائی کی
طرف گامزن ہونے لگا گویا گھر جانے سے
جانے سوچا کیوں نہ محبوب کی طرف ہی چلا جاؤں
لیکن پچھلے دنوں بعد ملتان میں میرے دوست کی
شادی تھی اس لیے خود وعدے رکھا کہ شادی پر
جاؤں گا اور تب ہی سے ملاقات بھی ہو جانے کی
لیکن اپنے دیس کی سنہری وادیوں میں بھی دل نہیں
لگ رہا تھا وقت گزرنے کا نام نہیں لے رہا تھا
گاؤں کی سرسبز اور شاداب فصلیں اور حسین ندیاں
نالے دریا چھو بھی اچھا نہیں لگا سوچتے رہتے
رہتے آخر وہ دن بھی آ گیا جب محبوب کی نگری کی
طرف میرے قدم اٹھنے لگے مارے خوشی سے برا
حال ہو رہا تھا آخر وہ ملتان اسٹیشن سے گاڑی
مجھے لے کر اس کی دنیا کی طرف لے گئی اور کتنا حسین
موسم ہو گیا جب میں اپنی محبت کی نگری میں
تھا اور جب اپنی محبت کو آنکھوں کے سامنے پایا تو
مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔

آج تقدیر میں لکھا دیدار یار بہت
سامنے جو تھی تمہاری صورت جس کا تھا انتظار بہت
اس کی معصومیت کا تھا انداز اتنا نرالا
اس قدر جان من سے آج ہوا پیار بہت
ناز تو تھا ہی مجھے اپنی قسمت پر لیکن
خاموش تھے اب آنکھیں تھیں اشکبار بہت

اپنے عزیز و اقارب سے ملا مسئلہ کیا فرمایش ہو
گرمیوں میں گھومنے چلا گیا گھر واپس آیا تو محبوب
کے ہاتھ کا بنا ہوا سامان میرا انتظار تھا دل نے کہا
میرے صنم اپنی ہاتھوں کا بنا کھانا قسمت میں لکھ
دیتا گرمی کا موسم ہونے کی وجہ سے گھر والے سب
ہی سونے لگے تو میں بھی بظاہر سونے لگا رات بھر
کروٹیں بدلتی رہی لیکن اب سونے کا وقت کہاں تھا

میرے قریب تو آؤ بہت اداس ہوں میں
آج اتنی دور سے پاس ہو بہت اداس ہوں میں
جانے محبوب کی نگری میں خوشیاں کی ہیں
مجھے یقین تو دو بہت اداس ہوں میں
شام ہوتی کی نزم جانے کی پیچھے سے دبے پاؤں
کوئی پیارا تو کہو بہت اداس ہوں میں
دور رہ کر بہت ستائی پیار کی دوالی تھی
آج تیرے پاس ہوں میں تم آزماؤ
بہت اداس ہوں میں

سارے لوگ سوئے ہوئے
تھے اور ہمیں تب کرنے کا موقع ملا یاد و کھتے
ملاقات تو کی طرف لی پیار ہمیں بجھ رہی اور محبت
میں کمی آئی [illegible] تھی ہیں اس کے بعد پھر
بھی دو ماہ تھے اور ملے تھے پھر رات گیارہ بجے
سے بارہ بجے تک وقت کا ملاقات میں ہی گزرا
ان ملاقاتوں میں کوئی ایسی بات نہیں اپنے پیارے
ہاتھوں میں ہاتھ ڈالنا اور باتیں کرنے سے لگتا تھا
گیا مدہوش کر دے گا کہ میں اپنے ارد گرد کے
حالات سے بالکل بیگانہ ہو جاتا اور کئی بار تو
ہمارے سامنے آ جاتا مگر خدا تعالیٰ ہمیں آج تک
بچاتے رہا اب کی بار بھی اور اس وقت سے پہلے
ہی میری جان اٹھ رہی تھی اور خدا کی ذات
ہمارے عیبوں پہ پردہ ڈال دیتی ورنہ کب کی

ہماری ملاقاتوں والی روٹین پکڑی جا چکی ہوتی اب کی بار مجھے میری جان کی سب سے دلکش ادا جو مجھے بہت پسند آئی لیکن اس کا اظہار میں نے ابھی تک نہیں کیا اور آج جواب عرض کے ذریعے اسے بتانا چاہتا ہوں کہ میری جان کی سادگی کا عالم مجھے بہت پسند آیا آئی لائک مائی لور میری جان کا قدرتی حسن دیکھ کر ویسے یوں لگتا تھا کہ جیسے چاند کو دیکھ رہا ہوں اس کو سینے سے لگا کر اس کے بدن کی مہکتی ہوئی خوشبو سے اپنے دل کو باغ باغ کرتا رہا آئی لو یو میری جان تم میرے لیے ہمیشہ اتنی سادگی میں رہنا اور میں تجھے اسی چاند کے روپ میں دیکھتا رہوں گا اور اپنی چاندنی دلہن بنا کر تجھے لے آؤں گا آج تیسرے دن میرے فرینڈ کی شادی تھی اس لیے ایک رات جدائی دو دو رہ کر تو یہ جدائی برداشت کرتا رہا مگر قریب جا کر بھی یہی جدائی سہنی برداشت ہوئی مگر مجبوری میں انسان سب کچھ برداشت کرتا ہے شادی کی ہما ہمی تو اپنی جگہ مجھے میری جان کی یاد ستائے جا رہی تھی رات تو مشکل سے بسر کی اور صبح سویرے ہی اپنی جان کے گھر کی طرف چل دیا میں جنونوں کا یہ سفر ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا جب گھر پہنچا تو دیکھا گھر میں تو میری جان جان اکیلی تھی باقی گھر والے ادھر ادھر اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے کچھ ملاقاتیں اور تنہائی کے عالم میں دو گھنٹے گزر گئے اور وقت کا پتا ہی نہیں چلا اس دوران اپنی جان کے لیے کچھ گفٹ لے آیا تھا جو اسے پہنایا تھا۔

حسن کا کھلتا ہوا پھول بے قدروں کے ہاتھ
میں چاہت کے اصولوں کو دھول مٹی ویرانوں کی
دل کے نازک جذبوں پہ راج ہے سونے چاندی

کا یہ دنیا کیا کیا قیمت دے گی سادہ دل انسانوں کی آج تیسری رات ہمارے لیے ملاقات کی آخری رات تھی کیونکہ کل مجھے لوٹ کر جانا تھا ڈیلی روٹین کے مطابق رات کو اٹھتے ہوئے اور بستر پہ گئے رات تو جیسے تیسے کاٹی پھر ادھر طلوع سورج اور ادھر آنکھوں کی برسات آج اپنے مطلب کی خاطر صبح سویرے ہی اٹھا اور ناشتہ کر کے بھتیجوں کی طرف چلا گیا اور اس وقت گھر واپس آیا جب گھر والے سارے اپنے کاموں میں جا چکے تھے اور میرا پیار اکیلا ہی گھر میں تھا اپنی آخری ملاقات کے لمحات تھے کیونکہ یوں تو مجھے صبح ہی گھر سے نکلنا تھا مگر اس ملاقات کی نظر ابھی تک آئی نہیں لگا تھا

اس دوران ہم بند کمرے میں ہم پیار محبت کی باتوں میں تھے میری جان نے بہت قیمتی گفٹ بھی دیا جسے میں نے گھر میں سینے سے لگا کے رکھتا ہے یہی تو بس میری اجڑی ہوئی محبت کی نشانی ہے۔

وقت گزرتا گیا اور تب ہوش آیا جب میری جان کی ماں نے بیرونی گیٹ کھٹکھٹایا میں دیوار پھلانگ کر چلا گیا اور کچھ دیر بعد واپس آ کر اپنا سامان سفر باندھنا شروع کر دیا لیکن مجھ پر کیا بیت رہی تھی کہ میں جانوں یا میرا خدا جانے بس جان۔

دنیا میں خوشی کے ساتھ ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہیں شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

اس طرح جہاں ملنا نصیب ہو وہاں بچھڑنا بھی تو ہوتا ہے عشق ملنا بچھڑنا بھی تو لازم اور ملزوم ہیں دکھ درد کے عالم میں محبوب کے ہاتھ کا کھانا بھی نہ کھا سکا

کسی حسرت ناکام سے جل جاتے ہیں
ہم چراغوں کی طرح شام سے جل جاتے ہیں

جب بھی آتا ہے میرا نام اس کے نام کے ساتھ
جانے کیوں لوگ میرے نام سے جل جاتے ہیں
خود روی تو نہیں شیوہ ارباب وفا
جن کو جلنا ہو وہ آرام سے جل جاتے ہیں

اس سے پہلے تو ہر جدائی کے وقت ہم دونوں کچھ دیر تنہائی میں مل کر ایک دوسرے کو الوداع کہتے رہے مگر آج یہ کیسا امتحان تھا کہ باوجود کوشش کے بھی ہم تنہا مل نہ پائے جس کی وجہ دوسرے لوگوں مشکوک نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہے تھے میں نے بہت ٹال مٹول کی شاید کوئی موقع مل سکے مگر بے سود لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہو رہی تھی کہ میرا پیار میرے اپنوں میں سے ہے اس نے اسے نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے ملاقات ہو ہی جاتی بظاہر تو خونی رشتے کی بنا پر ملتے ہیں مگر حقیقت میں دل کا رشتہ نبھا لیتے ہیں اور سدا یوں ہماری محبت اور ہماری ملاقاتیں قائم و دائم رہیں وہ میری نہ بھی ہو کر میری ہی رہے گی میری زندگی اسی کے نام ہے اس کے بنا میرا کوئی دوسرا ساتھی نہیں یہ چند روزہ زندگی اس کی یادوں کے سہارے گزار دوں گا۔۔۔

کب نکلا ہے کوئی اس دل کے چمن سے جانم
اس گلی کا تو دوسرا راستہ ہی نہیں ہے
آہوں سسکیوں اور آنسوؤں کی گھٹاؤں میں

اپنی جان کو چھوڑ کر میں الوداع ہونے لگا تو باقی لوگوں کے ساتھ میری جان بھی گیٹ پر مجھے الوداع کہنے آئی اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سمندر صاف دکھائی دے رہا تھا میں بھی اشکبار آنکھوں کے ساتھ گھر سے نکل آیا لیکن اس بار۔

ادھر پھول پریم کے کھل رہے تھے
ادھر زندگی کا پھول مرجھا رہا تھا
ادھر زندگی کی مانگی دعائیں مل گئی تھیں
ادھر زندگی سے کوئی گھبرا رہا تھا
لبوں پہ تبسم تھے ادھر بکھرے
ادھر کوئی اشک بہا رہا تھا
تھی قیامت برپا اس وقت جانی لو
جب بچھڑ کر کوئی کسی سے جا رہا تھا
تیرا جانا قیامت سے کم نہ تھا
تجھے جانا تھا تیری مجبوری تھی یہ
یہ تھا بس میں ہمارے روکنا
ورنہ کوشش تو میری پوری تھی یہ
اشکبار تھیں آنکھیں خموش تھے لب
نظر آئی جو منزل کی دوری تھی یہ
لوٹ کر اب میرے دلبر آ تو سے
ارے بات اتنی تو پوچھنی ضروری تھی یہ

گھر سے نکلتے ہی آنسو ندی کی مانند برسنا شروع ہو گئے گاڑی میں بھی آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے بس واپسی پر برسوں کی مانی منت بھی پوری کر دی مائی ہیر و میاں رانجھا کے دربار کا چکر لگا لیا اور دربار پر لوگوں کو ہجوم لگا تھا سب خوش گپیوں میں مصروف تھے میں وہاں بھی جا کر اشک بہا رہا تھا وہاں تو میں بالکل معصوم بچوں کی صورت میں رو رہا تھا لوگ میری ان معصومانہ حرکتوں کا تماشا دیکھتے رہے۔ ہوش تب آیا موبائل فون کی گھنٹی بجی نمبر دیکھا تو سکرین پر میرا جان من کا کال تھا خوب تسلی سے رونے دھونے کے بعد دل کا بوجھ کافی ہلکا ہو چکا تھا پھر جان سے بات کی پھر مجھے بہت تسلی ہوئی تب اپنے دائیں بائیں نظر دوڑائی تو شام کا اندھیرا اب کا پھیل چکا تھا جب باہر نکلا تو معلوم ہوا اب سواری کے لیے تو کوئی چیز نہیں مل سکتی سو پیدل چلنا شروع کر دیا

میں تیرے زخموں پر لیے مرہم لگاؤں بس خدا سے
میری دلی دعا ہے کہ خدا تجھے زمانے بھر کی خوشیاں
نصیب فرمائے سدا ہنستی رہو پھولوں کی طرح
مہکتی رہو چاند تاروں کی طرح جگمگاتی رہو
کلیوں کی طرح لہلہاتی رہو۔

تیری اک دعا کے واسطے
میری اک التجا کے واسطے
ہاتھ اٹھے ہیں سوال کو
تجھے رب کبھی نہ ملال دے
تجھے رب کبھی نہ زوال دے
تیری سب بلاؤں کو ٹال دے
تیری زندگی کو سنوار دے
تجھے ایسا حسن و جمال دے
میری رب سے ہے یہی التجا
اپنی رحمتوں کے سبھی گلاب
وہ تیری جھولی میں ڈال دے

قارئین کرام سے میری التماس ہے پلیز ہمارے لیے سچے دل سے دعا کرنا کہ خدا مجھے میرا پیار میری کھوئی ہوئی محبت مجھے لوٹا دے جسے میں نے اپنا بنا کر بھی غیروں کو لٹا دیا ہے اور وہ جلد سے جلد شادی کے چکروں میں ہیں اور میں اپنی آنکھوں سے اس چاند سے ٹکڑے کو پرایا ہوتے دیکھ سکتا ہوں۔

اشک گرتے ہیں میری سانس سنبھل جاتی ہے
دب کے اک درد نیا شام نکل جاتی ہے
اس کو دیکھوں تو میرے درد کو ملتا سکون
اس سے بچھڑوں تو میری جان نکل جاتی ہے
درد جدائی مٹاتا ہے یوں نشان ہستی
زخم بھرتا نہیں جان تمنا کی جدائی کا
پھر اس کی جدائی نیا درد اگل جاتی ہے

جب وہ لگاتی ہے میرے سینے سے چاند سا چہرہ
ٹوٹی ہوئی سانس بھی پھر پل کو سنبھل جاتی ہے

اپنی داستان غم تو کل ایسی اس موڑ پر اکر اختتام پذیر کرتا ہوں اور آخری ایک غزل کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

محبت کی نہیں جاتی محبت ہوتی جاتی ہے
دل پاگل کہے کو کسی کی ضرورت ہوتی جاتی ہے
جسے انسان بھولے بھی مگر بھول نہیں پائے
ایسے چاند سے چہرے کی حسرت ہوتی جاتی ہے
زمانہ لاکھ کرے سازش ہمارا کچھ نہیں بگڑتا
زمانے سے ان سازشوں پہ نفرت ہوتی جاتی ہے
کبھی روٹھنا کبھی منانا محبت کا دستور ہے یہ
محبت میں اس دنیا کا شکایت ہوتی جاتی ہے
کبھی بکھری کبھی سمٹی ہماری داستان الفت
لیکن اہل دل والوں کو یوں قربت ہوتی جاتی ہے

ان دنوں میں اپنے ایک استاد محترم پروفیسر حمید احمد خان کے زیر اثر تھا جو کہا کرتے تھے کہ افسری کے پیچھے دوڑنا اعلیٰ انسانوں کا شیوہ نہیں بقول ان کے صرف بھوکے کتے سر جھکائے دم دبائے ہڈیوں کی تلاش میں گلیوں کا کوڑا کرکٹ سونگھتے پھرتے ہیں شاہین کی نظر ہمیشہ بلند ہوتی ہے وہ بھوکا بھی ہو تو مردار پر نہیں جھکتا۔ وہ فرمایا کرتے تھے انسان کی عظمت عہدے میں نہیں اس کے علم میں ہوتی ہے لہٰذا علم پڑھو علم پڑھاؤ سر بلند رکھو کسی ہڈی کے لیے مت سر جھکاؤ ان کے وعظ کا دوسرا حصہ یہ ہوتا تھا کہ اگر انسان کا بنیادی مقصد حصول مسرت ہے تو مسرت کے چشمے انسان کے باہر نہیں اس کے اندر ہوتے ہیں وہ کہا کرتے تھے دنیا کا بڑے سے بڑا عہدہ بھی تمہیں خوشی نہیں دے سکتا تاوقتیکہ خوشی کے سرچشمے تمہارے اندر سے نہ پھوٹیں بقول ان کے جو خوشی ایک اعلیٰ ناول ایک عمدہ نظم یا ایک اچھی غزل پڑھ کر یا لکھ کر حاصل ہو سکتی ہے وہ اعلیٰ عہدیدار بن کر نہیں ہو سکتی۔
شاہدہ علی رانا' لیرزا کھانہ کراچی

پیار کا سراب

۔۔تحریر۔فلک زاہد۔لاہور۔قسط نمبر ۴۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پیار کا سراب کی چوتھی قسط کے ساتھ حاضر خدمت ہوں میں تمام قارئین کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ جنہوں نے میری کہانی پیار کو سراب کو سراہا۔ اور مجھے مزید لکھنے کو کہا میں انشاءاللہ ان کے لیے لکھتی رہوں گی خطوط سے مجھے بہت ہی حوصلہ ملتا جا رہا ہے اور میرے اندر لکھنے کا جذبہ مزید ابھرتا جا رہا ہے۔ بس آپ میری کہانی کے بارے میں مجھے بتاتے جائیں کہ میرا قلم کہاں پر ڈگمگایا ہے اور کہاں پر تخیل چلا ہے مجھے آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اے جی سنتے ہو پورا گھر چھان مارا ہے لیکن شائلہ کہیں نہیں ملی دفتر بھی بند ہے عظمی بی بی نے جاوید حیات کو جگاتے ہوئے کہا۔
کیا بات ہے کیوں اتنا شور مچا رہی ہو کہاں جانا ہے
شائلہ نے یہاں ہی کہیں ہوگی جاوید نے لاپرواہی سے کہا اور دوبارہ اپنی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔ صبح سے آنکھیں ترس گئی ہیں نجانے کہاں چلی گئی ہے انہیں تو جا کر اسے واپس لے کر آئیں عظمی بی بی نے انہیں زور سے ہلاتے ہوئے کہا۔
عظمی بی بی اب کہاں چپ ہونے والی تھی اور اس بات کا اندازہ جاوید حیات کو تھا اس وجہ سے وہ منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے اٹھ گئے۔
اے جی کیا کہا آپ نے عظمی بی بی نے غور سے جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
نہیں کچھ نہیں جاوید نے بات کا ذہن کی گرہ کھولتے ہوئے کہا۔
پھر تو کہا آپ نے عظمی بی بی نے اصرار کیا
کہاں چلی۔۔ کہیں نہیں جاوید جلدی سے کہہ کر کمرے سے باہر آگئے انہوں نے ملازمہ پروین سے شائلہ کے بارے میں پوچھا عظمی بی بی وہاں آگئیں۔
پتا نہیں مالک بی بی تو نہیں گئی پروین نے کہا جاوید حیات نے یہی سوال دوسری خادمہ سے کیا تو اس نے کہا۔
مالک بی بی کہتی تھی کہ دوست کے ساتھ کہیں جا رہی ہیں جگہ کا پتہ نہیں بتایا انہوں نے۔
صبح کتنے بجے گئی جاوید نے خادمہ سے سوال کیا۔
بی بی تو صبح سات بجے ہی نکل گئی تھیں بغیر ناشتہ کیے لگتا ہے جلدی میں تھیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو بتا دوں کہ فکر نہ کریں وہ

جلدی آجائیں گی خادمہ نے جواب دیا۔

کس کیسی کے ساتھ گئی ہے وہ۔ وہ لڑکی یہاں آئی ہوئی ہے اس بار اعظمی بی بی نے سوال کیا

نہیں۔ لیکن شمائلہ بی بی خود شکیل کے ساتھ اس کی حویلی کے گھر گئی ہوگی کیونکہ یہاں تو کوئی نہیں آیا اور گھر سے نکلتے وقت بھی وہ اکیلی ہی تھیں خادمہ نے جو با کہا۔

ایسا بھی کیا ہوا ہے جو وہ یونہی بتائے بغیر چلی گئی ہے وہ بھی صبح صبح جاوید حیات منہ ہی منہ میں بڑبڑائے۔ اچھا تم لوگ جا کر اپنا کام کرو اور اعظمی میں فریش ہو کر آتا ہوں ناشتہ لگاؤ جاوید نے کہا اور چلے گئے۔

تم شروع دن سے ہی مجھ سے محبت کرتی ہو ناں۔ ابراہیم نے چلتے چلتے شمائلہ سے پوچھا۔

جی۔ لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا۔ شمائلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تمہارے چہرے سے تمہاری خوبصورت آنکھوں سے صاف پتہ چلتا ہے تمہارا دل چیخ چیخ کر مجھے پکارتا ہے اور اس بات کا مجھے اندازہ تھا پیار چھپانے سے چھپتا نہیں ہے۔ لاہور میں بھی جب میں نے تم سے پوچھا کہ تمہیں کسی سے پیار ہے تو تمہارا اشارہ میری طرف سے ہی تھا لیکن تم کہہ نہ سکی میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں۔ ابراہیم نے اپنا بازو شمائلہ کے بازو میں ڈالتے ہوئے کہا۔

ہاں جی۔ شمائلہ شرما سی گئی تھی۔

تم مجھ پر بھروسہ رکھنا میں تم سے شادی کروں گا تمہیں دھوکہ نہیں دوں گا اور شادی سے پہلے تمہیں کبھی ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا ابراہیم کہنے لگا میں سب کو کہہ تو گیا لیکن اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے شمائلہ کو ابراہیم کی باتوں سے دلی سکون مل رہا تھا وہ خود کو دنیا کی سب سے خوش نصیب لڑکی محسوس کر رہی تھی۔

اے جی ایک بات کہوں۔۔ اعظمی بی بی نے ٹیبل پر کھانا ناشتہ رکھتے ہوئے کہا۔

ہاں کہو۔ جاوید نے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے کلثوم بیگم بھی آگئیں۔

مجھے تو لگتا ہے کہ زاہد لاہور جا کر ہمیں بھول ہی گیا ہے نہ کوئی فون نہ کوئی خط اور نہ ہی اب تو اس نے ویک اینڈ پر بھی آنا چھوڑ دیا ہے۔۔ اعظمی بی بی نے افسوس کے ساتھ کہا۔

اعظمی بی بی کے ایسا کہنے پر جاوید حیات کے ہنسنے لگے جبکہ اعظمی بی بی اور کلثوم بیگم انہیں حیرت سے تکنے لگے اتنے میں کسی نے اعظمی بی بی کی آنکھوں پر نرمی سے ہاتھ رکھ دیئے اعظمی بی بی نے جلدی سے ہاتھوں کا مس کا جائزہ لینا چاہا مگر جیسے ہی ان کے ہاتھ ان ہاتھوں پر آئے انکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا اور ان کے منہ سے بے اختیار نکل آیا۔

زاہد تو۔۔ تو کب آیا۔ زاہد نے اعظمی بی بی کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا لیئے اور مسکراتے ہوئے کہا۔

ابھی۔ میری ماں ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اپنی پیاری ماں کو بھول جاؤں۔ اعظمی بی بی نے زاہد کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ایک بار پھر ان کی ممتا جاگ اٹھی انہوں نے بیٹے کو بہت پیار کیا اس کا ماتھا چوما زاہد نے اپنی ماں کے گال پر بوسہ کیا۔ اعظمی بی بی ملنے کے بعد زاہد اپنے باپ جاوید حیات کی طرف بڑھا باپ اور بیٹے نے ایک دوسرے کے ساتھ نہایت ہی پر جوش انداز

میں مصافحہ کیا اور پھر بغل گیر ہوتے کلثوم بیگم نے زاہد کے سر پر پیار دیا اور اسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازہ۔

مجھے بھی بھول گئی ہے مما مجھے بھی ناشتہ دو صبح ہی صبح میں بغیر ناشتہ کیے لاہور سے روانہ ہو گیا تھا زاہد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

میری بک سسٹر کہاں ہے شائلہ نظر نہیں آ رہی بابا وہ کہاں ہیں زاہد نے کہا۔

وہ سہیلیوں کیساتھ گئی ہوئی ہے۔ جاوید کی

زاہد تمہیں شرم نہیں آتی اپنی بڑی بہن پر ایسا گھٹیا شک کرتے ہوئے جاوید نے سنجیدگی سے کہا ان کے لہجے میں غصے کی آمیزش شامل تھی۔

بیٹا کیوں ڈانٹ رہے ہو تم زاہد کو کیا پتہ وہ ٹھیک ہی کہہ رہا ہو زمانہ بہت خراب ہے نیت بدلتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔ کلثوم بیگم نے زاہد کی بات کی تائید کی۔

آ لینے دو شائلہ کو میں خود ہی اسے منع کر دوں گی۔ عظمی بی بی نے کہا۔

بجائے عظمی بی بی نے زاہد کو ناشتہ دیتے ہوئے کہا دفعتاً زاہد کا دماغ واپس لاہور چلا گیا یکدم سے شک نے اس کے دماغ میں اپنا پنجہ گاڑ دیا تھا طرح طرح کے خیالات اس کے ذہن میں آ رہے تھے۔

اتنی صبح وہ کس سہیلی کے ساتھ کہاں چلی گئی ہے۔ زاہد نے حیرت سے پوچھا۔

پتہ نہیں ہم سو رہے تھے کہ نکل گئی ہے جاوید نے ٹشو پیپر سے اپنے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا یہ بات زاہد کو چونکا دینے کے لیے کافی تھی اس کا شک مزید بڑھ گیا تھا۔

آپ لوگوں نے اسے اتنی چھوٹ دے رکھی ہے کہ آجکل وہ [illegible] گھوم رہی ہے جب فون کرو شائلہ گھر پر نہیں ہوتی آخر یہ کیا ہے آپ لوگوں نے اسے اتنی آزادی کیوں دی ہے کیا کبھی آپ سب کے ذہنوں میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ اتنا باہر کے چکر کاٹنے لگی ہے ہو سکتا ہے کوئی چکر ہو میرا مطلب ہے آپ لوگ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔

تمہارے پرچے کیسے ہوئے ہیں زاہد۔ جاوید حیات نے موضوع بدلا۔

بہت اچھے امتحانات کی طرف سے مجھے کوئی ٹینشن نہیں ہے زاہد مطمئن تھا اس پر تینوں بہت خوش ہوئے رزلٹ آنے تک میں یہاں ہی چھٹیاں گزاروں گا زاہد نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

بعد میں کیا کرنا ہے چاہتے ہو جاوید نے جواب طلب نگاہوں سے زاہد کو دیکھا۔

جو آپ مناسب سمجھیں پاپا کیونکہ میں نے لاہور میں جا کر پڑھنے کی ضد کی تھی آپ نے مجھے اس کی اجازت دے دی اسی لیے میں اب چاہ نہیں ہوں گا جو بھی کرنا ہے آپ کو کرنا ہے زاہد نے مطمئن انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے تمہارے رزلٹ آنے تک انتظار کرتے ہیں اگر تمہارے گریڈ اچھے ہوئے تو میں تمہیں برطانیہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے

بہت اچھے ہو گئے او... برطانیہ کا تذکرہ سن کر وہ ابھی سے بے چین ہو رہا تھا اس کا ذہن تو دوبارہ برطانیہ جانے کے لیے تیار نہیں تھا وہ مزید پڑھنا چاہتا تھا لیکن برطانیہ کا سن کر عظمیٰ بی بی کی تو جیسے جان ہی نکل گئی تھی وہ تو زاہد کو لاہور بھیجنے پر تیار نہ تھی تو برطانیہ تو بہت دور کی بات ہے لاہور سے تو زاہد آتا جاتا رہتا تھا لیکن پھر تو وہ ملک سے باہر چلا جائے گا یہ عظمیٰ بی بی کو برداشت نہیں تھا کیونکہ وہ لاہور سے جب واپس آ سکتا ہے ہو سکے تو اپنی خیریت دریافت کرے گا لیکن وہ ادھر جا کر ان سب کو بھول جائے گا ویسے بھی وہ دیر سے رخصت ہو کر گیا تو وہیں شادی کر لی تو عظمیٰ بی بی یہ سب سوچ ہی رہی تھی لیکن انہوں نے رزلٹ آنے تک چپ رہنا مناسب سمجھا سب ناشتے سے فارغ ہو کر لاؤنج میں آ گئے تھے عظمیٰ بی بی نے زاہد کی نظر اتاری کیونکہ وہ ایک خوبصورت نوجوان میں ڈھل گیا تھا وہ سب بیٹھے ہوئے تھے پورا گھر زاہد کی آمد پر بہت خوش تھا زاہد نے باتوں باتوں کے دوران گھڑی کی طرف دیکھا گھڑی پونے دس بجا رہی تھی زاہد کو تشویش ہونے لگی کہ شائلہ اب تک کیوں نہیں آئی کہاں چلی گئی ہو گی اب تک تو آ جانا چاہیے تھا اسے زاہد کو اپنے گھر والوں پر ہلکا سا غصہ بھی آیا کہ وہ لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہے تھے ایسے ہی چلتا رہا تو خدانخواستہ کچھ غلط بھی ہو سکتا ہے۔

ماما آپ کو شائلہ کی سہیلیوں کا تو پتہ ہو گا ناں آپ مجھے ان کے نام اور ان کے گھر کا پتہ بتا دیں میں ان کے گھر جاتا ہوں پتہ کر کے آتا ہوں زاہد نے عظمیٰ بی بی کے کان میں سرگوشی کی۔

بیٹا وہ گاڑی میں گئی ہے گھر میں کوئی سہیلی نہیں ہوئی۔ عظمیٰ بی بی نے آہستہ سے کہا۔

بے شک مگر میں لڑکیوں کے والدین سے پوچھ آتا ہوں زاہد اپنی ضد میں رہا تھا۔

میں صرف تسنیم کو جانتی ہوں عظمیٰ بی بی نے کہا اور تسنیم کے گھر کا پتہ بھی بتا دیا۔

اگر آپ کو گھر کا پتہ ہے تو آپ لوگ گئے کیوں نہیں زاہد نے حیرانی سے پوچھا۔

ہمیں اس پر بھروسہ ہے بیٹا تم غلط نہ سوچو ویسے بھی ضروری نہیں کہ تسنیم کے ساتھ گئی ہو کوئی اور سہیلی بھی ہو سکتی ہے اور مجھے کسی کا نہیں پتہ صرف تسنیم کا پتہ ہے۔۔ عظمیٰ بی بی نے اطمینان سے جواب دیا۔

زاہد والدین سب کے شائلہ پر اتنے بھروسے پر حیرت زدہ رہ گیا مگر وہ بھی تو شائلہ پر یقین کرتا ہے اور پھر میں گاڑی میں صرف لڑکیاں ہی دیکھ کر اس نے سارے شک ذہن سے جھٹک دیئے تھے لیکن پھر سے اس کے ذہن میں شک کیوں پیدا ہوا تھا ضرور کوئی وجہ ہے جو میرا دل مجھے چین نہیں لینے دے رہا کیوں بار بار شک بیدار ہو رہا ہے ویسے بھی اپنوں سے شک وہی پیدا ہوتا ہے جہاں واقعی کوئی گڑبڑ ہوتی ہو یا پھر زیادہ پیار ہونے کی وجہ سے ایسا ہو رہا تھا زاہد یہ سب سوچتے ہوئے دروازے کی طرف جا رہا تھا کہ شائلہ اندر داخل ہوئی زاہد وہیں رک گیا اور شائلہ بھی ٹھٹک کر رہ گئی زاہد اوپر سے لے کر نیچے تک شائلہ کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا شائلہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا تھا شائلہ گھبرا گئی تھی لیکن شائلہ نے اپنی گھبراہٹ پر جلدی سے قابو پا لیا تھا اور بولی۔

بھائی آپ کب آئے۔ شائلہ نے خوشی سے

زاہد کو گلے لگا لیا تھا۔

صبح آٹھ بجے زاہد مسکراتے ہوئے کہا شائلہ چونکی کیونکہ سات بجے کی وہ گھر سے روانہ ہوئی تھی آٹھ بجے زاہد آ گیا اور اب دس بج رہے تھے۔

چلو آؤ چلیں زاہد نے کہا اور شائلہ کو لے کر ٹی وی لاؤنج میں آ گیا۔ شائلہ کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اپنے گھر والوں کا سامنا کرنے کی وہ سوچ رہی تھی کہ کیا منہ دکھائے گی انہیں کیا بہانہ بنائے گی لیکن شائلہ کی سب سوچیں بے کار گئی گھر والے اس کے ساتھ خوش اسلوبی سے ملے اور کسی نے بھی اس سے شکایت نہیں کی جس پر شائلہ اور زاہد دونوں حیران تھے۔

کہاں گئی تھی۔۔ جاوید صاحب نے نرمی سے پوچھا۔

میں اور باقی سہیلیاں دوسرے گاؤں سیر کرنے گئیں تھیں شائلہ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

پتا ہے ہم سب کتنے پریشان تھے دوبارہ کہیں بھی جانا ہو تو بتا کر جانا یونہی بن بتائے مت جانا۔ عظمیٰ بی بی نے پیار سے کہا اور شائلہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کمرے سے چلی گئی زاہد بھی شائلہ کے پیچھے ہی چلا گیا شائلہ اپنے بیڈ پر آ کر براجمان ہوئی زاہد بھی شائلہ کے برابر بیٹھ گیا تھا مائی ڈئیر تم اس گلابی ساڑھی میں بہت پیاری لگ رہی ہو۔ زاہد نے شائلہ سے چھو سے کھیلتے ہوئے کہا شائلہ جواب میں مسکرا دی۔

تو بتا کیسا ہے کیسے ہوئے تیرے امتحان۔

میں ٹھیک ہوں اور امتحان ایک دم ٹھیک ہوئے ہیں آپ کا بھائی تھا تھوڑی بے حد ذہین ہے جناب۔ زاہد نے شریر انداز میں کہا۔

اچھا یہ بتا لاہور میں کوئی سہیلی بھی نہیں بنی۔ میرا مطلب ہے کہ کسی پر دل نہیں آیا شائلہ نے زاہد کا گال کھینچتے ہوئے کہا۔

نہیں لاہور میں ایسی کوئی لڑکی نہیں جو میرے دل کو بھا جاتی ہاں لاہور سے عشق ضرور ہو گیا ہے اور ویسے بھی میں زیادہ تر پڑھائی کرتا ہوں یا پھر تفریح کیلیے دوستوں کے ساتھ ہی رہتا تھا اور آپ کے بھائی کے پاس اتنا فالتو ٹائم ہی نہیں ہوتا جو لڑکیوں کے پیچھے ضائع کرے ہاں لڑکیاں ضرور میرے پیچھے اپنا وقت ضائع کرتی ہیں زاہد نے کہا اور دونوں ہنس پڑے۔ میں نے تمہیں لاہور میں دیکھا تھا زاہد نے سرسری سے انداز میں کہا۔

اچھا شائلہ نے جانے انجانے بن کا حیران ہونے کی اداکاری کی کیونکہ وہ زاہد کے منہ سے سننا چاہتی تھی کہ سچ کیا ہے لیکن تم نے مجھے اس وقت تو بتایا ہی نہیں جب میں ہاسٹل آئی تھی شائلہ نے مصنوعی ناراضگی کے ساتھ کہا۔

وہ میرے ذہن میں نہیں رہا تھا زاہد نے جھوٹ بولا۔۔ زاہد شائلہ سے بے شک چھوٹا تھا لیکن بچہ وہ بھی نہیں رہا تھا۔۔ تم آج کل کہاں اور کن سہیلیوں کے ساتھ گھوم رہی ہو زاہد نے تیر پھینکا شائلہ چونکی۔

آہ۔۔ وہ بس ایسے ہی گھومنے پھرنے کا بھوت سوار ہے آجکل اس لیے ہم سب اکٹھی نکل پڑتی ہیں۔ شائلہ نے بمشکل سے جواب دیا۔

ابھی کون سی سہیلی کے ساتھ آ رہی ہو۔ زاہد نے پھر سوال کیا۔

نسیم شائلہ کے منہ سے بے اختیار نکل پڑ

مگر وہ خود ہی اپنے آپ کو کوسنے لگی کہ یہ اس نے کیا کہہ دیا۔

اچھا جانتی ہو بابا نے کہا کہ اگر میرا رزلٹ اچھا آیا تو وہ مجھے برطانیہ اعلیٰ تعلیم کے لیے بھیج دیں گے اگر نہ ہوا تو میں یہیں رہ کر بابا کا کاروبار سنبھالوں گا زاہد نے بتایا۔

واؤ مبارک ہو میرے بھائی پھر کبھی مجھے بھی برطانیہ بلوانا شمائلہ نے پرجوش انداز میں زاہد سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

ہاں بھئی کیوں نہیں اور میں یہی ہوں جب تک رزلٹ نہیں آجاتا زاہد نے کہا وہ ابراہیم سے بھی ملنے نہیں جاسکتی تھی وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہی رہتا اور اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتا تھا اس لیے شمائلہ فیصلہ کیا جب تک زاہد یہاں ہے وہ ابراہیم سے صرف فون پر ہی بات کرے گی اور دوبارہ باقاعدگی سے دفتر جانے گی۔

پھر تو ہم کر خوب مزے کریں گے شمائلہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں نہیں چلو تو سہیلی تسنیم کے گھر چلتے ہیں زاہد نے کہا۔تو شمائلہ دم بخود ہی رہ گئی

لیکن کیوں۔۔شمائلہ نے حیرت پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

ایسے ہی۔زاہد نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا شمائلہ بھی دھڑکتے ہوئے دل سے اس کے پیچھے چلی گئی دونوں گھر سے باہر آگئے تھے اور چلنے لگے شمائلہ کی حیرت کی انتہا نہیں تھی کہ زاہد سیدھا تسنیم کے گھر کی طرف جا رہا تھا لیکن اسے تسنیم کے گھر کا پتا بتایا کس نے یہ سوال مسلسل شمائلہ کے دماغ میں گھوم رہا تھا آخر اس نے اس سوال کو لفظوں کی مالا پہنائی۔

آپ کو میری سہیلی کا گھر پتا بھی ہے کہاں ہے۔

ہاں اماں نے بتایا تھا۔زاہد نے جواب دیا۔شمائلہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا وہ یہ سوچ رہی تھی کہ نجانے زاہد وہاں کیسے کیسے سوال کرے گا لیکن شمائلہ کو ایک بات فوراً مطمئن کر دیا تھا کہ وہ زاہد کو دیکھے گی تو پہچان جائے گی اور یقیناً سب کچھ سنبھال لے گی راستے میں ایک خاتون نے شمائلہ کو سلام کیا اور اس سے دریافت کیا کہ بی بی صاحب آپ اب دفتر کیوں نہیں کھولتی پیسوں کی بہت ضرورت ہے۔

آپ کل صبح آجیئے گا انشاءاللہ کل سے حسب معمول دفتر کھلا کرے گا۔شمائلہ نے کہا خاتون نے شمائلہ کا شکریہ ادا کیا اور دونوں آگے چل دیئے۔

تم دفتر کیوں نہیں کھولتی کیوں زاہد نے شمائلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آجکل یہ بالغرض میں جو وقت نکل جاتا ہے اس لیے دل نہیں کرتا واپس آکر بہت تھکی ہوئی ہوں شمائلہ نے بے پرواہی سے کہا راستے میں بہت سی خواتین زاہد کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھیں دیکھو تو کتنا سوہنا ہے۔انگریز کا پتر لگتا ہے۔کسی شہزادے سے کم نہیں۔ایسے ایسے بہت سے تبصرے خواتین کر رہی تھیں جہاں سے بھی زاہد گزر رہا تھا۔

جانتی ہو بگ سس ایسی باتیں تمہارا بھائی لاہور کی لڑکیوں سے بھی بہت سنتا ہے لیکن پتہ نہیں کیوں کسی پر دل ہی نہیں آیا زاہد نے حیرت بھری مسرت کے ساتھ کہا۔

اس کا مطلب جس پر تمہارا دل آئے گا اس کا

تم پر نہیں آئے گا۔ شائلہ قہقہہ مار کر ہنس پڑی
کیا مطلب تم اتنا یقین سے ساتھ کیسے کہہ سکتی ہو زاہد نے حیرانگی سے کہا۔
کیونکہ بہت سی کہانیوں میں ایسا ہوتا ہے لوگ زیادہ تر جس کو پسند کرتے ہیں وہ غرور میں آ جاتا ہے اور جب وہ کسی کو پسند کرتا ہے اور وہ شخص اس کا نوٹس ہی نہیں لیتا شائلہ ہنوز مسکرا رہی تھی۔
کہانیاں تو سب فرضی ہوتی ہیں اور کیا میں تمہیں غرور لگتا ہوں زاہد نے سوالیہ نگاہوں سے شائلہ کی طرف دیکھا۔
نہیں ایسا نہیں ہو گا لیکن ایسا ہو گا شائلہ نے زاہد کو چھیڑا اسے زاہد کو تنگ کرنے میں بہت مزا آ رہا تھا ایسا نہیں بھی ہو سکتا ہے وہ مجھے اتنا ہی پیار کرے گی جتنا میں کروں گا زاہد نے جنون میں آ کر کہا تمہیں کس سے محبت ہوئی ہے زاہد نے ترچھی نگاہوں سے شائلہ کو دیکھا شائلہ کو زاہد کی نگاہیں چبھتی ہوئی محسوس ہوئی ارے پاگل یہ کیسی باتیں کرتے ہو شائلہ نے زاہد کے سر پہ چپت سی لگا کر ہلکا سا تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا شائلہ جانتی تھی کہ زاہد کو کچھ نہ کچھ تو ضرور معلوم ہے ورنہ وہ ایسی باتیں پہلے بھی نہیں کرتا تھا دونوں تسنیم کے گھر پہنچے تو زاہد نے دروازے پہ دستک دی جس پہ ابراہیم نے دروازہ کھولا ابراہیم شائلہ اور اس کے ساتھ اجنبی لڑکے کو دیکھ کر عجیب سی کشمکش کا شکار ہو گیا ابراہیم نہیں جانتا تھا کہ یہ لڑکا شائلہ کا بھائی ہے نے سوچا کہ لگتا ہے ضرور کوئی خراب معاملہ ہے اس لیے ابراہیم نے انجان بن کر جیسے وہ شائلہ کو جانتا ہی نہ ہو پوچھا۔
جی کہیے کس سے ملنا ہے آپ کو۔

شائلہ نے دل ہی دل میں ابراہیم کی عقلمندی پر داد دی اسی لمحے زاہد نے اپنی کہنی شائلہ کے بازو پر ماری جس پر فوراً سے پیشتر شائلہ نظریں جھکا کر بولی۔
جی میں تسنیم کی سہیلی ہوں اسے بلا دیجئے
ابراہیم خاموشی سے دروازے سے ہٹ گیا اور وہ دونوں ہی اندر آ گئے تسنیم سامنے ہی چارپائی پر بیٹھی تھی دونوں کو آتے ہوئے دیکھ کر اٹھ کر کھڑی ہوئی زاہد بھی اچٹتی سی نگاہوں سے پورے گھر کو دیکھ رہا تھا پھر تسنیم نے شائلہ کو گلے لگایا اور دونوں کو چارپائی پہ بیٹھا دیا۔
یہ میرے بھائی ہیں جو لاہور میں رہتے ہیں تم سے ملنے آئے ہیں یاد آیا شائلہ تسنیم سے کہہ رہی تھی لیکن اس کا اشارہ ابراہیم کی طرف تھا تاکہ وہ بھی جان جائے اس لیے اس نے تعارف کروایا ابراہیم اور تسنیم نے زاہد کو سلام کیا اور زاہد نے سلام کا جواب دیا۔
کہیں کیا خدمت کروں۔ میں آپ کی تسنیم نے خوش اخلاقی سے مسکراتے ہوئے کہا۔
آپ ہمارے گھر میں پہلی بار آئے ہیں ہم آپ کو ایسے کیسے جانے دیں گے ابراہیم نے کہا اور تسنیم کو آنکھوں کا اشارہ کیا تسنیم سمجھ گئی اور کچن میں چلی گئی کیسے آنا ہوا ابراہیم زاہد سے مخاطب ہوا
میری بہن گھر میں تمہاری بہن کی بہت تعریفیں کرتی ہے تو سوچا کہ آج پورے خاندان سے مل کر آتے ہیں زاہد نے مسکراتے ہوئے کہا باقی گھر والے کہاں ہیں۔
میں بڑا ہوں تسنیم کا ہم دونوں اس گھر میں اکیلے ہی رہتے ہیں والدین بچپن میں ہی جدا ہو گئے تھے خالہ پڑوسن نے بچوں سا پیار دیا ہے

بڑے ہو گئے ہیں ورنہ ان کے بغیر نجانے ہم کیا کرتے ابراہیم کے لہجے میں درد تھا زاہد کو ابراہیم کی بات سن کر دلی دکھ ہوا وہ ابراہیم کو تسلی دینا چاہتا تھا لیکن اس کے پاس الفاظ نہیں تھے جو ابراہیم کا بوجھ ہلکا کر سکے اور ویسے بھی تسلی دیتے ہی کون ۔ ان کا زخموں پر مرہم لگ جاتی تھی اس لیے زاہد خاموش ہی رہا۔

کیا کرتے ہیں میرے بھائی۔۔۔۔ کچھ دیر توقف کے بعد زاہد نے پیار سے پوچھا۔

درزی کی دکان پہ کام کرتا ہوں بس بہن کی فکر لاحق رہتی ہے اس کی شادی ہو جائے پھر اپنا کیا ہے جی رہے ہیں تو جی ہی لیں گے ابراہیم نے اطمینان سے کہا۔

تسنیم کچن سے سب کچھ لیے چائے بنا کر لے آئی اور باری باری سب کو دینے لگی زاہد کو ابراہیم کا چہرہ کچھ شناسا سا لگ رہا تھا نجانے اسے کیوں ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس نے اسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا وہ دونوں پہلی بار ہی ایک دوسرے سے ملے تھے زاہد نے اپنے دماغ پر زور دیا تو جھٹ سے فوٹیرس سٹیڈیم کا خیال اس کے ذہن میں آیا اس نے شمائلہ کے ساتھ وہاں ایک انجان لڑکے کو دیکھا تھا مگر پھر گاڑی میں صرف لڑکیاں ہی تھیں جن کو دیکھ کر اپنا شک جھٹک دیا تھا۔ اب بھی زاہد شور نہیں تھا کہ یہ وہی ہے یا نہیں کیونکہ اس نے اس لڑکے کا چہرہ دور سے ہی دیکھ کر تھا لہذا اس نے ایک بار پھر اپنے ذہن میں آئے ہوئے شک کو غلط فہمی سمجھ کر جھٹک دیا زاہد ابراہیم سے کافی متاثر ہوا تھا ابراہیم کے بات کرنے کا انداز صاف پتہ لگتا تھا کہ وہ ایک پڑھا لکھا نوجوان ہے ابراہیم کے سامنے زاہد خود کو کم خوبصورت محسوس کر رہا تھا وہ سادہ شلوار قمیض میں ملبوس پینٹ شرٹ زیب تن کیے زاہد سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا کتنا پڑھے ہو۔ زاہد نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے سوال کیا ہم دونوں میٹرک پاس ہیں ابراہیم نے اپنا اور تسنیم کا بتایا زاہد کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا پھر اس نے احتیاط ایک نظر عام شکل وصورت کی لڑکی مگر پڑھی لکھی تھی زاہد نے سوچا کہ اتنی غریب لڑکی ہو کر سیر و تفریح کے خواب دیکھتی ہے اتنا احساس نہیں ہے اسے کہ بھائی کیسے کماتا ہے اور شمائلہ کے ساتھ گاڑیوں میں گھومتی ہے۔

زاہد نے پھر گھر کا جائزہ لیا کچا مکان تھا جس میں دو چارپائیاں ایک کچن جس میں ضرورت کے کچھ برتن اور ایک باتھ روم تھا زاہد دونوں سے تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا شمائلہ پوری گفتگو میں خاموش ہی رہی آخر چائے کے اختتام پر زاہد نے ابراہیم سے سوال کیا۔

لاہور چل کر ملازمت کرو گے۔

نہیں پیچھے سے بہن اکیلی رہ جائے گی اور پھر صرف میٹرک پاس ہوں کون مجھے نوکری دے گا جتنا ادھر کماتا ہوں ادھر بھی اس سے زیادہ نہیں کما پاؤں گا ادھر ہی ٹھیک ہوں میں ابراہیم نے سنجیدگی سے کہا۔

میرے پاس ایک آئیڈیا ہے اگر تمہیں اچھا لگے تو رضا مندی دے دینا اگر نہیں تو آگے تمہاری مرضی تم تسنیم کو بھی سلائی کڑھائی سکھا دو یہ بھی گھر میں بیٹھ کر گاؤں کی عورتوں کے کپڑے سلائی کر دیا کرے گی اس سے چار پیسے تو ہاتھ میں آئیں گے ہی ساتھ میں تمہارا ہاتھ بٹ جائیگا اور تسنیم بھی کسی ہنر کے لائق ہو جائے گی اگر تمہارے پاس

سکھانے کے لیے وقت نہیں تو میں گاؤں میں
خاتون کو جانتا ہوں جو لڑکیوں کے کپڑے سلائی
سکھاتی ہے تم تسنیم کو ان کے پاس بھیجنا شروع کر
دو پیسوں کی پرواہ مت کرنا جتنا بھی لگے تا ہم
لگا دیں گے آخر شائلہ نے دفتر کس لیے کھولا ہے
زاہد نے اپنی بات مکمل کر کے جواب طلب نگاہو
ں سے دونوں کو دیکھا شائلہ بڑی سنجیدگی سے
ساری بات سن رہی تھی اسے حیرت ہو رہی تھی کہ
زاہد یہ سب کہہ رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ خود کو
دل ہی دل میں کوس رہی تھی کہ وہ کتنی بیوقوف ہے
پہلے کیوں نہیں یہ سب اس نے سوچا ابراہیم کو زاہد
کا آئیڈیا بہت اچھا لگا لہذا اس نے کچھ دیر سوچنے
کے بعد اپنی رضامندی دے دی اسے زاہد کافی
اچھا لڑکا لگا تھا ابراہیم کے ہاں گئے یہ سب تو بہت
خوشی ہوئی۔

اور تمہارے لیے بھی میرے پاس پلان ہے
میرے بھائی زاہد نے ہمدردی سے کہا۔
وہ کیا۔ ابراہیم نے پوچھا۔
ہم صرف تسنیم کی نہیں تمہاری مدد بھی کریں گے
تم بھی شائلہ کے دفتر کے پیسوں سے اپنی دکان
کھول لو اور کام کرو کیا خیال ہے
زاہد نے سوالیہ نگاہوں سے ابراہیم کے
چہرے کی طرف دیکھا ابراہیم یہ سب ہی تو چاہتا
تھا قسمت اس پر مہربان ہو رہی تھی تو وہ کیسے پیچھے
ہٹ سکتا تھا لہذا اس نے ہاں کر دی۔
تمہارا بہت بہت شکریہ بھائی میں ساری
زندگی تمہارا احسان مند رہوں گا۔ ابراہیم نے
سعادت مندی سے کہا۔
ارے شکریہ کیسا اور ہم آپ لوگوں کو کوئی
احسان نہیں کر رہے صرف مدد کر رہے ہیں اب جو
کرنا ہے آپ دونوں کو کرنا ہے ہم اپنا فرض پورا
کریں گے زاہد نے مسکراتے ہوئے مضبوط لہجے میں
کہا۔

میں نے شائلہ سے اظہار محبت کر دیا ہے بلکہ
صرف اظہار محبت ہی نہیں شادی کی بھی پیشکش کی
ہے ابراہیم نے تسنیم سے کہا۔
پھر کیا کہا شائلہ نے ابراہیم کے برابر بیٹھتے
ہوئے تسنیم نے پوچھا۔
اس نے ہاں کر دی ہے اور واقعی تم ٹھیک کہتی
تھی وہ مجھے دیوانگی کی حد تک چاہتی ہے بلکہ یہ کہنا
ٹھیک رہے گا کہ وہ میرے بنا مر جائے گی اور یہ
میں اس کے منہ سے بھی سن کر آ رہا ہوں میں نے
اسے یہ سب جس کیفیت میں ہنستے ہوئے سنا ہے
میں تمہیں بتا نہیں سکتا اس وقت مجھ پر کیا بیت رہی
تھی میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں
ابراہیم نے تفصیل سے بتایا۔
کیا مطلب تسنیم نے الجھ کر پوچھا۔
مطلب یہ کہ اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ
اس کے اگر اس کے بابا نہ مانے تو وہ سب چھوڑ کر
میرے پاس آ جائے گی اور میں نے بھی اسے کہہ
دیا ہے کہ اسے میں دھوکہ نہیں دوں گا ابراہیم نے
کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔
تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کون سی
بات ہے اگر آپ بھی اس سے پیار کرتے ہیں تو
آپ کو اب دولت کے بارے میں بھول جانا
چاہیے کیونکہ اب تو شائلہ کے بھائی نے ہماری مدد
بھی کر دی ہے تسنیم نے اطمینان سے کہا اور سونے
کے لیے چلی گئی۔
ابراہیم بہت سی سوچوں میں الجھا ہوا تھا

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا اسے بھی شمائلہ سے محبت ہو گئی ہے جو وہ اسے ایسی حالت پر چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔۔۔

نہیں نہیں میں بس اس کا برا نہیں چاہتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اس کو محبت کا نام دے دوں ابراہیم شمائلہ کو چھوڑنے کا فیصلہ ہمیشہ کے لیے کر چکا تھا کیونکہ شمائلہ جہاں تک آ گئی تھی وہاں سے اسے تنہا چھوڑ جانا خود سے دو چار کرنا تھا یا پھر موت کے منہ میں دھکیلنا تھا ابراہیم آیا تو شمائلہ کی واپسی لوٹنے تھا لیکن یہاں تو کایا ہی پلٹ گئی تھی اس کا دل نہیں مان رہا تھا کہ کوئی یوں بیچ راستے میں چھوڑ دیتے کا مگر کافی سوچوں نے اسے جکڑ لیا تھا ابراہیم نے اپنی دکان کھول بھی لی تو بھی وہ اتنی رقم نہیں ملا پاتے گا کہ اس کا والد شادی پر راضی ہو سکے اور جتنی جو تنخواہ وہ ردی جمع کر رہا تھا وہ بھی راضی نہیں ہوگا کیونکہ وہ اس کے آئیڈیل کا نہیں تھا ابراہیم نے بہت سوچا کر آخر وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ پہلے وہ پھوپھو ماں سے بات کرے تا کہ تنظیم اور شمائلہ کو خوش رکھ دے یا پھر وہ شمائلہ سے صاف بات کرے۔

رات کافی گہری تاریک تھی آسمان پر پورا چاند رقص کر رہا تھا تاروں سے آسمان پر بارات سی ہوئی تھی کالے بادل آسمان پر منڈلا رہے تھے جو وقتاً فوقتاً چاندنی روشنی کو مدھم کر رہے تھے تیز ہوا میں چل رہی تھیں تھوڑی دیر میں بوندا باندی شروع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے موسلادھار بارش ہونے لگی آسمان پر بجلی زور زور سے کڑک رہی تھی اور بادل خوفناک آوازیں نکال رہے تھے رات کے ٹھیک بارہ بجے کا وقت تھا سب گھر والے کھانا کھا کر سو گئے تھے زاہد شمائلہ کے ساتھ ویڈیو گیم کھیل کر کچھ ہی دیر پہلے اپنے کمرے میں جا کر سو چکا تھا جبکہ شمائلہ اپنے بیڈ پر دراز ابراہیم سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ بادلوں کے گرجنے نے اسے خوفزدہ کر دیا اور وہ اپنے منہ پر چادر اوڑھ کر ابراہیم کو فون ملانے لگی تھی شمائلہ کا دل ابراہیم سے بات کرنے کو کر رہا تھا وہ بہت بے تاب ہو رہی تھی بات کرنے کو لہذا وہ اس بات کی پرواہ کیے بغیر ہی ابراہیم کو فون ملایا مگر کسی نے فون کا جواب نہیں دیا لیکن شمائلہ بھی کہاں باز آنے والی تھی وہ لگاتار فون کرتی رہی بالآخر آٹھویں بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔

ہیلو ابراہیم کی آواز آئی۔۔

میں شرمندہ ہوں کہ میں نے آپ کو اس وقت تنگ کیا۔ شرمندہ لہجہ معذرت خواں تھا

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں جاگ ہی رہا تھا ابراہیم نے کہا۔

تو پھر فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے اور سوئے کیوں نہیں۔ شمائلہ نے شوخی لہجے میں کہا۔

بس نیند نہیں آ رہی تھی اور تم سے بات کرنے کا حوصلہ نہیں ہو رہا تھا مجھے پریشان تھا مستقبل اپنا تاریکی میں ڈوبا لگتا ہے بس یہی باتوں کو لے کر فکر مند تھا لیکن جب تم فون کرنے سے باز نہیں آئی تو میں پریشان ہو گیا کہ خدا خیر کرے کیا بات ہو گئی۔ ابراہیم نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

مجھ سے بات کرنے کا حوصلہ کیوں نہیں ہو رہا تھا اور مستقبل تاریکی میں ڈوبا ہوا کیا مطلب شمائلہ نے الجھتے ہوئے کہا۔

دیکھو تم مانو یا نہ مانو لیکن یہ بات سچ ہے

کہ تمہارے والد ہماری شادی پر کبھی راضی نہیں ہونگے اور اگر تم مجھ سے شادی کی ضد کروگی تو وہ تم سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کرلینگے اور رہی بات تمہاری تو شانہ بشانہ زندگی گزارنے کی عادی ہو کیا تم میرے ساتھ چھوٹے سے گھر میں رہ لوگی بغیر گاڑیوں میں گھومے۔ دو وقت کی روٹی کھالوگی تھوڑے پیسوں میں گزرہ کرلوگی۔ ابراہیم نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

شائلہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔ جس پر ابراہیم حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا بس اتنی سی بات سے خوامخواہ میں آپ پریشان ہو رہے ہیں ان سب باتوں پر میں بہت پہلے ہی غور کرچکی ہوں آپ جس حال میں بھی رکھے گے میں رہ لوں گی بلکہ بیوی بن کر آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی ویسے بھی آپ سے شادی کی خواہش پہلے میرے دل میں جاگی تھی اور میں اچھے سے جانتی ہوں کہ میں کیا کر رہی ہوں میں نے اچھے سے سوچ کر فیصلہ کرلیا ہے میں آپ کے ساتھ دینے کے لیے پوری طرح تیار ہوں شائمہ نے اطمینان سے جواب دیا اس کا لہجہ مضبوط تھا چٹان کی طرح مضبوط۔ آسمان پر زور بادل گرج رہے تھے لیکن بارش پہلے کی نسبت ہلکی ہوچکی تھی بجلی بھی وقتاً فوقتاً چمکتی جا رہی تھی۔

میں خدا کا دل سے شکر گزار ہوں شمی کہ مجھے تم ملی ایک سچا چاہنے والی بیوی ملی تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ ابھی بھی دنیا میں سچی محبت باقی ہے آئی لو یو۔ ابراہیم نے کہا۔

آئی۔ لو۔ یو۔ ٹو۔ شائمہ نے شرماتے ہوئے کہا مجھے نیند آرہی ہے تم بھی سو جاؤ۔ ابراہیم نے کہہ کر فون بند کردیا۔

شائلہ نے پیار سے فون سیل کو چوما اور کمبل اوڑھ کر سوگئی۔

ابراہیم بری طرح الجھ چکا تھا اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے پہلے ہی وہ اپنا خرچہ بہ مشکل سے گزارہ کرتا تھا شائلہ آگئی تب کیا ہوگا لیکن وہ ایک طرف سے مطمئن بھی تھا کہ زاہد اسے دکان کے لیے پیسے دے گا تو خرچہ پہلے سے کافی بہتر ہو جائے گا وہ خود کو کوس رہا تھا کہ وہ اس چنگل میں پھنسا ہی کیوں تھا جہاں سے واپس جانا ناممکن تھا کاش وہ شروع سے ہی سمجھ جاتا کہ شائلہ اس سے اتنی محبت کرتی ہے تو وہ خود بھی زبان سے اقرار ہی نہ کرتا اور چپکے سے اس کی زندگی سے نکل جاتا شائلہ سے بھی بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا تھا کیونکہ ابراہیم ایسا نہیں تھا اس نے کبھی بھی شائمہ کی عزت سے کھیلنے کا سوچا بھی نہیں تھا جیسا باقی لڑکوں کی طرح شائلہ کو دھوکہ دے سکتا تھا جس طرح باقی لڑکے لڑکیوں کی عزت سے کھیلتے ہیں جو لالچ دولت کا پجاری سمجھتے مگر دل کا نرم اور عورتوں کی عزت کرنے والا شریف آدمی تھا اسے دولت سے غرض نہ تھی جو اس کے ہاتھ آتی نہیں دکھائی دے رہی تھی ابھی تو سوچ سوچ کر اس کا سر پھٹا جا رہا تھا معاً ابراہیم کے دماغ پر امید کی ایک کرن جاگی اس نے سوچا کہ تقدیر کے فیصلے کوئی نہیں جانتا ممکن ہے شائلہ کے والد راضی ہو جائیں اکلوتی بیٹی ہے آگے پیچھے رو ال ہی دیں لہذا اسے اتنی جلدی ہار نہیں ماننی چاہئے جو ہوگا دیکھا جائے گا مگر اسے پھر یہی چیز ستانے لگی کہ تب تک شائمہ اور بھی سنجیدہ ہو جائیگی ابراہیم نے فوراً سے بیشتر اپنے دماغ میں آئی تمام سوچوں کو جھٹک دیا اس سوچ

کے پیش ونظر کہ وہ خواں مخواں میں اتنی آگے کی سوچ رہا ہے وقت آنے پر دیکھا جائے گا فی الحال اپنی اتنی ہی کامیابی پر خوش رہنا چاہیے۔

نشتے کے بعد جاوید حیات زمینوں پر چلے گئے اور شائلہ اپنے دفتر پر پورے گاؤں میں پھر سے شور مچ گیا کہ دفتر پھر کھل گیا ہے شائلہ نے پورے چھ مہینے کے بعد دفتر کھولا تھا جس وجہ سے دیکھتے ہی دیکھتے گاہکوں کی لمبی لائنیں لگ گئی تھی پھر زاہد کی چھٹیاں تھیں لہذا وہ اسے ٹی وی دیکھنے اور گھومنے پھرنے کے سوا کوئی کام نہیں تھا وہ دن میں کئی بار وقفے وقفے سے شائلہ کے دفتر کے چکر کاٹتا رہتا تھا۔ اس نے شائلہ پر کڑی نظر رکھی ہوئی تھی وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا تھا کہ جس دن سے وہ آیا ہوا تھا اس دن شائلہ کو سر کھجانے کا بھی ٹائم نہیں مل رہا تھا جب تک زاہد رہا شائلہ ابراہیم تو کیا اپنی کسی سہیلی سے بھی ملنے نہیں گئی تھی وہ ابراہیم سے صرف فون پر بات کرتی تھی جس کا علم زاہد کو نہیں تھا زاہد کے لیے یہ بات باعث حیرت تھی کہ شائلہ نے اس کی موجودگی میں سہیلیوں کے ساتھ گھومنا پھرنا چھوڑ دیا تھا مگر اس نے زاہد غور نہیں کیا وہ یہی سمجھا کہ ایسا یا تو دفتر کی مصروفیات کی وجہ سے ہے یا پھر دو سال بعد اس کے آنے کی خوشی میں شائلہ نے ابراہیم کو بتا رکھا تھا کہ وہ کیوں ملنے نہیں آسکے گی ابراہیم کو اس کی بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ آئے یا نہ آئے اسے صرف اپنے کام سے غرض تھی ابراہیم نے تسنیم کو سلائی کڑھائی کا مکمل کام دیکھ دیا تھا جسے تسنیم نے بہت جلدی سیکھ لیا تھا وہ اب باقاعدہ ڈھیروں خواتین کے کپڑے سینے لگی تھی کچھ ہی دنوں میں تسنیم نے اچھی خاصی رقم ابراہیم کے ہاتھ میں رکھی جس سے دونوں بہن بھائیوں کو کافی سہارا ملا شائلہ نے زاہد کے ہاتھ ابراہیم کو موٹی رقم بھجوائی جس کی مدد سے ابراہیم نے گاؤں میں اپنی ذاتی دکان کھول لی اور خدا کی کرنی وہ بھی چل نکلی دونوں بہن بھائی پہلے سے کافی خوش حال تھے وہ دونوں اپنی کامیابی پر خوش تھے شائلہ ابراہیم کی خوشی میں خوش تھی وقت گزرتا رہا یہاں تک کے زاہد کے انٹر کا رزلٹ آ گیا اس نے آئی کام میں اچھے مارکس حاصل کیے تھے جاوید حیات نے اپنے وعدے کے مطابق اس کا برطانیہ کا ویزا لگوا دیا اگلے ہفتے اس کی فلائٹ تھی۔

پورا خاندان رات کے کھانے پر میز پر موجود تھا بیٹا تم مت جاؤ پلیز عظمیٰ بی بی اندھی ہوئی آواز میں کہا۔

ماں آپ پریشان نہ ہوں میں ہر ہفتے اپنی خیریت کا ثبوت دوں گا۔ زاہد روٹی کا لقمہ منہ میں لیتے ہوئے کہا۔ آج کھانے میں خاص زاہد کے لیے شائلہ نے اپنے ہاتھوں سے قورمہ اور روٹی بنایا تھا کیونکہ اسے شائلہ کے ہاتھوں کا قورمہ بہت پسند آیا تھا آج کی رات زاہد کی اس گھر میں آخری رات تھی اگلی صبح دن چڑھتے ہی برطانیہ کے لیے نکلنا تھا لہذا اسی رات کو یادگار بنانے کے لیے کھانے کا ایک خاص اہتمام کیا گیا تھا تمہیں ہمیں تم وہاں جا کر بھول گئے تو شائلہ نے پانی کا گلاس ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

کیسی باتیں کرتی ہو اپنوں کو کوئی کبھی بھول سکتا ہے کیا۔ زاہد نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں گوری لڑکیاں ہونگی کہیں ان کے چکر میں آ کر واپس آ جا مت بھول جانا ادھر کا ہو کر ہی

نہ رہ جانا کلثوم بیگم نے روایتی جاہلوں والی بات کی تھی دادی اماں زاہد نے مختصر جواب دیا عظمیٰ بی بی اب بھی مطمئن نہیں ہوئی تھیں ان کا ذہن عجیب سی جھنجلاہٹ کا شکار تھا ان کا دل نہیں مان رہا تھا کہ وہ اپنے لخت جگر کو پردیس بھیج دیں۔

میرا دل گھبرا رہا ہے دل نہیں کر رہا تمہیں پردیس بھیجتے ہوئے عظمیٰ اف اوماں پھر سے کہاں نہ فکر نہ کریں سب ٹھیک رہے گا۔ انشاء اللہ زاہد نے اطمینان سے جواب دیا۔

مجھے تم پر ناز ہے بھروسہ ہے میرے بچے تمہاری ہی وجہ سے تو میری گردن اونچی رہتی ہے۔ جاوید نے اشک بھری نگاہ سے زاہد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

پورا خاندان ساری رات نہ سو سکا زاہد بھی یہ سوچ رہا تھا کہ وہاں اجنبی لوگ ہوں گے اور وہ اکیلا کیا کرے گا کس کے ساتھ دل بہلائے گا شائلہ بھی بھائی کے جدا ہونے کے غم میں دوچار تھی عظمیٰ بی بی ساری رات پلک پلک کر رونے میں گزاری تھی۔ کلثوم بیگم بھی اندر سے ٹوٹ چکی تھی کہ جب سے خالق حقیقی سے ان کا بلاوا آجائے اور ایسا نہ ہو کہ انہیں اپنے پوتے کی آخری جھلک بھی دیکھنا نصیب نہ ہو جاوید حیات کا بھی دل اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے عجیب ہو رہا تھا جوان بیٹے کا سہارا تھا ان کا بار بار دل چاہتا تھا کہ وہ زاہد کو روک لیں لیکن پھر یہ سوچ کر رک جاتے کہ زاہد کو پڑھنے کا شوق ہے لہٰذا اسے پڑھنے دیا جانے دیا۔ آخر رات نے اپنا سفر جاری تھا اور کہیں دور سے فجر کی اذانیں ہونے کی آواز آنا شروع ہوئی

وقت اتنی تیزی سے گزرا کہ کسی کو اس بات کا اندازہ ہی نہ ہو سکا کہ ٹھیک دو گھنٹے بعد زاہد کی برطانیہ کے شہر لندن جانے والی فلائٹ کا ٹائم تھا سب نے باوضو ہو کر نماز فجر ادا کی اور تینوں خواتین حضرات نے گھر میں نماز جبکہ جاوید اور زاہد نے مسجد میں باجماعت نماز ادا کی عظمیٰ بی بی نے بھولے بھالے چہرے سے زاہد کو ناشتہ بنا کر دیا جبکہ شائلہ نے زاہد کا تمام سامان پیک کیا اور گھر کے سبھی افراد زاہد کو ائیر پورٹ تک چھوڑنے گئے تھے زاہد شائلہ کی طرف سے مطمئن تھا جو چھ بھی تھا مخلص اس کا اپنا شک تھا اس نے شائلہ پہ کڑی نظر رکھی تھی اور شائلہ کی طرف سے کوئی بھی شکایت کا موقع نہ ملا وہ بہت خوش تھا کہ اس نے ایک بھائی ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض پورا کیا ہے اور اب وہ اطمینان سے جا سکتا تھا۔

زاہد نے باری باری سب کو گلے لگایا اور کلثوم بیگم اپنے دوپٹے سے اپنی آنکھیں پونچھ رہی تھی عظمیٰ بی بی مسلسل رو رہی تھی جس وجہ سے زاہد کا سینہ پھٹ رہا تھا شائلہ کی آنکھوں سے بھی موٹے موٹے آنسو رواں تھے سب کو روتا ہوا دیکھ کر جاوید حیات نے فوراً اسے پہلے کہ وہ بھی آنسو بن کر اترتی انہوں نے فوراً خود کو سنبھال لیا زاہد کو روتا دیکھ کر سب خاموش ہو چکے تھے سب نے باری باری اس کا ماتھا چوما اور شاید وہ سمجھ گئے تھے کہ اگر وہ یونہی روتے رہے تو اسے زاہد سے جایا نہیں جائے گا زاہد نے اپنے کندھے میں بیگ درست کیا اور آگے بڑھ گیا سب وہیں کھڑے رہے اسے ہاتھ ہلا ہلا کر خدا حافظ کہنے لگے اور زاہد نے آخری بار پیچھے مڑ کر دیکھا اور ایک لمحے کے لیے یوں ان سب کو دیکھا جیسے ان سب کے چہرے اپنی آنکھوں میں محفوظ کر لیے اور ان سب نے بھی زاہد کو جی بھر کے دیکھ لیا کہ زندگی پھر

موقع نہ دے زاہد نے سب کو ہاتھ کے اشارے سے اللہ حافظ کہا اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

بابا جی یہاں سب ٹھیک ہے مجھے اچھی سی یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا ہے اور بڑی جلدی ہی میں نئے دوست بھی بن گئے ہیں زاہد نے فون پر بات کرتے ہوئے جاوید حیات کو کہا۔

ہر طالبہ جانے کے ایک ہفتے بعد ہی زاہد کا پہلی بار فون آیا تھا جس پر پورا گھر مسرت سے اچھل پڑا تھا سب اداس چہرے میں خوشی کھل اٹھی تھی یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹے تم رہتے کہاں ہو ۔جاوید حیات نے سوال کیا۔

اپارٹمنٹ لیا ہے کرائے پر وہاں سکون سے رہتا ہوں زاہد نے جواب دیا۔

دل لگا کر پڑھنا بیٹا اگر کسی چیز کی کمی ہو تو بتا دینا میں بھجوا دوں گا۔جاوید حیات نے پیار بھرے لہجے میں کہا اس کے ساتھ ہی پورا گھر خاندان باری باری زاہد سے فون پر بات کرنے لگے اور اس کا حال پوچھنے لگے

بیٹا شاندہ جوان ہو گئی ہے کیوں نہ کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ کر اس کی شادی کروا دیں میں شاندہ کو دلہن کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہوں کیا پتہ آج ہوں کل ہوں نہ ہوں کلثوم بیگم نے نرمی سے کہا۔

آج رات کھانے سے فارغ ہو کر جاوید معمول کے مطابق اپنی والدہ کے کمرے میں گیا وہ انہیں سونے کے لیے تو کلثوم بیگم نے دلی بات کہہ ہی دی وہ نجانے کب سے دل میں چھپائے ہوئے بیٹھی تھی۔

ٹھیک کہتی ہو ماں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں لیکن ہمارے status کا لڑکا اس گاؤں میں نہیں ہے کہاں سے لاؤں جاوید نے سوچتے ہوئے کہا۔

شہر کے کسی اچھے امیر گھرانے کے لڑکے سے کروں میں کل ہی رشتہ کرانے والیوں سے ملتی ہوں اگر ان کی نظر میں کوئی ہماری پسند کا لڑکا ہوا تو میں خود پسند کر کے تمہیں بھی دکھاؤں گی آگے تمہاری مرضی ہے کلثوم بیگم نے نرمی سے کہا۔

ٹھیک ہے ماں جیسے آپ کی مرضی جاوید حیات نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

سوچتا ہوں کہ فضول خرچی کر کے پیسے جوڑنا شروع کر دوں ابراہیم نے کھانا کھاتے ہوئے تسنیم سے کہا۔

کیوں ماشاءاللہ سے اب ہمارے پاس اچھا خاصہ پیسہ ہے اللہ اور دے گا ہاں یہ تو ٹھیک ہے فضول خرچی سے پیسہ بچانا بہتر ہے تسنیم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

میں تمہاری شادی کی بات کر رہا ہوں جہیز کے لیے پیسے چاہئے اس لیے سوچا اب سب چھوڑ کے صرف پیسہ جوڑنا شروع کر دوں تاکہ تم بیاہ کے عزت سے اپنے گھر چلی جاؤ اور وہاں پر محفوظ رہو میرے کندھوں پر سے بھی یہ ذمہ داری اتر جائے اور ابراہیم نے روٹی کا نوالہ لیتے ہوئے کہا

جی نہیں مجھے شادی نہیں کرنی اگر جہیز کے لیے پیسے جوڑنا چاہتے ہو تو اسی سے اچھا فضول خرچی ہی کرتے رہو میں یہاں بھی محفوظ ہوں اور اگر تم بوجھ ہی اتارنا چاہتے ہو تو اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں پر میرے پاس اپنا بوجھ خود اٹھا سکتی ہوں ضرورت نہیں تمہارے احسان کی جناب تسنیم

بچھڑ گئے ہیں سب بابا ہو گئی تھی ابراہیم کو اس بات کی
توقع نہ تھی تسنیم سے اس کی توقع کے عین مطابق
تسنیم نے پھر شادی کے تذکرے پر غصہ کیا تھا
کافی دیر توقف کے بعد ابراہیم بولا۔

آخر وجہ کیا ہے تم کیوں شادی نہیں
کرنا چاہتی کوئی اپنی پسند ہے تو بتاؤ۔

پھر سے شروع ہو گئے آپ کہا نہ ایسا کچھ
نہیں ہے شادی مجھے ویسے ہی نہیں کرنی اور نہ ہی
میری اپنی کوئی پسند ہے تنگ آ گئی ہوں میں اس
سوال سے آپ کو اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں
آتی کیا۔

اس دن تم نے مجھے مارا تھا اس لیے تمہیں
جلانے کے لیے یہ کہہ رہی تھی پھر مجھے بھی کرنے
دیتا اس کا مطلب یہ نہیں کہ واقعی کوئی پسند ہو تسنیم
نے غصے سے کہا۔

تم مجھ پر بوجھ نہیں ہو ہر لڑکی بیاہ کر دوسرے
گھر جاتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بوجھ ہوتی
ہے ابراہیم نے پرسکون لہجے میں کہا۔

ہم دونوں ہمیشہ ہی ساتھ رہیں گے اور اب
بھی تو رہ رہے ہیں نہ آئندہ بھی رہ لیں گے تسنیم کا
غصہ قدرے کم ہو گیا تھا۔

اگر کل کو مجھے کچھ ہو گیا پھر کیا کرو گی کون
بنے گا تمہارا سہارا ٹوٹ جاؤ گی ابراہیم نے سخت
لہجے میں کہا۔

ایسی باتیں نہ کریں کچھ نہیں ہو گا اگر ایسا ہے
تو آپ سے پہلے مجھے موت آ جائے میرے بعد
اکیلے رہ جائیں گے تسنیم نے جلدی سے کہا۔

تم نے مجھے بچہ سمجھ رکھا ہے اپنے یار کی خاطر
بھائی کا بہانہ بیچ میں لے آئی ہو میں لڑکا ہوں اپنا
خیال خود ہی رکھ سکتا ہوں تمہارے بعد میں بھی
شادی کر ہی لوں گا مجھے بس تمہاری فکر ہے۔

بہت کر لی تم نے اپنی من مانی مگر میں تمہاری
ایک نہیں سنوں گا اور کسی اچھے لڑکے سے تمہاری
شادی کر کے دم لوں گا ابراہیم نے غصے سے کھانا
چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

اچھی آمدنی کے بعد سے دونوں نے اپنا پختہ
کروا لیا تھا اور گھر بھی کافی حد تک خوبصورت
فرنیچر سے آراستہ کر لیا تھا ابراہیم کے یوں کھانا
چھوڑ کر جانے سے تسنیم کافی نادم ہوئی وہ اپنے
بھائی کے ساتھ اچھا نہیں کر رہی تھی وہ اس سے کتنا
پیار کرتا ہے کتنی فکر کرتا ہے اور وہ صرف خود غرض
بنی ہوئی ہے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ وہی شادی
کرے گی جہاں اس کا بھائی کہے گا۔

شمائلہ ٹھیک سے کچھ کھاتی ہے نہ پیتی ہے
سارے دن رات صرف رونے سے کام تھا اس کی
رنگت پیلی پڑ گئی تھی اس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ
حلقے پڑ گئے تھے گھر والے سب ہی اس کی اس
حالت پر پریشان تھے اگر کوئی اس سے اس بارے
میں بات بھی کرتا تو وہ یہ کہہ کر ٹال دیتی کہ معمولی
سا سر درد رہتا ہے لگتا ہے ساری ساری رات جاگتی
ہے اور دن کو بھی بمشکل تھوڑی دیر ہی سو پاتی
ہے ہر وقت اس کی آنکھوں میں نمی تیرتی رہتی ہے
دل بے چین رہتا اور دماغ بھی خیالوں میں گم
رہتا ہے ابراہیم کی لاپروائی اس کا شمائلہ کو نظر انداز
کرنا شمائلہ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اندر ہی
اندر اسے کوئی چیز دیمک کی طرح کھائے جا
رہی تھی حتیٰ کہ اسے سانس لینا بھی دشوار لگنے لگا تھا
شمائلہ اس بات سے بالکل لاعلم تھی کہ وہ کیوں اس
کے ساتھ ایسا کر رہا ہے۔

زاہد کے جانے کے بعد اب تک شائلہ کی ملاقات ابراہیم سے نہیں ہو پائی تھی اس کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی جانے کیوں شائلہ سے کترانے لگا تھا پھر مصروفیت کی وجہ سے شائلہ کچھ نہیں جانتی تھی سے رہ رہ کر خود پر افسوس ہو رہا تھا کہ وہ خواں مخواں ہی پیار کے نشے میں اس قدر چور ہو گئی تھی کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھی تھی اسے تسنیم کی باتیں یاد آتی تھی جو شروع سے ہی اس نے اس کو اپنے بھائی سے دور رہنے کے لیے کہا تھا اس کا دل ٹوٹ چکا تھا اسے ارد گرد کا خیال تو در کنار اپنا بھی خیال نہ رہا تھا دفتر مکمل طور پر بند ہو چکا تھا اس میں بھی شائلہ کی ہی مرضی تھی کیونکہ اب کسی کام میں اس کا دل نہیں لگتا تھا شائلہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے بے تکا جواب دیا کہ جتنی مدد کرنی تھی کر دی اب اور دل نہیں۔

کلثوم بیگم نے رشتے کروانے والی ایک عورت کے ذریعے سے ایک لڑکا پسند کر لیا تھا انہوں نے اس کا تذکرہ اپنے بیٹے جاوید سے اور بہو عظمیٰ سے کیا دونوں ہی کلثوم بیگم کی پسند سے خوش ہو گئے تھے کیونکہ لڑکا لاہور شہر کا رہنے والا تھا اچھے گھرانے سے کھاتے پیتے لوگ تھے لڑکا سینئر اینکر کی حیثیت سے ٹی وی چینل پر کام کرتا تھا اور تنخواں بھی بہت زبردست لے رہا تھا انہوں نے لڑکے اور اس کے گھر والوں کو آج شام کھانے پر مدعو کیا تھا۔

شائلہ اٹھو کیا ہو گیا ہے تمہیں یہ کیا حالت بنا رکھی ہے عظمیٰ بی بی نے شائلہ کو جگاتے ہوئے کہا یہ کیسے بال بکھرے ہوئے ہیں چڑیل لگ رہی ہو جلدی سے اٹھو اور ہاتھ منہ دھو لو میرے ساتھ کام میں مدد کرو بہت تیاریاں کرنی ہیں عظمیٰ بی بی نے شائلہ پر سے کمبل کھینچتے ہوئے کہا۔

کیسی تیاریاں۔ شائلہ نے چونک کر پوچھا

ارے تمہیں دیکھنے آج شام سے پہلے نہا دھو کر تیار ہو جانا تجھی۔ عظمیٰ بی بی بے ترتیب چیزوں کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

کیا۔ شائلہ تقریباً چیخ اٹھی تھی ۔۔۔ ما آپ لوگ ایسا نہیں کر سکتے اتنا بڑا فیصلہ اور آخر آپ لوگوں نے مجھ سے پوچھے بنا کیسے کر لیا مجھے شادی نہیں کرنی شائلہ نے درشتی سے کہا اسے اپنے پیر زمین پر محسوس نہیں ہو رہے تھے چہرہ تھا کہ فق ہو رہا تھا اسے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہو عظمیٰ بی بی شائلہ کے تیور اس کا بدتمیزانہ لہجہ دیکھ کر حیران رہ گئی وہ بھی اسی درشتی سے بولی۔

زیادہ بکواس مت کرو شادی ہی تو کر رہے ہیں کون سا تمہیں سولی پر چڑھا رہے ہیں اک نہ ایک دن تو کرنی ہی پڑے گی شادی بہت کر لی تو نے اپنی من مانی آج تک ہم تیری مانتے ہی آ رہے ہیں ذرا سی ہم نے اپنی مرضی کیا کر لی بہت تکلیف پہنچ گئی ہے تجھے اور ویسے بھی یہ شادی بیاہ کے معاملات والدین ہی دیکھا کرتے ہیں اس میں بچوں سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی آخر والدین کا بھی تو کوئی حق ہوتا ہے اچھے کھاتے پیتے لوگ ہیں پڑھا لکھا لڑکا ہے اور کیا چاہئے تمہیں۔

پہلے آپ لوگوں نے میری مرضی کے بغیر ہی تعلیم چھڑوالی اور اب شادی کر رہے ہیں شائلہ بھی باقاعدہ جوابی کاروائی کے لیے میدان میں اتر آئی تھی۔

عظمی بی بی بھی کسی کی بیٹی تھی اور اب وہ خود ایک جواب بیٹی کی ماں تھیں لہذہ شمائلہ کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے دیکھ کر بولیں۔

دیکھ شمائلہ اگر تیری کوئی پسند ہے تو اسے بھول جا تیرے بابا تجھ پر بہت بھروسہ کرتے ہیں اگر انہیں اس بات کا علم ہو گیا تو نجانے کیا کر جائیں گے۔

عظمی بی بی دھیمے لہجے میں مگر سخت لہجے میں کہہ کر کمرے سے نکل گئی جبکہ شمائلہ وہیں ساکت رہ گئی اسے اپنا وجود اس قدر بھاری لگ رہا تھا کہ گویا اس کی ٹانگیں اس کا بوجھ نہیں اٹھا پا رہی تھی اس کی زبان لرزنے لگی اور پھر وہ یکدم زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

شمائلہ نے آخری بار ابراہیم سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اسے اپنی شادی کے متعلق آگاہ کر سکے ممکن ہے وہ سنجیدہ ہو جائے شمائلہ نے کوئی بار فون کیا مگر جواب نہ ملا لیکن وہ بھی باز نہیں آئی اور لگاتار کرتی رہی بلا آخر فون اٹھا لیا گیا۔

ہیلو آواز تسنیم کی تھی تسنیم میری مدد کرو مجھے بچا لو شمائلہ رونے لگی شمائلہ کو بے تحاشہ روتا ہوا سن کر تسنیم کا دل کٹنے لگا وہ پریشانی سے بولی۔

کیا ہوا شمائلہ کیا بات ہے تم رو کیوں رہی ہو پہلے رونا بند کرو اور سکون سے بات بتاؤ بس میں ہوا تو ضرور مدد کروں گی۔

ابراہیم دھوکہ باز نکلا تسنیم تم ٹھیک کہتی تھی میرے گھر والے میری شادی کر رہے ہیں میں مر جاؤں گی مگر اب کسی سے شادی نہیں کروں گی شمائلہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔

میں نے تو تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا خیر چھوڑو رونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تم وہی شادی کر لو جہاں تمہارے والدین چاہتے ہیں ساری زندگی یوں کنواری تو نہیں بیٹھی رہو گی نہ تسنیم نے عجیب انداز میں کہا تسنیم کا جواب سن کر شمائلہ کی توقع کے برخلاف تھا وہ جذباتی انداز میں بولی۔

واہ کیسی دوست ہو تم۔ ابراہیم کہاں ہے اس سے کہو مجھ سے آخری بات بار کر لے شمائلہ ابھی بھی رو رہی تھی۔

ابراہیم گھر پر نہیں ہیں وہ سیل مجھے پکڑا گئے تھا ہے ایسا کرو تم کچھ دیر کے لیے میرے گھر آ جاؤ سکون سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور کوئی راستہ نکال لیتے ہیں فون پر یہ سب باتیں نہیں ہو سکتی تسنیم نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میرا انتظار کرنا میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں شمائلہ نے کہہ کر فون بند کر دیا اور شاور لینے چلی گئی۔ جاری ہے------

----

مجھے یاد ہے سزا تو نے دی ہے
وفاؤں کے بدلے جفا تو نے دی ہے
ہوتی گنگ میری زبان ہے کہتے
بھلا تو نے کب بات میری سنی ہے
میں اس کو احساس تک بھی نہیں ہے
جہاں میں جو رسوائی میری ہوئی ہے
مجھے زخم تھا جس کی چارہ گری کا
ہے دشمن وہی میرا قاتل وہی ہے
کسی اور سے کیا غرض اس کو ہو گئی
وہ دیوانی جب سے میری ہو گئی ہے
ہوتے نہیں بے حس تیری دنیا والے
نہیں بات میری بھی اب ان میں ہے
اب کسی اور سے بے درد ہو جائے
فقط اس سے مانگا ہے جواب کا فن ہے

اللہ دتہ بے درد ۔ راولپنڈی کینٹ

ترپتی جنت

تحریر۔ منظور اکبر تبسم۔ جھنگ۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
ایک کہانی کے ساتھ حاضر خدمت ہوں امید ہے کہ اس کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں خوش نصیب ہوں کہ میری ماں حیات ہے تبسم
رہتے ہیں میرے ساتھ فرشتے دعاؤں کے

قارئین! لفظ ماں ایک ایسا لفظ ہے لفظ جو بولتے ہی ہونٹ بھی ایک دوسرے کو چومنے لگ جاتے ہیں ماں قدرت پاک کا وہ انمول تحفہ ہے جس کی تعریف جتنی بھی کریں بہت کم ہے اللہ پاک نے جنت کو ماں کے قدموں میں رکھ دیا ہے حدیث شریف ہے کہ۔

پہلے اپنی والدہ پھر باپ پھر بھائی سے پھر بہن سے نیکی کر ہمارے پیارے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر فرض نماز ادا کر رہا ہوتا اور میری ماں مجھے بلاتی اور میں فرض نماز کو چھوڑ کر پہلے اپنی ماں کی بات سنتا۔

میرے پیارے قارئین ماں جیسے انمول تحفے کی خدمت کرو اور جنت کو اپنا مقدر بنا لو مگر آج کے دور میں ماں در در کی ٹھوکریں کھا رہی ہیں اور اولاد کو ہوش تک نہیں ہے ماں باپ کو در در کی جنتیں یا جنت چھوڑ کر اولاد اونچے محلات کے خواب سجائے پھرتی ہے میری یہ کہانی ایک ایسی ماں کی کہانی ہے جو اپنی خوشیوں کو قربان کر کے آج در در کی ٹھوکریں کھا رہی ہیں۔

قارئین میں فرسٹ ائیر کے ایگزام دینے روزانہ ہی شہر جایا کرتا تھا ایک دن جونہی میں امتحان سنٹر کے مین گیٹ سے اندر داخل ہونے لگا تو ایک بہت درد بھری آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

بیٹا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے خدا کے لیے میری تھوڑی سی مدد کرو اللہ پاک تمہیں ڈھیر سارے نمبروں سے پاس کرے۔

میں نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا تو گیٹ کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ ایک بڑھیا بیٹھی ہاتھ پھیلائے ہوئے تھی میں نے اس کی حسب توفیق مدد کی اور اس کی ڈھیر ساری دعائیں سمیٹتے ہوئے امتحان سنٹر میں چلا گیا۔ وہاں جا کر بھی میرے دل میں عجیب خیالات اور وسوسے جنم لے رہے تھے کہ یہ عورت دوسری بھکاری عورتوں کی طرح ہرگز نہیں ہے یہ کوئی حالات کی ٹھکرائی ہوئی ہے کیونکہ اس کی باتوں سے اندازہ

ہوتا تھا کہ یہ کوئی خاندانی ہے۔ میں نے پھر سوچا جیسی بھی ہے چھوڑو آج میرا انگلش کا پیپر ہے اور مجھے لازمی محنت کر کے پاس ہونا ہے ڈیڑھ بجے میں امتحان سینٹر سے فارغ ہوا تو دروازے کے قریب آ کر دیکھا تو وہ اس وقت موجود تھی میں خیالوں میں ڈوبا ہوا اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا تھا۔

مت نظر انداز کرنا ماں کی تکلیفوں کو تبسم
جب یہ بچھڑتی ہے تو ریشم کے تکیوں پہ بھی نیند نہیں آتی

میرا پیپر تین بجے ختم ہوا تھا میں دوسرے دن جب پیپر دینے گیا تو وہاں دروازے کے پاس موجود تھی میں نے حسرت بھری نگاہوں سے اس دکھیاری کی طرف دیکھا تو وہ روتے ہوئے کہنے لگی۔

بیٹا تو میری چھوڑ میرا کوئی نہیں ہے۔

میں نے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہوئے دیکھے تو میری آنکھوں سے بھی آنسو امڈ آئے تھے اس بار میں نے اس ماں کو سو روپے کا نوٹ دیا تو وہ بہت خوش ہوئی اور مجھے ڈھیروں دعائیں دینے لگی میں نے کہا۔

اماں میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں

وہ بولی بیٹا۔ کیا بات کرنی ہے

میں نے کہا۔ اماں آپ کہاں رہتی ہیں۔

بیٹا میرا کوئی خاص مقام نہیں ہے جہاں رات ہو جائے وہاں ہی بسر کر لیتی ہوں۔

اس کی بھرائی ہوئی آواز نے مجھے بھی رونے پر مجبور کر دیا تھا میرا آج پیپر سیکنڈ ٹائم تھا میں نے اس اماں سے کہا۔

چلیں آپ میرے ساتھ اس ہوٹل تک جا سکتی ہیں میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔

وہ بولی۔ بیٹا اس دکھیاری ماں کو کہاں لے جاؤ گے یہ ہوٹل والے لوگ بہت سنگدل ہوتے ہیں تم وہاں بیٹھنے کی بات کرتے ہو وہ تو مجھ جیسی بھکارن کو قریب سے بھی نہیں گزرنے بھی نہیں دیں گے۔

میں نے کہا۔ اماں آپ بے فکر رہو میں سب سنبھال لوں گا۔

وہ میرے ساتھ ڈگمگاتے ہوئے قدموں سے چل پڑی جونہی ہم ہوٹل میں داخل ہوئے تو وہ واقعی غمہ کہنے لگا۔

جاؤ ادھر کیا کرنے آئی ہو

میں نے کہا۔ خبردار جو تم نے ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو کیا تمہارے گھر میں ماں نہیں ہے کیا ہوا جو اس کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے لیکن ہم لوگ بھی سہارا تو کیا اس کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔

میری غصیلی آواز سن کر وہ لڑکا چپ سادھ گیا۔ ہم وہاں کرسیوں پہ بیٹھ گئے میں نے ماں کے لیے کھانا منگوایا اور اس کے ساتھ مل کر کھانے لگا وہاں موجود لوگ حیران ہو رہے تھے کہ ایک خوبصورت لڑکا ایک بھکارن کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے وہ عجیب سی نظروں سے مجھے اور اماں کو دیکھ رہے تھے اماں نے کھانا کھانے کے بعد میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

آپ کتنے اچھے ہیں جو اس کم بخت کو اتنی عزت بخش رہے ہو بتاؤ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔

میں نے کہا۔ اماں ہر صدمے کے پیچھے کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے اور آپ کی یہ حالت کیسے کی

اماں تم ضرور کسی بہت بڑے صدمے سے گزری ہو آخر تمہارا کوئی تو وارث ہوگا جس کو آپ نے جنم دیا ہوگا پلیز اماں مجھے آپ اپنا بیٹا سمجھ کر بتائیں جہاں تک ممکن ہوا آپ کی مدد کروں گا اور تمہارے حالات سے دنیا کو ایک سبق ملے گا اماں میں ایک رائٹر ہوں اور میں دکھی لوگوں کی کہانیاں سنتا ہوں اور لوگوں تک لکھ کر پہنچاتا ہوں آپ کی کہانی سے لوگ سبق سیکھ سکتے ہیں اماں مجھے ضرور بتائیں۔

اماں نے کہا۔ بیٹا میں آپ کو اپنی آپ بیتی ضرور سناؤں گی مگر میری خاطر کہیں اپنی عزت نہ کھو بیٹھنا کیونکہ لوگ بہت غلط سوچتے ہیں۔

میں نے کہا۔ اماں تم بے فکر ہو جاؤ بس آپ جیسی کئی ماؤں بہنوں کی دعاؤں سے اپنی زندگی گزار رہا ہوں ورنہ مجھ جیسی ذات کہاں جینے کے قابل تھی اماں میری طرف دیکھ کر نہایت خلوص بھری نظروں سے دیکھنے لگی اور کہنے لگی۔

بیٹا میری درد بھری داستان کچھ یوں ہے۔

ہوتا تو نہیں ایسے مگر ہم کر رہے ہیں تبسم
ایک یاد پہ مسلسل گزارہ

بیٹا ہم دو بہن بھائی تھے بھائی مجھ سے بڑے تھے اور امی ابو ضعیف ہو چکے تھے جب ہماری شادی ہوئی کیونکہ ہماری پیدائش شادی کے تقریباً بیس سال بعد ہوئی تھی ہم اپنے ماں باپ کے بہت پیارے تھے ہم دو بہن بھائی ہی تھے تو اپنے والدین کی آنکھ کی ٹھنڈک تھے گھر میں میری شادی ہوئی وہ میرا پھوپھا زاد تھا والدین کا اکلوتا بیٹا تھا ہماری جوڑی اللہ پاک نے بہت خوبصورت بنائی تھی میرے خوابوں نے ہر وقت میرے خاوند کی تصویر رہتی تھی کیونکہ میں اپنے خاوند کو بے حد پیار کرتی تھی میں نے زندگی میں بہت ٹوٹ کر چاہا تھا اپنے خاوند کو وہ بھی مجھ سے اتنا ہی پیار کرتے تھے ہم سارا دن مل کر کام کاج کرتے دن گزرنے کا پتہ بھی نہ چلتا سب لوگ کہتے کہ ان کا پیار ہم نے ہیرا رانجھا سے بھی بڑھ کر دیکھا ہے لوگ ہماری محبت کی مثالیں دیتے تھے محبت نام ہی نیک جذبات کا ہے جیسے سب مانتے ہیں۔ ہماری شادی کو عرصہ تین سال گزر گئے تھے مگر میری گود ہری نہیں ہوئی تھی ہم ہر وقت خدا سے دعا کرتے کہ اللہ پاک ہمیں نیک اولاد سے نوازتا آمین میری خواہش اب ایک ہی تھی کہ اللہ پاک مجھے نیک اولاد نصیب فرمائے جو میری زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں لائے۔

میرے خاوند کاشتکار تھے ہماری زمین گزارہ کی تھی مگر خاندان کی کفالت آسانی سے ہو جاتی تھی ہمارا اتفاق ہی ہمارے خاندان کا واحد سہارا تھا ہم میں کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا تھا بہت حسین زندگی تھی اللہ پاک نے مجھے امید سے کر دیا تو میرے خاوند نے مجھ سے کام کروانا چھوڑ دیا۔ میں اپنے خاوند کو اکیلا کام کرتے نہیں دیکھ سکتی تھی میں پھر کام میں لگ جاتی مگر وہ مجھے روکتے میں کہاں باز آنے والی تھی میں سارا دن کام میں لگی رہتی خوشیوں بھری زندگی میں اور بھی خوشیاں آگئی تھیں۔

دن گزرتے رہے اور عرصہ نو ماہ گزر گئے اور مجھے اللہ پاک نے بہت ہی خوبصورت چاند سا بیٹا عطا کیا آج ہم بہت ہی خوش تھے میں نے پورے علاقے میں مٹھائی تقسیم کروائی ڈھول و

شہنائیاں بجائی گئیں میرے میاں بہت خوش تھے میں نے اپنے بیٹے کا نام چاند رکھا کیونکہ وہ چاند جیسا ہی تھا میری آنکھ کا تارا تھا میری گود کی زینت بن چکا تھا پورے گاؤں سے مبارکیں ملتی رہی میں کام کاج کے دوران بھی اپنے چاند کی دیکھ بھال میں لگی رہتی۔

وقت کا پنچھی اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا اور میرا چاند پانچ سال کا ہو گیا میرا چاند انتہائی شریف اور خوش بخت تھا مجھے اسے دیکھ کر ساری دنیا ہی حسین لگتی تھی وہ دوڑ کر میرے گلے لگتا مجھے بہت سکون ملتا تھا میں نے اپنے خاوند کو کہہ کر اسے ایک پرائیویٹ سکول میں داخل کروا دیا شام کی ٹیوشن بھی رکھوادی وہ بہت ذہین تھا صبح اٹھ کر مسجد جاتا اور وہاں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتا اور واپس آکر اس کو میں ناشتہ دیتی رکشہ میں بیٹھا دیتی تھی ہم اپنے چاند کے لیے رکشہ لگوایا تھا جو روز اس کو لے جاتا اور لے آتا۔

قارئین اس دوران اماں جی زار و قطار رونے لگیں میں نے بمشکل سے انہیں چپ کروایا اور کہا۔

اماں جی میرا ڈیڑھ بجے پیپر ہے اور میں نے تیاری بھی کرلی ہے پلیز اماں جی مجھے اپنی داستان سنائیں میں نے سنے بغیر نہیں جانا۔

ساری زندگی ماں کے نام کرتا ہوں
میں خود کو ماں کا غلام کرتا ہوں
جنہوں نے کی زندگی اولاد پر نثار
میں دنیا کی ہر ماں کو سلام کرتا ہوں
جہاں دیکھتا ہوں لفظ ماں لکھا ہوا
چومتا ہوں اس کا احترام کرتا ہوں
میری زبان گھل جاتی ہے مٹھاس تبسم
جب بھی اپنی ماں سے کلام کرتا ہوں

خیر چند ساعتوں بعد اماں جی پھر گویا ہوئیں میرے بیٹے چاند نے پرائمری اچھے نمبروں سے پاس کرلی ہم نے اس خوشی کے لیے سارے گاؤں میں مٹھائی تقسیم کی اور سب لوگ میرے چاند کو دعائیں دے رہے تھے اس کی تعریفیں کر رہے تھے لوگوں کے الفاظ ختم ہو جاتے مگر تعریفیں ختم نہیں ہوتی میرے والدین وفات پاچکے تھے میرے میکے والوں میں صرف میرا بھائی رہ گیا تھا میں اپنے چاند کی زندگی کے بہت خواب دیکھتی تھی میرا بیٹا چاند کہتا کہ مما میں ایک دن فوج میں بھرتی ہو کر کیپٹن بنوں گا دنیا والے میری کارکردگی پر میرے والدین کو سلام عقیدت پیدا کریں گے میں کہتی۔

بیٹا چاند ضرور ان شاء اللہ تم ضرور کامیاب ہوں گے میں تمہارے لیے ہر وقت ہی دعا کرتی ہوں میں بھی خواب دیکھتی کہ میرا بیٹا کیپٹن بنے گا میں اس کو جب وردی میں دیکھوں گی تو میرے سارے ارمان پورے ہوں گے خدا پاک ضرور ایک دن میرے بیٹے کو کیپٹن بنائے گا میں اپنے چاند کو وردی میں دیکھ کر سلوٹ کروں گی۔

میری اب ایک ہی خواہش تھی کہ اللہ پاک مجھے پیاری سی بیٹی عطا فرمادیں میں اپنے چاند کو جہاں دیکھ کر جیتی تھی وہاں میری بیٹی بھی ہوتی تو مجھے بہت لاڈ آتا سارا دن دعائیں کرتے گزر جاتا تھا میں اپنے چاند کا انتظار کرتی اور کام کاج کرتی رہتی جلدی جلدی اس کے لیے کھانا بناتی میرا چاند اب آٹھویں کلاس میں تھا جب بھی وہ

گھر کی دہلیز پر آتا تو مجھے سلام کرتا اور میرے پاؤں چومتا میری خوشی کے عالم میں آنکھیں جھلک جاتی جب آٹھویں کلاس کے امتحان شروع ہونے تو میں نے اسپیشل کار رکھوا دی جو اسے امتحان سینٹر لے جاتی اور لے آتی مجھے شہر کی زندگی اور وہاں کی ٹریفک سے بہت ڈر لگتا تھا کہ میرے چاند کو کوئی مسئلہ نہ بن جائے۔

وہ میری ساس بہت بیمار رہنے لگی امتحانات سے فارغ ہونے کے بعد چاند اپنی دادی جان کے پاس ہر وقت رہتا اور ایک دن دادی جان بھی چاند سے دور چلی گئی چاند کو دادی سے بہت پیار تھا کئی دن تک چاند بیمار رہا یہ میرے لیے بہت بڑا صدمہ تھا کیونکہ وہ ساس نہیں تھی بلکہ میری ماں تھی اسی وجہ سے ہی ہمارے آنگن کی خوشیاں چھین گئیں رسومات سے فارغ ہونے کے بعد چاند نہم کلاس کی کتابیں لے کر آیا اور ٹیوشن پڑھنے لگا جب میرے چاند کا آٹھویں کلاس کا رزلٹ آؤٹ ہوا تو پھر وہ ٹاپ پوزیشن پہ آیا تھا میری خوشیوں کی انتہا نہ تھی اللہ پاک مجھے حد سے زیادہ خوشیاں عطا فرما رہے تھے میں ہر پل خدا کا شکر ادا کرتی اب میرے بیٹے کو میٹرک کی بنا پر شہر کے ایک بہت بڑے پرائیویٹ سکول میں داخل کیا میرا چاند بہت محنت سے پڑھنے لگا اب چاند ہفتے بعد گھر آتا تھا میں اس کے لیے ہر وقت دعا کرتی جب ہفتہ بعد گھر آتا تو میں اس کی یادوں میں پاگل ہو چکی ہوتی میں اپنے چاند کو آتے ہی گلے لگا لیتی اور بہت زیادہ پیار کرتی اب مجھے چاند کی فکر لگی رہتی تھی میرا چاند کیسا ہو گیا ہوگا کیسے کھانا کھاتا ہوگا لیکن چند ہی مہینوں بعد میں اس کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی اور اللہ پاک سے دعائیں کرتی کہ اے اللہ سب ماؤں کے چاند جیسا میرا بیٹا کر دے آمین۔

میرے چاند کو دنیا کی ہوا نہیں لگی تھی وہ بہت معصوم تھا اس کا ابو اب ڈرائیوری کرنے ٹرک پہ چلا گیا کیونکہ اس کے ہاسٹل کے اخراجات بہت زیادہ تھے چاند جب بھی پیسے مانگتا میں بنا سوچے سمجھے اسے بہت ہی رقم دے دیتی تھی وہ اپنے پاس رکھ لیتا اسے فضول خرچی کا کوئی شوق نہ تھا نہ ہی دوسرے دوستوں کی محفل اسے اچھی لگتی تھی اپنی پڑھائی میں مگن رہنا اس کی عادت تھی اکثر اوقات اس کے ابو سے اس کی شہر میں ملاقات ہوتی رہتی وہاں اس کے ابو اس کو خرچہ دیا کرتے اور گھر آ کر مجھے بتایا کرتے اور چاند کی خیریت بھی بتاتے میں ہر پل خوش رہتی وقت گزرتا گیا اور میرے چاند نے میٹرک میں پورے بورڈ میں ٹاپ کیا تھا جہاں میرے خوابوں کی تعبیر ملنے کا وقت آیا جیسے ہی اس نے میٹرک پاس کیا میں نے اسے کالج میں بھیج دیا وہاں تعلیم بھی جاری رکھے ہوئے تھا کالج والوں نے اخراجات کا بھی ذمہ اٹھا لیا تھا کہ اب صدموں کا دور آیا اور میری ہنستی بستی زندگی کو روگ لگنے کا دور شروع ہو گیا۔

ایک رات میرے خاوند ٹرک سے واپس آ رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا دوسرے دن اس کی ہمیں جب اطلاع ملی تو میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی میری دنیا اجڑ چکی تھی چاند کے ابو اس دنیا سے بہت دور چلے گئے تھے ہمیں تنہا چھوڑ دیا تھا میری خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی تھی یہ صدمہ میرے

سسر کو برداشت نہ ہوا اور وہ بھی چارپائی پر جا لگے چاند آج یتیم اور تنہا ہو گیا تھا میں بیوہ ہو چکی تھی قسمت نے جہاں اتنی خوشیاں دکھائیں وہی زندگی کو غموں کا راستہ بھی دکھایا سارے ارمان راکھ ہو گئے زندگی سے نفرت ہونے لگی تھی ماں جہاں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہوتی ہے وہاں باپ ٹھوکروں سے بچانے والا مضبوط سہارا ہوتا ہے میرے خاوند نے ہمیں دردوغموں کی بھٹی میں ڈال دیا تھا میرا چاند بھی سنبھلا بھی نہ تھا کہ اسے ساری ذمہ داری کا وزن اٹھانا پڑا تھا وقت گزرتا گیا اور دین محمد کی یادیں ہی میرا ساتھی بن کر میرے ساتھ رہ گئیں سارا دن رات گزرتا جانوروں کا کام کرتے کرتے دن گزرنے کا احساس ہی نہ ہوتا۔

نہ رکھتے ہم امید وفا کی کسی سے
ہم نے بے وفائی ہر طرف جو پائی ہے
مت ڈھونڈو ہمارے چہرے پہ زخموں کے نشان
ہم نے ہر چوٹ دل پہ کھائی ہے

مجھے زمانہ کی رنگین گھڑیاں پھیکی پھیکی سی لگتی میرے سسر چارپائی سے اٹھنے کی ہمت نہ تھی اس کی دوائیں پوری کرنا میری ذمہ داری تھی دوسرے شہر اور اس کے قریبی ہیلتھ سینٹر جاتی اور علاج کروا لیتی میں سوچوں کے بھنور میں ڈوبتی چلی گئی دعا کرتی کہ چاند کو خدا جلدی افسر بنا دے اور وہ ہمارا آسرا بن جائے اور وہ وقت بھی آ گیا جب چاند افسر بن گیا میرے غم مجھ سے دور ہو گئے تھے سارے صدمات بھول گئی تھی میرے خوابوں کو آج تعبیر مل گئی تھی اللہ پاک نے میری دعاؤں کو سن لیا تھا میرے سسر کو میں نے شہر کے ہسپتال میں داخل کرا دیا جہاں چند دن ایڈمٹ رہنے کے بعد وہ اس دنیا سے چل بسے میں تنہا ہو گئی تھی۔

چاند کو میں نے کہا۔ بیٹا تم شادی کر لو اور میرے لیے اچھی سی بہو لے آؤ۔

وہاں اس نے اپنی مرضی سے شادی کر لی اور محکمہ نے اسے بنگلہ گاڑی دیئے اور وہی رہائش کر لی مجھے اس نے کہا۔

امی جان مجھے یہاں بیوی کو نہیں رکھنا آج کے دور کو امی جان آپ جانتی ہو پلیز آپ بھی میرے ساتھ آ جائیں ہم وہی رہیں گے میں چاند کے ساتھ وہاں چلی گئی میری بہو جیسے ہم چاند کہہ کر پکارتے تھے میرا خیال تو بہت رکھتی مگر میں ایک دیہاتی ان پڑھ عورت تھی اور وہ پڑھی لکھی یہ فرق وہ ضرور رکھتی تھی ایک دیہاتی ہر وقت مختلف باتیں میرا مقدر بنتی رہتیں میں چاند کو کچھ نہیں بتاتی کیونکہ میری زندگی کو بہت بڑا روگ لگ گیا تھا میں نہیں چاہتی تھی کہ میرا چاند اس کے متعلق پریشان رہے میں نے تقریباً دو ماہ وہاں گزارے اور پھر چاند نے میری منت سماجت کی کہ امی جان پلیز یہیں رہو مگر میرا وہاں ذرا بھی دل نہیں لگتا تھا خود کو قیدی محسوس کرتی تھی دیہاتی زندگی میں عجیب رونق ہوتی ہے اور ویسے بھی میری سب یادیں گاؤں کے ساتھ جڑی تھیں۔

کوئی مل جاتے ہیں کہانی بن کر
دل میں بس جاتے ہیں نشانی بن کر
جنہیں ہم رکھتے ہیں اپنی آنکھوں میں تبسم
وہ کیوں نکل جاتے ہیں پانی بن کر

گاؤں میں تنہا رہنا میری عادت بن گئی تھی میرا چاند بھی کبھی آتا اور مجھے مل جاتا خرچہ دے کر

نہ تھی گاؤں کی عورتیں سب طعنہ زنی کرتیں کہ یہ بد قسمت عورت ہے بیٹا اس کا افسر ہے اور یہاں بھکاریوں کی طرح تنہا رہتی ہے ویسے یہ قسمت والی ہوتی تو اس پہ یہ صدمات نہ آتے گھر کو موت کا مکان بنا دیا ہے اس نے میری آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی پھوٹ پڑتی میں ہر وقت اپنے چاند کے لیے دعا کرتی ہر وقت اس کے لیے دعا کرتی رہتی آخری بار مل کر آئی تو ڈھیروں دعائیں دی میرے دل کی دھڑکنیں بہت تیز تھیں میرے دل میں عجیب وسوسے جنم لیتے رہے اور ہر روز ہر وقت دعائیں کرتی۔

آج میرے دل کی دھڑکنیں بہت تیز تھی ایسا لگ رہا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے ساری رات کروٹیں بدلتی رہی ادھر ادھر بھاگتی کہ کوئی بندہ میرے چاند سے بات کروا دے مگر بے سود تقریباً ڈھائی بجے ایک گاڑی سائرن بجاتی ہوئی گاؤں میں داخل ہوئی میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں ان لوگوں نے وہاں گاڑی کے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے ہمارے گھر کی طرف اشارہ کیا چند ساعتوں بعد وہ گاڑی ہمارے گھر کے دروازے پر ان لوگوں نے باہر نکل کر مجھ سے کچھ ضروری معلومات لیں آخر میں یہ قیامت توڑنے والی خبر سنائی کہ تمہارا بیٹا چاند ایک ایکسیڈنٹ میں فوت ہو چکا ہے آنسوؤں کی بارش آنکھوں سے برس پڑی دھڑام سے زمین پہ گر گئی جب ہوش آیا تو سامنے چاند کی لاش پڑی تھی اور وہ گاؤں کے لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جتنا جلدی ہو سکے اس کو دفنانا ہے اور پھر ہم نے جانا ہے میں بھاگ کر بلک بلک کر رو کر جا لپٹی میرا چاند تابوت میں تھا اور شیشے میں اس کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا چاند آج مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

میرے چاند کے جنازے میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی پھول برسائے چاند کی جدائی کا بہت دکھ تھا ساتھ اس کی موت کی خوشی تھی شاید میں ہی بد قسمت عورت ہوں جو پورا خاندان اپنے ہاتھوں سے گنوا بیٹھی تھی لوگوں کے بے رحم تھپیڑوں کا آسرا مجھے ملتا تھا میں خود کو بد نصیب ماں سمجھتی تھی مگر اللہ پاک کا امتحان تھا میرا بیٹا مجھ سے جدا ہو گیا۔ اب مجھے ایک امید تھی کہ وہ بھی پوری نہ ہوئی میری بہو نے آگے شادی کر لی اور تمام رقم بھی اس نے دبوچ لی میں ایک مرتبہ پھر تنہا ہو گئی تھی۔

اب میرے پاس صرف ایک آسرا تھا وہ بھائی کا سہارا میں اپنے بھائی کے گھر چلی گئی بھائی نے مجھے کہا کہ یہیں رہ جاؤ میرے خاوند کے حصے کی زمین میرے نام تھی وہ میرے بھائی نے اپنے نام کروائی اب کیا ہونا تھا روز کی لعن طعن میرا مقدر بن گئی سب کہتے کہ بد قسمت عورت ہے یہاں بھی کسی کو مارنے آئی ہے تم تو اتنی بد قسمت ہو کہ سارے خاندان کو ہی ختم کر چکی ہو میں خود کو کوستی کہ اب کیا کروں میری تمام امیدیں ختم ہو چکی تھی میں سوچتی کہ خودکشی کر لوں مگر خدا کے سامنے کس منہ سے پیش ہوں گی ہزاروں سوال میرے ذہن میں آتے۔

تقریباً دو سال تک بھائی کے پاس رہنے کے بعد میں نے اس شہر کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے کا تہیہ کر لیا آج اپنے بیٹے کی آخری آرام گاہ پہ گر گرا کر روتی ہوں پھر وہاں اس کی یادیں لیتے ہوئے ہمیشہ کے لیے تیرے شہر میں

آ گئی ہوں یہاں میری حالت تمہارے سامنے ہے بیٹا یہاں کوئی کسی کا نہیں ہے گھروں میں کام کر سکتی تھی مگر میں ان سب کی نظروں سے ایک بھکارن ہوں ایک بھکارن کو گھر کوئی نہیں رکھتا اس کے نصیب میں در در کی ٹھوکریں ہی لوگوں کے زبان سے لعن طعن اور دو وقت کی روٹی بھی مانگ کر ہزاروں جملے سننے نصیب ہوتے ہیں۔

قارئین اماں اتنا روئی کے اس کی آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح برس رہے تھے میں بھی زاروقطار رو رہا تھا۔

قارئین میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں عورت ذات کو خدا پاک نے اتنا بڑا درجہ دیا ہے کہ اس کے قدموں میں جنت ہے وہاں اس کے لقب میں دکھ کیوں لکھے ہیں ہم اتنے کیوں برے ہو گئے ہیں نا جانے اس اماں جیسی کتنی دکھیاری مائیں ہوں گی جو در در کی ٹھوکریں کھاتی ہوں گی خدا پاک نے اسے اتنے دکھ دیئے تھے تو بہو کو چاہئے تھی کہ اس ماں کو سہارا تو دیتی اس جیسی بہوؤں کی کیسے بخشش ہو گی بھائی نے اتنا بڑا ظلم کیا ہے زمین بھی چھین لی اور گھر سے بھی دھکے مار کر نکال دیا اس بھائی کی غیرت کہاں تھی جس کی بہن بازاروں میں بھیک مانگ رہی ہے افسوس مجھے آج کے زمانے پر جو سنگدل ہو گیا ہے آج بھی وقت ہے کہ ہم سنبھل جائیں قدرت کے انمول تحفے کی خدمت کریں گزارش ہے کہ ان بہوؤں کو جو آج ساس کے زیر نظر زندگی گزر رہی ہوں خدا کے لیے اپنی ساسوں کو ایسے بری نگاہوں سے مت دیکھا کریں کل تم بھی وقت آنا ہے ماں ہمیشہ درجہ اول پر رہی ہے اس کی خدمت ہی ہمارا نصیب العین ہے۔

قارئین میں نے اپنے دوستوں سے بہت سی رقم اکٹھی کر کے اس ماں کی خدمت کی اور امتحانات کے آخر پر اس کو ایک کرائے پر کوارٹر لے کر بھی دیا میں آج بھی اماں جی کی مدد کرتا ہوں اور اس کی ڈھیروں دعائیں لیتا ہوں ورنہ مجھ جیسے دکھی لڑکا کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔ قارئین میں کہانی لکھنے پر کہاں تک کامیاب ہوا اپنی آراؤں سے ضرور نوازیئے گا اس دکھیاری ماں کے لیے بھی دعا کیجئے گا آپ کی قیمتی راؤں کا منتظر ہوں منظور اکبر تبسم۔ قارئین میں کافی دیر بعد حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ آپ کے دلوں میں ہی ہوں گا اور آپ میرے انتظار میں ہوں گے۔

نظر نہ پیا

[illegible]

ماں

☐ ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے۔
☐ ماں کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔
☐ ماں ایک مشعل ہے جو ہمیشہ راستہ دکھاتی ہے۔
☐ ماں کی آغوش انسان کی سب سے پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔
☐ ماں کی اصل خوبصورتی اس کی محبت میں ہے۔

میری زندگی کی ڈائری

ر دل کی ڈائری سے

میرے بچپن کے دن کتنے اچھے تھے دن
آج بیٹھے بٹھائے کیوں یاد آ گئے
میرے بچھڑوں کو مجھ سے ملا دے کوئی
میرا بچپن لٹا دے لٹا دے کوئی
میری ڈائری بچھڑے ہوئے
دوستوں سے بھری پڑی ہے
میرے دوست بچھڑ گئے ہیں میں
اپنے بچھڑے دوستوں کو اکثر یاد
کرتا ہوں مگر میرے بچھڑے
ہوئے دوست شاید مجھے بھول گئے
ہیں میں صرف اپنے بچھڑے
ہوئے دوستوں کے لئے دعا ہی کر
سکتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کو خوش و
خرم رکھے، خاص کر بی اے کے
ایس کو۔

ایم خالد محمود، مروت

رضوان عباسی کی ڈائری

اس وقت میرے یہ الفاظ
تمہاری نظروں کے سامنے گردش
کر رہے ہیں میں تمہیں اس بے
زبان ورق کے سہارے زیادہ نہیں
لیکن اتنا کچھ سمجھا سکتا ہوں کہ تم
میری محبت کا یقین کر لو تمہیں شاید
نہیں معلوم کہ مجھے جواب عرض
پڑھتے ہوئے تقریباً بارہ سال کا
عرصہ ہو گیا ہے میں نے زندگی میں
بہت ہی زیادہ دکھ دیکھے بلکہ میری
زندگی ہی دکھوں کا مجموعہ ہے لیکن
میں نے کبھی جواب عرض میں لکھنے
کی کوشش نہیں کی میں نے ہر دکھ کا
مقابلہ بڑی بہادری سے کیا
میں اندر سے بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا
تھا لیکن کبھی خود کو بکھرنے نہیں دیا
میں اکثر سوچتا تھا کہ بڑے سے بڑا
دکھ بھی میرے قدموں کو نہیں ڈگمگا
سکتا کیونکہ میں ہمیشہ سے تنہائی پسند
ہوں کوئی کیا کر رہا ہے مجھے اس
سے غرض نہیں میں اپنے کام سے
کام رکھنے والا انسان ہوں کسی چیز
کی بھی ضرورت محسوس ہو تو میں
اپنے گھر والوں کے آگے بھی ہاتھ
نہیں پھیلاتا بلکہ ہر چیز اپنے رب
سے مانگتا ہوں میرا خدا گواہ ہے کہ
اس نے کبھی مایوس نہیں کیا تمہیں
بھی میں نے اپنے رب سے دن
رات مانگا اتنا کہ رات رات نہیں
رہتی تھی اس کو تمہیں بھی علم ہو گا کہ
میں نے یہاں آ کر کئی کئی راتیں
بغیر سوئے گزار دیں کراچی جسے
روشنیوں کا شہر کہا جاتا ہے میرے
دل کو روشن نہ کر سکا کتنی دفعہ میں
نے تمہارے نام خط لکھ کر پھاڑ دیا۔
کیونکہ میں جلد بازی نہیں کرنا چاہتا
تھا مجھے اپنے رب پر مکمل بھروسہ تھا
اور پھر جلد ہی تم نے اظہار کر کے
ثابت کر دیا کہ واقعی کراچی
روشنیوں کا شہر ہے کیونکہ تمہاری
محبت نے میرے دل کو روشن کر دیا
تھا یہ روشنی بھی بہت ہی کم وقت
میرے پاس رہی لیکن مجھے اس کا
دکھ شاید زیادہ نہیں کیونکہ ہم دونوں
ہی کمزور تھے ہماری کمزوریوں کی
وجہ سے زمانے نے ہمیں ایک
دوسرے سے جدا کر دیا لیکن محبت
ختم نہیں ہوئی کیونکہ میں باوجود
کوشش کے بھی تمہارا شہر نہیں چھوڑ
سکا تم سے بچھڑے مجھے تین سال
ہونے والے ہیں یہ تین سال میں
نے کیسے گزارے یہ میرا اللہ ہی
جانتا ہے یہ تمہارا دکھ ہی تو ہے جسے
مٹانے کے لئے میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا ہے تمہارے
دکھ نے تو مجھے بالکل ہی بکھیر دیا تھا
اب جواب عرض ہی ہے جس میں
میں خود کو تلاش کر رہا ہوں۔ سمٹ
رہا ہوں تم بولتی ہو کہ میں بدل گیا
ہوں میں کیسے بدل سکتا ہوں تم دنیا
کے کسی بھی کونے پر بھی جاؤ جواب
عرض کہ یہ چند صفحات میری سچی
محبت کے ہمیشہ گواہ رہیں گے یہ
زندگی میں نے تمہارے نام کی
ہوئی ہے ان ہونٹوں پر اس دل پر
آخری سانس تک صرف تمہارا نام
ہو گا ہاں صرف تمہارا نام ہو گا ایس

غلطیاں معاف کر دینا۔

میری زندگی سے لے کر میری موت تک
تیرا ذکر ہوگا
میری ڈائری میں لکھی شاعری میں تیرا ذکر
ہوگا
تو میرے سامنے نہیں تو غم نہیں اس بات کا
میری نظر میں نہ سہی میرے دل میں تیرا
ذکر ہوگا

رضوان عباسی، کراچی

رضوان عباسی کی ڈائری

دوستو، انسان کی زندگی میں کئی دن کئی لمحات ایسے بھی آتے ہیں جنہیں وہ ساری عمر فراموش نہیں کر سکتا وہ دن وہ لمحات اسے ساری عمر کسی امر بیل کی طرح اندر ہی اندر چاٹتے رہتے ہیں جس طرح امر بیل درخت کو ڈھانپ لیتی ہے اور آہستہ آہستہ اسکا سارا رس چوس لیتی ہے اور آخر اسے بالکل ختم کر دیتی ہے ایسا ہی میرے کزن نے صبح 4 بجے اٹھایا کہ تمہارے والد کی طبیعت بہت ہی خراب ہے جو کہ راولپنڈی پولی کلینک میں زیر علاج تھے میں جلدی جلدی اٹھ کر ان کے ساتھ روانہ ہو گیا کیونکہ میرے سے دو چھوٹے بھائی بھی میرے ساتھ کراچی میں تھے اس لئے ان کے بھی ٹکٹ لینے تھے کراچی کی نخ ٹھنڈی صبح میں موٹر سائیکل پر ایئر پورٹ پہنچے تو ٹکٹ بھی نہیں مل رہے تھے بڑی مشکل سے شام چار بجے کے ٹکٹ ملے خدا خدا کر کے شام چار بجے اور ہم جہاز میں بیٹھ گئے لیکن ساتھ ساتھ ہم والد کی طبیعت کا بھی معلوم کرتے رہے جو کہ بدستور تشویشناک تھی خدا کسی دشمن کو بھی ایسا دن نہ دکھائے، آمین۔ جہاز ابھی نواب شاہ کے اوپر ہی گیا تھا کہ اعلان ہو گیا کہ جہاز میں خرابی کی وجہ سے واپس کراچی لے جایا جا رہا ہے اس وقت ہماری کیا حالت تھی یہ میرا خدا ہی جانتا ہے بہرحال جہاز کو واپس کراچی اتار لیا گیا اور ہمیں چار گھنٹے مزید ایئر پورٹ پر بیٹھنا پڑا۔ رات آٹھ بجے ہمیں دوسرے طیارے پر بٹھایا گیا جس نے ہمیں رات پونے دس بجے راولپنڈی ایئر پورٹ پر اتارا جب ہم ہسپتال پہنچے تو ہمارا والد ہمیں ہمیشہ کے لئے روتا ہوا چھوڑ کر چلا گیا تھا اس نے ہمارا بہت انتظار کیا لیکن پندرہ منٹ مزید انتظار نہ کر سکا۔ ہسپتال کے بیڈ پر آج ہمارا والد آنکھیں بند کیے سویا تھا لیکن آج وہ ہمیں اٹھ کر مل نہیں سکتا تھا اور نہ ہم اسے اٹھا سکتے تھے کیوں کہ یہ تو تقدیر کے فیصلے ہیں اسے جہاز کی خرابی کہوں یا اپنی قسمت پر روؤں بہرحال آج ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن یہ پندرہ منٹ آج بھی مجھے رلاتے ہیں اور ساری عمر رلاتے رہیں گے خدا تعالیٰ کسی پر بھی ایسے لمحات نہ لائے، آمین۔ آخر میں قارئین سے عرض ہے کہ وہ میرے والد کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت عطا فرمائے اور ہمیں صبر دے اور اتنا کہنا چاہوں گا کہ والدین کی خدمت کریں ان کے فرمانبردار بن کر رہیں نماز اور قرآن پڑھیں خود بھی اچھے کام کریں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں ورنہ بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں جب ماں باپ نہیں ہوتے اسلئے کوشش کریں کہ والدین کو خوش رکھیں خدا تعالیٰ دنیا بھر کے والدین کو خوش و خرم رکھے اور جو اب اس دنیا میں نہیں ہیں انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

رضوان عباسی، کراچی

فیضان کی ڈائری سے

محبت کیا ہے؟ محبت ایک پاکیزہ جذبے کا نام ہے محبت کرنا مشکل نہیں ہوتی مگر اس کو نبھانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ کہتے ہیں محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے محبت میں ایک انوکھی لذت ملتی ہے مگر دکھ بھی محبت ہی میں ملتے ہیں ہم چاہتے ہیں ہم جس سے محبت کرتے ہیں وہ بھی ہم سے محبت سے اتنی ہی محبت کرے جتنی ہم اس

سے کرتے ہیں مگر یہ ناممکن بات ہے۔ ذرا سوچیے جس طرح ہم کسی کو چاہتے ہیں اگر اس طرح کوئی ہم کو چاہے تو کیا ہم جسے چاہتے ہیں اس کے علاوہ کسی سے محبت کر سکتے ہیں اس طرح جسے ہم چاہتے ہیں ہو سکتا وہ کسی اور کو چاہے تو کیا وہ ہم سے اتنی ہی محبت کرے گا جتنی ہم اس سے کرتے ہیں نہیں ہرگز نہیں وہ تو ہم ہی اس کی یاد میں تڑپتے ہیں اسی تڑپ کو محبت کا نام دیا جاتا ہے۔ میری تو محبت شبنم کی طرح پائی تھی میں نے تو اسے دل کی گہرائیوں سے چاہا مگر افسوس کے اس نے میری محبت کا جواب محبت سے نہ دیا میں تو اسے پانے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں اگر وہ ایک بار میرا ہاتھ تھامے تو میں اسے پانا چاہتا ہوں میری تو یہ خواہش ہے کہ وہ بھی مجھ سے پیار کرے مگر وہ مجھ سے پیار نہیں کرتی مجھ میں کسی چیز کی کمی ہے مگر وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے اسے بھولنا چاہتا ہوں مگر بھلا نہیں پاتا وہ اور شدت سے یاد آنے لگتا ہے۔

میری تو دعا ہے کہ کسی کو کسی سے محبت نہ ہو اگر ہو تو یکطرفہ محبت نہ ہو، اب تو یہ خواہش ہے کہ وہ مجھے ملے نہ ملے صرف ایک بار کہہ دے آئی لو یو صرف ایک بار کہہ دو ایف کہ تم بھی مجھ سے پیار کرتی ہو پلیز صرف ایک بار صرف ایک بار کہہ دو۔

فیضان انصاری، چوٹالہ

آتش کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری میں کچھ بھی نہیں ہے سوائے شمیم کے میری صبح بھی وہ میری شام بھی وہ رات بھی وہ دن بھی وہ غرض یہ کہ میری زندگی شروع بھی اسی سے ہوتی ہے اور ختم بھی اسی پر۔ روک دیتے ہیں شریعت کے تقاضے ورنہ میں تیرے ذکر کو ہر ذکر سے افضل کر دوں۔ میں نے تو اپنی زندگی تیرے نام کر دی ہے لیکن تم نے آج تک میری ہر بات کو مذاق میں اڑا دیا لیکن میں پھر بھی تمہیں ہی چاہتا رہوں گا کیونکہ جب کوئی ایک بار دل میں بس جاتا ہے تو پھر وہ دل سے نہیں نکلتا کیونکہ پیار کیا نہیں بلکہ ہو جاتا ہے میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف ایک التجا ہے کہ میں جب بھی تیرے شہر میں آؤں تو کبھی کبھی اپنی جھلک دکھا دیا کرو۔ میں تیری یادوں کے سہارے زندگی گزار لوں گا بس اس سے زیادہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا میری دعا ہے کہ تم جہاں رہو خوش رہو اور تمہارے حصے کے سارے غم خدا مجھے دے دے، آمین۔

بن جی رہے ہیں اتنا غنیمت ہے آتش کس طرح ہو رہی۔ بسر کچھ نہ پوچھیے

ظفر حیات آتش، فیصل آباد

عرفان کی ڈائری سے

مجھ سے ملیے میرا نام محمد عرفان ہے میں نے ایک جولائی 1985ء کو اس عالم ورنگ بو میں قدم رنجہ فرما کر یہاں کی رونق کو دوبالا کیا میری سب کے ساتھ دوستی ہے کسی کے ساتھ کسی قسم کی دشمنی نہیں ہے میرے سب سے اچھے دوست محمد عارف جو کہ کراچی میں کام کر رہا ہے اور دوسرے دوست کا نام محمد علی ہے جو کہ پڑھ رہا ہے اپنے دوست دوست عارف سے شکوہ ہے کہ جب وہ کراچی کام کرنے چلا جاتا ہے تو وہ اپنے گھر کئی کئی ماہ فون نہیں کرتا میں پورے ملک میں موجود لڑکے اور لڑکیوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں میں ان لڑکوں میں سے نہیں ہوں جو دوستی کا اشتہار دے دیتے ہیں لیکن آگے سے جواب نہیں دیتے مجھے شکوہ ہے میں عالیہ پروین انجم سے آپ نے سحر انٹرنیشنل میں اپنا تعارف تو دیا تھا اور میں نے آپ کو خط بھی لکھا تھا جس کے جواب میں آپ کا ایک خط مجھے ملا اس کے بعد میں نے آپ کو عید کے موقع پر عید گفٹ کروایا جو کہ آپکو نہیں ملا اور واپس آ گیا اسکے بعد میں نے آپ کو کئی خط لکھے لیکن وہ شاید

پانی کا اک قطرہ ہے لیکن ایسے نہیں آنسو سونا نہیں چاندی نہیں لیکن ہیرے سے بھی زیادہ قیمت رکھتے ہیں بلکہ انمول ہیرا ہیں جتنی چمک آنسوؤں کو ہے شاید کوئی سمجھے تو چاند بھی اس کے مقابل میں نہیں آنسو بے آواز ضرور بہتے ہیں لیکن اس کا احساس کوئی دل والا ہی بہتر جانے۔

جیسے سمندر کا پانی نمکین ہے ویسے آنکھ کا پانی بھی نمکین ہے اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ آنکھ ایک سمندر کی مانند ہے لیکن سمندر کا پانی سمندر سے نکل کر ساری دنیا کو ڈبو کر لے جائے گا لیکن دل کو نہیں جب آنکھ کا پانی بہنا شروع ہو جائے تو دل کو ڈبو کر روح سے ناطہ توڑ دیتا ہے اس لیے سمندر کا پانی اپنی جگہ ہے لیکن آنکھ کا پانی سمندر کے پانی سے بڑھ کر ہے تو بھی آنسوؤں کے بغیر بھی آنسو ہیں مرتے دم تک انسان کا ساتھ دیتے ہیں اگر آنکھوں سے بھی آنسو بہاتے ہوئے دعا مانگی جائے تو آسمان کو چیرتے ہوئے عرش الٰہی پر پہنچ جاتے ہیں۔

آنسو دو معنی پیدا کرتے ہیں ایک خوشی کا تو دوسرا غم کا۔ خوشی کے آنسو بہتے بہتے رک جاتے ہیں لیکن غم کے آنسو تا عمر ساتھ دیتے ہیں لوگ شاید آنسوؤں کو اس لیے پسند نہیں کرتے کہ ان کی صدا کوئی نہیں سنتا۔ لیکن بے وفا دوست سے خوشی جیسی شے سے غم کے آنسو بہترین ذریعہ ہیں۔ آسمان کے آنسو شبنم ہیں پھول کے آنسو بھی شبنم ہیں شبنم کو برستے دیکھو پھولوں پہ گرتی ہے ایسے آنسوؤں کو پھول ہی سمجھتے ہیں کاش کوئی انسان بھی آنسوؤں کی قدر جانے اور ان کے جذبات کو سمجھے کہ آنسو کیا ہیں؟

عاجز جمالی، اوستہ محمد

عاجز جمالی کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری اکثر زیادہ محبت سے تعلق رکھتی ہے اس موقع پر محبت کے بارے میں لکھی ایک تحریر آپ قارئین کے نام کرتا ہوں بندھن دھڑکن اور الجھن آپس میں تینوں دوست ہیں اور اچھے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں وہ گھرانہ محبت ہی ہے رہتے ہیں اک ہی گھر میں لیکن ادائیں تینوں کی الگ الگ ہیں اور ملیں گے ہمیشہ آپس میں محبت کی چوکھٹ پر۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے کہ آپ کو کہیں کسی سے بھی محبت ہوتی ہے محبت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے میں ایک ایسا بندھن بندھ جاتا ہے کہ سانسوں کا واسطہ بھی زندگی کے کسی لمحہ میں کم نہیں ہوتا مگر وہ اپنی پہلی محبت کو بھلا کیوں نہ دے بھلانے کا ذکر آیا ہے تو بتاتا چلوں جدائی کے لمحوں میں اکثر دل پر دھڑکن زیادہ تیز ہو جاتی ہے دل میں دھک دھک صدا اور سدا زخموں کی بارش برساتی ہے دکھ ہمیشہ چار دیواری کی طرح گھیر لیتے ہیں اور اشکوں کی اک ندیا سی بہنے لگتی ہے لبوں پر تشنگی آنکھوں میں اداسی کے دیئے جلتے ہیں زندگی ہمیشہ کے لئے انجانی سی بن جاتی ہے جتنے تک جند ہے ہر رات ہجر فراق میں چراغ غم جلانا پڑتا ہے اور سانس بھی الجھن میں پڑ جاتی ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے زندگی کی آخری موڑ تک یہ تینوں دوست محبت کے ساتھ نبھائے رہتے ہیں لیکن عاشق سسک سسک کر جان دے دیتا ہے اور اندھیری کوٹھی میں جا کر دفنایا جاتا ہے آخر میں ان تینوں دوستوں کے نام ایک عدد شعر۔

جڑتا ہوں بندھن بڑھتی ہے دھڑکن
جدائی ابھی ختم ہوتی ہے ہر الجھن

عاجز جمالی، اوستہ محمد

آفتاب کی ڈائری سے

زندگی میں کبھی خوشی اور کبھی غم ہوتے ہیں لیکن شاید اللہ تعالیٰ نے میری زندگی میں ہمیشہ دکھ ہی دکھ رکھے ہیں جو بھی مجھے ملا مطلب پرست ملا میں نے جس پر بھی اعتماد کیا

اس نے مجھے دھوکہ کیا ہر کوئی گہرا گھاؤ لگا کر چلتا بنا کسی نے گھر جا کر لوٹا اور کسی نے دوست بن کے لوٹا کسی نے باپ بن کے لوٹا اور کسی نے اپنا بنا کے لوٹا میں نے آج تک جس پر بھی اعتبار کیا اسی نے مجھے دھوکہ دیا اور میرے زخموں پر نمک چھڑکا میں نے جس کو بھی جان سے زیادہ چاہا اس نے مجھے دھوکہ دیا مجھے ایسے لوٹا گیا اور ایسے ٹھکرایا گیا جیسے راستے میں کوئی پتھر پڑا ہو میں نے پھر بھی ہر کسی کو دعا دی کہ اللہ اس کو خوش رکھے لیکن کبھی کبھی میرا دل اداس ہو جاتا ہے کہ میں اتنے زخم کھانے کے باوجود میں کیسے زندہ رہوں اور کیوں زندہ ہوں یا پھر اسلئے زندہ ہوں کہ میں دھوکے کھاتا رہوں مجھ کو زخم دے کر لوگوں کو کیا ملتا ہے میں سب لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ابھی بھی سنبھل جاؤ ورنہ روز قیامت حساب دینا پڑے گا پھر تم لوگ پچھتاؤ گے اس لئے کسی کو دکھ مت دو اور کسی کو مت لوٹو شکریہ۔

خوشیوں کی آرزو میں مقدر بھی سو گئے

ایسی چلی ہوا کہ اپنے بھی کھو گئے

محمد آفتاب۔ شاد۔ کوٹ

ملک روکوٹہ

عمران کی ڈائری سے

ٹوکر جاتا ہوں میں باد صبا کے آگے

ٹھہر جاتا تھا کبھی کوہ ندا کے آگے

ٹوٹ جاتے نہ کہیں تار رباب ہستی

بیٹھ جاتا ہوں ہر اک شاخ حنا کے آگے

ساری دنیا کو سنانے گیا دل کی بات

کوئی سنتا نہیں اب جاؤں خدا کے آگے

مجھ کو لے ڈوبی میری تنگی داماں عمران

ورنہ وقعت نہ تھی کم میری خدا کے آگے

ان کی محفل میں پیدا محبت کا سماں نہیں ہوتا

ہم ان کے سامنے پھر بھی جائیں تو ان کو گماں نہیں ہوتا

ان کے نقش قدم پر چل کر منزل پر پہنچ جائیں

مگر رستے میں ان کے قدموں کا نشاں نہیں ہوتا

ایک ایک لمحہ ان کو یاد کیا کرتے ہیں ہم مگر

کیسے یاد کرتے ہیں یہ ہم سے بیاں نہیں ہوتا

سولی پر چڑھنا پڑتا ہے ہم کو ہر اک نئے روز

کون کہتا ہے محبت میں امتحاں نہیں ہوتا

محبت سے نفرت کرنے والے شاید یہ نہیں جانتے

محبت نہ ہوتی تو سارا جہاں نہیں ہوتا

محبت کے پھول لگا دیا کے اس چمن میں

کہ پھولوں کے بغیر یقیناً کوئی بھی گلستاں نہیں ہوتا

یہاں ہر چیز کی حد مقرر ہوتی ہے عمران

جو حد سے بڑھ جائے وہ انساں نہیں ہوتا

عمران اشرف۔ گونی سیداں

خدا بخش کی ڈائری سے

زندگی کی اداس راہوں میں آج میں اپنے غموں کے ساتھ کسی تپتی صحرا میں اکیلا چل رہا ہوں نہ کوئی میرے ساتھ ہے اور نہ کوئی مجھے دور سے دکھائی دے رہا ہے میرے پاؤں کے آبلے ہو گئے ہیں اب مجھ میں چلنے کی ہمت نہیں ہے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور دل کی دھڑکن بند ہو گئی ہے اب میں خاموشی سے بیٹھ کر موت کا انتظار کر رہا ہوں مگر کمبخت موت مجھ سے بہت دور بھاگی جا رہی ہے میرا نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی منزل ہے میرے چاروں طرف میرے دل کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں یہاں کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہے یہاں کوئی پیار کرنے والا نہیں ہے یہاں پیار اور محبت صرف نام و نہاد کا نام ہے کوئی کسی سے سچا پیار نہیں کرتا جب جی چاہے دل کو دور بلکہ اک گہرے کنویں میں پھینک دینا۔ یہی دنیا کی ریت ہے یہاں کوئی کسی کو سہارا نہیں دیتا آج میں بہت تڑپ رہا ہوں میرے آنسو سیلاب کی طرح بہہ رہے ہیں میری آنکھیں برسات کی طرح برس رہی ہیں میرا دل غموں سے چور چور ہے میرا دل میرے کلیجے سے نکل کر اک کونے میں تڑپ رہا ہے میں سسک رہا ہوں میں تڑپ رہا ہوں نہ مجھے کوئی ساتھ دینے والا ہے اور نہ کوئی سہارا دینے والا ہے۔

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست محمد ریاض ساقی ہے وہ اس لیے کہ ریاض مجھ سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوا۔ اور سب سے بڑھ کر ریاض میرا دوست دل کا صاف ہے اللہ تعالیٰ میرے دوست ریاض کو ہمیشہ لمبی زندگی دے آمین ثم آمین۔ (مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست اب اس دنیا میں نہیں ہے جس کا نام نصیر مرحوم اور فرمان مرحوم ہے۔ (اللہ دتہ مخلص، مری کینٹ)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست ارسلان شاہ۔ اور کیوں ہے یہ تو نہیں پتہ وجہ وہ مجھے بہت چاہتا ہے اور میری وہ جان ہے۔ (عبادت علی، ڈیرہ اسماعیل خان)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست میری بہترین دوست میرے دکھ اور تنہائی ہے جو ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں تنہائی مجھے بہت پسند ہے۔ (عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست کوئی بھی نہیں ہے۔ اس کو پتہ کو بھی ختم کر دیں اب۔ (ثوبیہ حسین، کھونہ)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست منیر رضا ہے مجھے اس کی وفا پہ ناز ہے۔ میری خدا سے دعا ہے خدا اس کے تمام غم دور کرے اور اسے وہ سب خوشیاں عطا کرے۔ جس کی اسے تمنا ہے میری دعا ان کے ساتھ ہے۔ (سیف الرحمٰن زخمی، سیالکوٹ)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست وہ سب جواب عرض کے دوست ہیں جو والدین کی زندگی میں ان کی قدر اور عزت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ والدین کی قدر جہاد اور حج سے بھی بڑا ہے۔ پلیز والدین کی زندگی ان کی قدر اور عزت کریں۔ (فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست میرا اچھا دوست محمد فیاض غوری ہے جس میں لالچ نہیں۔ حرص نہیں بے لوث دوستی کا قائل ہے میری طبیعت اس لئے اس کی طرف مائل ہے۔ نہ ہی دوست ہے نہ کاہل ہے بڑا محنتی ہے۔ (بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست میرے بہت سے دوست ہے سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک ہے کسی ایک کا نام میں نہیں لکھ سکتا۔ دوسروں کے ساتھ زیادتی ہوگی اس میں میرے خیال میں تمام لکھنے والوں نے نام لکھ دیے ہیں۔ ہو سکے تو اس کو بند کر دیں۔ (عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست میرا بہترین دوست مشتاق احمد ہے، وہ میرے ہر دکھ سکھ میں میرا ساتھ دیتا ہے اس نے ہر مشکل گھڑی میں میرا ساتھ دیا۔ اللہ اسے ہمیشہ سلامت رکھیں۔ (محمد ندیم تبسم، خانیوال)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست میرے ماموں جان ہیں جو میرے دکھ درد اور سکھ میں شامل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ میرے ماموں کو لمبی عمر دے۔ آمین اور خوشیاں نصیب فرمائے آمین آئی لو یو ماموں۔ (عابد علی آرزو، سانگلہ ہل)

میرا حقیقی اور ایک اچھا دوست میرے سبھی دوستوں کے نام رہی زندگی تو پھر بات ہوگی نہ رہ زندگی تو بس یاد ہوگی ہو کوئی غلطی تو معاف کر دینا کیا پتہ یہ زندگی کی آخری بات ہو گی۔ (عثمان غنی، قبولہ شریف)

جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر پرنس بابر علی کی شاعری

غزل

تیرا لہجہ تیری باتیں اچھی لگتی ہیں
تیری سوچیں تیری یادیں اچھی لگتی ہیں
تو دے اب الزام یا دے اپنی چاہت
اب تیری ساری سوغاتیں اچھی لگتی ہیں
جن راہوں پر تیرا ساتھ ہو جان من
ہم کو تو بس وہی راہیں اچھی لگتی ہیں
جس دن سے دل تیرے نام سے دھڑکا ہے
اس دن سے ہمیں اپنی سانسیں اچھی لگتی ہیں
تیرے کوچے سے جو ہو کر آتی ہیں
ہم کو بس وہ مست ہوائیں اچھی لگتی ہیں
جن میں تیرے وصل کی خواہش شامل ہو
پرنس بابر کے دل کو وہی دعائیں اچھی لگتی ہیں

غزل

ہو سکے تو ایک چھوٹی سی ملاقات کرنا
تیرے دل میں چھپی ہر اک بات کرنا
میں تو تمہارے بغیر ادھورا ہوں
کبھی میری بھی تو مکمل ذات کرنا
ہر شام گزرتی ہے تنہا یادوں کے ساتھ
کبھی آؤ اور میری بھی روشن ملاقات کرنا
کتنا بے بس ہوں میں پرنس بابر کہ چاند کو
رات بھر دیکھنا اور بس اس سے بات کرنا

غزل

باتوں باتوں میں تیرا ذکر ہو جاتا ہے
نہ چاہتے ہوئے بھی فکر ہو جاتا ہے
پھر کیا گزرتی ہے مجھ سے نہ پوچھو
یہ دل آنسوؤں کی نظر ہو جاتا ہے
جب آرام کا سوچتا ہوں میں
شروع تیری یادوں کا سفر ہو جاتا ہے
کبھی فقط میرے ہوا کرتے تھے
اب جو اس کے جیسے وہ ادھر ہو جاتا ہے
اس کے بچھڑنے کے بعد یہ میری زندگی
پرنس بابر جیسے خزاں میں شجر ہو جاتا ہے

غزل

میری پلیں، سجتے ہیں تیرے ہی خواب آنکھوں میں
تو ہی رہتا ہے میرے دل کی دھڑکن میں
جانے ایسی بھی کیا کشش ہے تجھ میں
تیرا ہی چہرہ ٹھہرا ہے میری پلکوں میں
تجھ سے مل کر مہک گیا ہے میرا بدن
تیری ہی خوشبو بس گئی ہے میری سانسوں میں
آہٹ سنائی دیتی ہے تیرے آنے کی
تو ہی ہے میرے جیون کی راہوں میں
تیرا ہی وجود سب کچھ ہے میرے لیے
تو ہی شامل ہے میرے سب گیتوں میں
تیرے نام سے وابستہ ہے میری ہر خوشی
تیری تقدیر ہے میرے ہاتھوں کی لکیروں میں

پرنس بابر علی

دعائے بابر

میری اتنی ہے دعا پیارے مدینے والے
ایک ہو جائیں سب مسلمان مدینے والے
صدقہ پنجتن پاک کا ہو خوشحال مسلمان مدینے والے
غم مٹ جائیں سب ہوں خوشحال مدینے والے
نہیں اتفاق آپس میں جبھی یہ حال ہوا
سب کو آپس میں ملا دو تم مدینے والے
چھٹ جائیں ظلم کے بادل مسلمانوں پہ سے
ایک کرم کی نظر ڈالو مدینے والے
صدقہ نواسوں کا پرنس بابر کو بھی نظر میں رکھیں
دین پہ ہو قربان میری جان مدینے والے

محبت موسم نہیں

محبت ساون نہیں جو ٹوٹ کر برست اور تھم جائے

محبت آگ نہیں جو سلگھے بڑھکے اور بجھ جائے
محبت آفتاب نہیں ابھرے چمکے اور ڈھل جائے
محبت تو چاند کی مانند ہے جو بڑھتا ہے گھٹتا ہے نکلتا ہے چھپتا ہے مگر فنا نہیں ہوتا

غزل

تو ہے مطلوب سب تمناؤں کے بدلے
لے لی آگ میں نے ہواؤں کے بدلے
تجھ پہ بڑا مان ہے مجھے خیال رکھنا
ورنہ کچھ نہیں ملتا یہاں جفاؤں کے بدلے
تیرے پیار کی دھوپ ہو تیرے پیار کے سائے ہوں
یہی موسم چاہیے سب فضاؤں کے بدلے
فقط زندگی پیار کے نغموں سے نہیں چلتی
جانے کیا کرنا پڑے زمانے کی رضاؤں کے بدلے
بے رخی کرو گی تو میری بات یاد رکھنا
جان چلی جائے گی تیری جفاؤں کے بدلے
تیرے خیال کی قید اور نگاہوں کی زنجیر ہے
یہ بڑی اچھی ہیں سب سزاؤں کے بدلے

غزل

کسی سے بات کرنا بولنا اچھا نہیں لگتا
تجھے دیکھا ہے جب سے کوئی دوسرا اچھا نہیں لگتا
تیری آنکھوں میں میں نے اپنا عکس دیکھا ہے
میرے چہرے کو اب کوئی آئینہ اچھا نہیں لگتا
میں دل ہی دل میں سوچتا رہتا ہوں
کہ اقرار کروں اور کہہ دوں میں
محبت آپ سے کرتا ہوں
ہر روز ارمانوں بھرا دل لے کر چلا جاتا ہوں
کہ کہیں تو کہہ نہ دے کہ تو مجھے اچھا نہیں لگتا

غزل

وہ کون تھا جو خواب کی تعبیر بن گیا
اک میں ہوں اس کے حسن کا اسیر بن گیا
دھندلا ہوا تھا آئینہ میرے خیال میں
یہ پیار کے نکھار سے تصویر بن گیا
یہ جسم بے خبر تھا اتنا ہی یاد ہے
اس نے چھوا تو پیار کی تاثیر بن گیا
روٹھا ذرا سی بات پہ جاتے ہوئے رکا
برسوں کا پیار پاؤں کی زنجیر بن گیا
مالک ہے وہ خیال کی جو چاہے وہ کرے
موت سے دل صنم کی جاگیر بن گیا
کیسے بھلا میں پرنس بابر بن کے وفا میں ہم
تھوڑا سا پیار عشق کی تفسیر بن گیا
پرنس بابر علی خان۔ ساہیوال

غزل

کتاب الفت لکھنا چاہتے ہیں عنوان نہیں ملتا
جو ہماری رہبری کرے وہ قلمدان نہیں ملتا
جو بھی ملتا ہے خود غرض ہی ملتا ہے
کوئی بھی چاہت سے بھرپور آتش فشاں نہیں ملتا
کٹھن راہوں پہ چل کر بھی جیسے پاتے ہیں
افسوس اس سے بھی پیار کا امکاں نہیں ملتا
کاش کوئی مل جائے محبت کے تقاضوں کا پاسدار
لیکن اس جہاں میں ایسا کوئی انسان نہیں ملتا
چولستان تک ڈھونڈا ہے سانول
مگر کہیں سے بھی وفا کا نام و نشان نہیں ملتا

غزل

عمر بیت گئی مگر کسی سے دل لگانا یاد ہے
کسی کے ہجر و فراق میں آنسو بہانا یاد ہے
وہ وقت بھی کوئی ترستا تھا اک دیدار کو
کسی کا وہ کانٹوں پہ چل کے آنا یاد ہے
اب فرصت میں چلتے ہیں تو کیا ہوا
کسی کا وہ قربت میں بھی جلانا یاد ہے
اب تڑپتے ہیں مگر پھر سنبھل جاتے ہیں
کسی کا وہ شدت سے تڑپانا یاد ہے
پھر اک وقت ایسا آیا تھا زندگی میں سانول
زمانے کی باتوں میں آ کر کسی کا بھول جانا یاد ہے

جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر عثمان غنی کی شاعری

غزل

لکھ کر میں اپنی ساری کہانی بھیجوں گا
کاغذ پہ پانی ہی پانی بھیجوں گا
شاید اب وہ مجھ کو نہ پہچان سکے
اب کی بار میں اپنی تصویر پرانی بھیجوں گا
کھل جائیں گے سارے راستے محلول سے
اب میں ایک ایسی نشانی بھیجوں گا
بھیجوں گا میں یاد کی چٹھیاں تجھے میں
آنکھ، بارش اور جوانی بھیجوں گا
کیسی کیسی قسمیں کھائیں تھیں اس نے
میں اگلے خط میں یاد دہانی بھیجوں گا

غزل

ٹوٹا ضرور ہوگا بچھڑنے کے بعد وہ
تڑپا ضرور ہوگا بچھڑنے کے بعد وہ
کہتا نہیں کسی سے مگر جانتے ہیں ہم
رویا ضرور ہوگا بچھڑنے کے بعد وہ
پھیلا کے اپنے گرد تصویریں اور خطوط
بکھرا ضرور ہوگا بچھڑنے کے بعد وہ
ہر زخم کا علاج مسیحائی میں نہیں
سمجھا ضرور ہوگا بچھڑنے کے بعد وہ
دہلیز پر پرانے زمانوں کا منتظر
بیٹھا ضرور ہوگا بچھڑنے کے بعد وہ
اٹھتے قدم ہماری طرف رکتے ہوئے
الجھا ضرور ہوگا بچھڑنے کے بعد وہ

کسی کو چھوڑ آیا ہوں

تعلق رکھ لیا باقی یقین کو توڑ آیا ہوں
کسی کا ساتھ دینا تھا کسی کو چھوڑ آیا ہوں
تمہارے ساتھ قسمیں کھانے سے پہلے کچھ
میں کچھ وعدے کئی قسمیں کہیں پہ توڑ آیا ہوں
محبت کانچ کا زینہ تھی یوں سنگ گراں کب تھی
جہاں سر پھوڑ سکتا تھا وہاں سر پھوڑ آیا ہوں
پلٹ کر آ گیا لیکن یوں لگتا ہے کہ اپنا آپ
جہاں تم مجھ سے بچھڑے تھے وہاں رکھ چھوڑ آیا ہوں
اسے جانے کی جلدی تھی سو میں آنکھوں ہی آنکھوں میں
جہاں تک چھوڑ سکتا تھا وہاں تک چھوڑ آیا ہوں

غزل

اگلی گلی کے موڑ پہ رہتا تھا ایک شخص
میری محبت سے شناسا تھا ایک شخص
آنکھ کو اس کے بعد دکھائی نہیں دیا کوئی شخص
آئینے بانٹتا ہوا گزرا تھا ایک شخص
کل پھر نظر بچا کر گزرنا پڑا ہمیں
کل پھر ہماری راہ میں بیٹھا تھا ایک شخص
مجھ کو بھی دشمنوں کی ضرورت تھی شہر میں
مجھ کو بھی جان سے پیارا تھا ایک شخص
ترک تعلقات پر نادم نہ تھا مگر
رخصت ہوا تو ٹوٹ کے رویا تھا ایک شخص
عثمان وہ خواب تھا یا حقیقت خبر نہیں
بس اتنا یاد ہے کہ کہیں دیکھا تھا ایک شخص

غزل

ہجوم میں تھا کھل کر نہ رو سکا ہوگا
مگر یقین ہے کہ شب بھر نہ سو سکا ہوگا

عثمان غنی عارفوانہ

جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر محمد اسلم جاوید کی شاعری

غزل

زندگی مشکل کیوں بن جاتی ہے
میں نے کب یہ جانا ہے
تم سے کی محبت تو زمانے کو پتا تھا
پھر چھین کیوں لیا ہم کو اس دنیا
سے
ہم نے اک دن تمہارا ہی بن جانا
تھا
جب ہو گئے تمہارے تو اب
زمانے سے کیا گلہ
تیرے لیے ہی تو مقدر کی خاک کو
چھانا تھا اتنی ہی رنجشیں تھیں تو بتا
دیتے پہلے
تیرے لیے خود کو سنگ سار بھی کر
لیتے
زندگی مشکل کیوں بن جاتی ہے
میں نے کب یہ جانا تھا

غزل

میری زندگی کی تنہائی سے پر ملال
تھی
زمانے کی ہر خوشی جانے کیوں
مجھے راس نہ تھی
میں تو دنیا کی رنگینیوں میں خود کو
کھونا چاہتی تھی
پر اس پتھر دنیا کو ہی میری پرواہ نہ تھی
محبت کی تلاش میں اک مدت سے
آپ بھٹکتی رہی
مگر کسی سمندر کی چشم میں میری
پیار کی طلب نہ تھی
کون کہے کون بتائے میں کس کی
راہ کی مسافر تھی
میں محبت کی متلاشی تھی امامہ کی کی
یہ غزل تو نہ تھی

غزل

تیرے ہجر کی پیاس میں تڑپتی رہی
اک عمر
اک تو ہی ہرجائی نہ بن سکا میرا
میں تو تیری چنوں کا گلدستہ ہوا
کرتی تھی
پھر تو نے ہی انجان بن کر مسل ڈالا
اسے
تیری یاد کے دیپ ہمیشہ جلائے
ہیں آنکھوں میں
دیپ تو خود ہی بجھ گئے جب آنکھ
نے بے وفائی کی تو
دل کو کیسے یقین دلاؤں وہ تو
نارسائی کا درد تھا
جسے رسم وفا ہی نہ نبھانی تھی امامہ وہ
وفادار کیا جانے

غزل

تجھے یاد کرتی ہوں اپنی ہر صبح ہر شام
کے بعد
تو شامل ہوتا ہے میری ہر آس ہر
امید کے بعد
دنیا کی بھیڑ میں کہیں گم نہ ہو جانا
میری رفاقتوں کے ہم نشیں
میں ہمیشہ منتظر رہوں گی تیری
واپسی کے بعد
تو اک پل کیسے بھی اوجھل نہ ہو سکا
میری چنوں کے آنچل سے گل ہو
گیا میری ہنسی کا چراغ
تیرے جانے کے بعد
خدا کرے تو جہاں رہے جس کا
بھی رہے پر باوفا بن کے رہے
میں بھی کسی سے دل نہ لگا پاؤں گی
تیری اس بے رخی کے بعد
فقط تمہارے بعد
سیدہ امامہ علی راولپنڈی

غزل

آنسو ہماری زیست کے آسان ہو
گئے
ہم پہ دوست تیرے پھر کتنے
مہربان ہو گئے
کچھ اس طرح سے رنگ بدلا ہے
موسم نے
جو اپنے راز داں تھے پھر سے
انجان ہو گئے
کتنے ہی کٹھن مراحلے آئے تھے
راہ وفا میں
مسکرا کے کسی نے جو دیکھا ہم
بدگماں ہو گئے
محمد اسلم جاوید فیصل آباد

جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر چوہدری شاہد گل کی شاعری

غزل

ہم مر گئے تو سب کو دفنانے کی فکر ہو گی
کسی کو قبر کی تو کسی کو لے جانے کی فکر ہو گی
میرا نام پکارا جائے گا مسجد کے میناروں میں
کہیں دیر نہ ہو جائے جنازے کی فکر ہو گی
پہلے کو روتے تھے میرے مرنے کے افسوس میں
ہم چلے گئے تو ان کو کھانے کی فکر ہو گی
جوں ہی شام ہو گی پریشانی بڑھ جائے گی
کتنے مہمان آ گئے سلانے کی فکر ہو گی
پہلے چاول بنائیں گے سب دوست پکائیں گے شاہد
سب کو برادری میں عزت بنانے کی فکر ہو گی

آنکھیں

تو محبت ہے اور محبت کا اظہار تیری آنکھیں
تیرے حسن کی اک الگ ہی پہچان تیری آنکھیں
مسکراتی تو دنیا ہے ہونٹوں سے ہماری
کئی بار دیکھا تیری مسکراتی ہیں آنکھیں
نشہ سا چھا جاتا ہے بس شراب ہیں تیری آنکھیں
تو پھول بناتا ہے تو ہوتیں گلاب تیری آنکھیں
ہیں ہونٹ پیارے زمانے سے میرا عشق تیری آنکھیں
میرے زندہ رہنے کی وجہ ہیں بس تیری آنکھیں
کئی بار کہا دل نے تجھے بھول جائے شاہد
خدا کی قسم نہیں بھولنے دیتی تیری آنکھیں

بے وفا

ہم جلاتے تھے جن کی راہوں میں چراغ
وہی ہماری زندگی میں اندھیرا کر گئے
جن کے دل کو سکھایا محبت میں دھڑکنا
وہی دل کے کروڑوں ٹکڑے کر گئے
جو مسکراتے تھے کبھی ہمارے آنے پر
کہتے ہیں ہماری صورت سے نفرت کر گئے
وہ جو گیت گاتے تھے کبھی ہماری محبت کے
کہتے ہیں محبت کے زمانے گزر گئے
بے فائدہ دنیا میں جینے کا شاہد
جب اپنے ہی ہم سے نفرت کر گئے

غزل

اس طرح کی بے وفائی دیکھی نہ زمانے میں
اک پل بھی نہ لگا اسے میرا پیار بھلانے میں
ٹکڑے کر لیا دل ہم نے دل لگانے میں
بکھر گئے سپنے حقیقت سپنے بنانے میں
اس بے وفا نے ہم کو رسوا کیا زمانے میں
کرتے رہے برداشت ہم محبت کو نبھانے میں
دل توڑتے ہیں وہ بے وفا یہ سوچتے ہیں بے وفا
کیا ہوا ہے جھوٹا وعدہ کر جانے میں
بدلے گا نہ بے وفا زندگی بھر شاہد
اب ملے گا سکون ہم کو مر جانے میں

چوہدری شاہد محمود گل

جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر مزمل ساگر کی شاعری

غزل

میں بہت تنہا ہوں
یہ زمانہ مجھے تنہا دیکھنے کا طلبگار بہت تھا
ہاں یہ سب ہے کہ مجھ کو تم سے پیار بہت تھا
بہت روکا تھا دل کو کہ مت پڑ ان راہوں میں
پاگل تھا دل میرا نادان بہت تھا
اس نے مجھے پتہ نہیں کس طرح بھلا دیا
تنہا تھا میں تنہائی میں اور پریشان بہت تھا
باتیں کر رہی تھی وہ مجھ سے تعلق توڑنے کی
کیا غلطی ہوئی ہے مجھ سے میں حیران بہت تھا
وفا کرنے والا اکثر تنہا ہی کیوں رہتا ہے ساگر
مجھے کیا معلوم تھا اس بات سے میں انجان بہت تھا

غزل

باتوں باتوں میں وہ بچھڑنے کا اشارہ کر گئے
خود بھی رویا وہ بہت ہم سے کنارہ کر گئے
سوچتا رہتا ہوں تنہائی میں انجام خوش
پھر اسی جرم محبت کو دوبارہ کر گئے
جگمگا دی ہیں تیرے شہر کی گلیاں ہم نے یاسمین
اپنے ہر اشک کو پلکوں پلکوں پہ ستارہ کر گئے
چلو دیکھ لیتے ہیں حوصلہ ہم اپنے دل کا
اور کچھ روز تیرے بھی شہر میں گزارہ کر گئے
ایک ہی شہر میں رہتا ہے مگر ملتا نہیں ساگر
دیکھتے ہیں یہ اذیت بھی گوارہ کر گئے

غزل

تو نے میرے لبوں سے مسکراہٹ بھی چھین لی
تو میری نگاہوں سے خوشی بھی چھین لی
میں بے بس بھی نہیں نہ میرے بس میں ہے
تیری بے وفائی نے میری مرضی بھی چھین لی
تیری بے وفائی کی بھی تو انتہا ہوئی
پیار تو نہ دے سکا میری محبت بھی چھین لی
پیار محبت اور یہ چاہت مجھ سے کر گئے
تم مجھ پر کر کے میری عاشقی بھی چھین لی
میں تو سیدھا سادہ سا ایک شخص تھا
تو نے مجھے اپنا بنا کر میری شادی بھی چھین لی

غزل

نجانے کہاں پر تو میرے صنم ہے
تیرے بن تو ہر شام بھی غم ہے
یہ دیوانہ دل اب تڑپ رہا ہے
تیری یاد میں آنکھ بھی نم ہے
میرا دل تجھے بار بار صدا دیتا ہے
کہیں سے آ جا تجھے میری قسم ہے
بن تیرے جینے کا تصور نہیں کرتے
تو بھی میری زندگی ہے تو میری جانم ہے
میری آنکھوں میں جو پانی برس رہا ہے
یہ ساون نہیں تیری یادوں کی رم جھم ہے

مزمل ساگر چڈیالہ خورد

پیار میں وہ آغاز کر گئے
میری زندگی سے لیکن وہ پرواز کر گئے
بھلا دو ہمیں یہ ہے کہہ کے چل دیئے
خود کو یاد کرنے سے بھی وہ باز کر گئے

☆ ---------- خالد

عائشہ کبھی نہ ہاتھوں سے ہاتھ چھوٹے خیال رکھنا
کبھی نہ چاہت کا مان ٹوٹے خیال رکھنا

☆ ------------ محمد اشرف زخمی دل جھنگ

غزلیات

جو دیئے ہیں تم نے درد بھرے زخم
بتاؤ کیسے ہم ان زخموں کو سی لیں
درد جدائی کا وہ زہر
بتا تو ہی کہ کیسے ہم پی لیں
رہ کر ہم دور تم سے ایسی
اے زندگی کیسے ہم جی لیں
تیرے حسن و جمال کا دیدار کیئے بغیر
کیسے بند ہم ان آنکھوں کو کر لیں
امر رباب۔ کوٹ جعفر

غزل

یہ زرد پتوں کی بارش میرا زوال تو نہیں ہے
میرے بدن پہ کسی اور کی شال نہیں ہے
اداس ہو گئی فاختہ ناکہ آخر سمجھ کر
سر عام قتل کیا جو یہ انتقال نہیں ہے
غربت میں بھی باوقار رہے تا عمر
میرے حوصلے میں ایسی کوئی مثال نہیں ہے
تھکن بدن مقدر ہمارا کر لیں گے
فقر کسی کی کریں اپنا ہی خیال نہیں ہے
آخر جان ہی گئے ہر آنکھ کا جادو حرز
دھوکہ ہی ہے بس یہ پیار نہیں ہے
سید ہمراز حرز نچوڑ باندی

غزل

میرے دل کے آنگن میں اجالا کر دو
اس بار عید کی خوشیاں دوبالا کر دو
کتنی عیدیں گزر گئیں ہیں تیرے بغیر
اب تو جدائی کا منہ کالا کر دو
چھوڑ گلے لگ کر مجھ کو اعلیٰ کر دو
نہیں دیکھ سکتا خوشی کے نخات تیرے بن
میرے ساتھ رہو مجھ کو جیالا کر دو
ہر عید غموں میں میری گزری ہے
میرے غم بھلا کر مجھے متوالا کر دو
طاہر عباس شجاع آباد

غزل

زندگی خواب کی صورت میں بسر کرتا ہوں
آنکھ رکھتا ہوں اندھیروں میں سفر کرتا ہوں
بسنے لگ جاتے ہیں کتنے ہی پرندے مجھ پہ
ایک لمحہ جو کبھی خود کو شجر کرتا ہوں
تیری پلکوں سے مچلتے ہوئے آنسو چن کر
کتنی مشکل سے سمندر میں سفر کرتا ہوں
مجھ سے تو پوچھ میرے زخم جگر کی قیمت
میں تو ہر آنکھ کی دیوار میں در کرتا ہوں
اک مدت سے محبت کی نئی راہوں میں
میں سفر کرتا ہوں بے خوف خطر کرتا ہوں
میرے اشعار نے ثابت کیا یہ رضا
میں تو ہر اجڑے ہوئے شخص میں گھر کرتا ہوں
ملک علی رضا فیصل آباد

غزل

ہے تو مشکل چارہ کر ہی لیتے ہیں
تیری رفاقت سے اب کنارہ کر ہی لیتے ہیں
یقین تو نہیں کہ جی پائیں گے
چلو تیری یادوں پہ گزارہ کر ہی لیتے ہیں
سوچا نہ تھا زندگی اس طرح رسوا ہو گی
نصیب اپنا قسمت کا مارا کر ہی لیتے ہیں
چل تو رہے ہیں اپنی بربادیوں کے دیئے
ہم بھی آنکھ بھر کے نظارہ کر ہی لیتے ہیں
کہاں ممکن ہے تم میرے رقیبوں میں ہو
کتنا مشکل ہے گوارہ کر ہی لیتے ہیں
کون تڑپا ہے اس محبت میں رضا
آج یہ بھی خسارہ کر ہی لیتے ہیں
منیر رضا ساہیوال

غزل

ہم سے یوں بے رخی سے پیش آیا نہ کرو
برسات کے موسم میں میرے جگر کو جلایا نہ کرو
نظر لگ جائے گی تجھے زمانے کی
اپنی آنکھوں میں کاجل لگایا نہ کرو
جان سے بھی بڑھ کر تجھے چاہتے ہیں ہم
ہمارے پیار کو اس طرح آزمایا نہ

کرو
اب تو رونے بھی نہیں دیتی ہے یہ دنیا
آنسو بن کر پلکوں پہ آیا نہ کرو
اب تو نظریں ملا کر قریب سے گزر جاتے ہو
یوں دکھی کے دل کو اب جلایا نہ کرو
اظہر سیف دکھی مسجد بلال

غزل

دیکھ لینا اک دن لوٹ آئیں گے
کیے ہوئے سبھی وعدے نبھائیں گے
چاہے دنیا ہر قدم پہ رکاوٹ بنے
ہم اپنائیں گے تو تجھ کو ہی اپنائیں گے
لائیں گے تیرے لیے چوڑیاں
اور پھولوں کے گجرے تیرے بالوں میں سجائیں گے
لگائیں گے تیرے ماتھے پہ خوبصورت سی بندیا
اور کانوں میں جھمکے بھی پہنائیں گے
رکھیں گے ہم تجھے اپنا ہم سفر ہم قدم
تجھ سے ایک پل کے لیے بھی دور نہیں جائیں گے
تجھے مجھ سے دنیا دور نہ کرے
اس لیے ہم تجھے دل میں چھپائیں گے
ایم عامر وکیل جٹ

غزل

اک شمع ساری رات جلی تیری یاد میں
ہر سمت روشنی سی رہی تیری یاد میں
میرا یقین نہ ہو تو ستاروں سے پوچھنا
بے خواب چاندنی بھی تیری یاد میں
دنیا میں رہ کے دور زمانے سے ہو گئے
ہر شکل اجنبی سی لگی تیری یاد میں
دامن گلوں نے چاک کیے تیرے نام پہ
شبنم بھی اشک بار رہی تیری یاد میں
ویرانیوں سے دور میں پھولوں کے سلسلے
یہ بھی خلش نے خوب کہی تیری یاد میں
الطاف حسین دکھی میر پور

غزل

کیوں چراغوں کو بجھا دیتے ہو تم
کیوں اندھیروں کو مٹا دیتے ہو تم
بند کر کے روشنی کے در کھلے
کس لیے خود کو سزا دیتے ہو تم
جل رہا ہو جن سے منزل کا نشان
نقش پا وہ بھی مٹا دیتے ہو تم
ذوق منزل ختم ہو جاتا ہے جب
پھر نہیں اپنا پتہ دیتے ہو تم
یہ ادائے بے رخی بھی خوب ہے
مجھ کو گھاؤ لگا دیتے ہو
ریاض تبسم

غزل

اک نظر کا ساتھ ہے اور بس
بس یہی بات ہے اور بس
بار بار اب پوچھتے ہو کیا
بس میں ہی مات ہے اور بس
ہر طرف ہی مضطرب دل کے
بس طویل اک رات ہے اور بس
زندگی کا آسرا ہے جو
بس تیری ہی ذات ہے اور بس
مجھ کو اشکوں کا سبب اب بھی
بس ذرا سی بات ہے اور بس
ریاض تبسم

غزل

جب بھی میرے دل میں درد ہوتا ہے
تو مجھے بھی ایک عشق کا جنوں ہوتا ہے
تو جب میں اپنے دل سے پوچھتا ہوں کہ کس کا ہے درد دل میں چھپا رکھا
میں نے
کر تمناؤں کا میرے اندر دل میں
درد میں
تو دل مستوئی چراغوں کی طرح بھی جلتا میں
یہ بھی ایک زخمی دل کی داستاں بھی میں
کیا یہی پیار ہوتا ہے جو بے وفا ہو جائے
سردار مستوئی بلوچ

غزل

کئی سالوں سے ہے حسرت میری ادھوری
کہیں تجھ سے ملنا میرا خواب بن کر رہ نہ جائے
بستی خمینہ کی حقیقت میں ہو جائے شاید خواہش پوری
ہوا بلال عباسی کا پیغام دینا نہیں ہے محبت یہ ہو جائے
قسمت میرا ساتھ دینا نہیں ہو نہ ہماری دوری
تم میری زندگی بن جاؤ خدا کرے یہ دعا ہو پوری
میں ایک پھول ہو یہی ہے میری مجبوری
تم خوشبو ہو پاس آؤ تجھے ملنا ہے ضروری
رہ نہ رہ جائے گی حسرت ادھوری
محمد بلال عباسی

غزل

میری قبر پہ ضرور آیا کرنا

مگر یہ شرط ہے کہ آنسو نہ بہایا کرنا
تکلیف ہوگی روح کو بھی آنسو تیرے دیکھ کر
رو پڑے گی میری روح کو نہ تڑپایا کرنا
تیرے خوابوں میں آیا کروں گی ضرور
کبھی یاد کر کے محبت کو آزمایا کرنا
میری قبر پر پھول نہ چڑھانا آنسو
بس آ کر اپنی محبت کا سایا کرنا
میری دعا ہے تیرا گھر خوشیوں کا گہوارہ ہو
شہلا۔ دیپالپور

غزل

میرے ارمانوں کا خون ہوا ہے
نہ اب بھی ختم جنون ہوا ہے
میری آنکھوں کی ویرانی دکھائی نہ دی
میرے لیے یہ وہ سکون ہوا ہے
گئے دن بھی واپس لوٹتے ہیں کچھ
وقت کس پہ کب مہربان ہوا ہے
دھڑکن دھڑکتی ہے کیوں آج
تجھ پہ ہی یہ دل قربان ہوا ہے
کبھی بستا تھا یہ محل دل کا
یہ اب ہی کھنڈر و ویران ہوا ہے
شاہ اجالا۔ بھلوال

غزل

مدت ہوئی یہی حال ہے میرا
وہی روز شب وہی خیال ہے میرا
بتاؤں تمہیں ایسی حالت کیوں ہے میری
چھوڑ جانے کا ملال ہے تیرا
یہ گرد و پیش کیسی عالم ویرانگی
آج کل من یہی سوال ہے میرا

تیری چاہت میں کمال عروج تھا کبھی
جانے آج یوں مجھ پر زوال ہے تیرا
بے رخی تھی تیری محبت ہماری
جان لو تم یہی ہے کمال میرا
کیسے ڈھونڈتے ہو شہر میں آ کر شاہ
عابد حسین انجم آباد

تلاش

مجھے زندگی بھر قدم قدم پر تیری رضا کی تلاش ہے
تیرے عشق میں اے میرے خدا
مجھے انتہا کی تلاش ہے
میں گناہوں میں ہوں گھرا ہوا میں
زمین پہ ہوں گرا ہوا
جو مجھے گناہ سے نجات دے مجھے
اس دعا کی تلاش ہے
میں نے جو کیا وہ برا کیا میں نے خود
کو ہی تباہ کیا
جو تجھے پسند ہو میرے رب مجھے
اس ادا کی تلاش ہے
تیرے در پہ ہی سر جھکے مجھے اور کچھ نہیں چاہیے
مجھے سب سے کر دے جو بے نیاز
مجھے اس انا کی تلاش ہے
عبدالغفار تبسم کوٹ حاکم سنگھ

غزل

سامنے منزل تھی پیچھے اس کی آواز
رکتا تو سفر جاتا چلتا تو بچھڑ جاتا
بت خانہ بھی اس کا تھا مندر بھی اس کے
اگر بچتا تو ایمان جاتا نہ بچتا تو صنم جاتا
سزا ایسی ملی مجھ کو زخم ایسے لگے دل پر
چھپاتا تو جگر جاتا بتاتا تو بکھر جاتا
میرے غم کی دوا نہ تھی سوائے یار کے کوچے کے
میں جاؤں تو کدھر جاؤں میں جاتا تو کدھر جاتا
محمد یاسر سلطان خیل

غزل

تیرے ہونٹوں کی ہنسی ہے صنم میری زندگی
تو مانے یا نہ مانے مگر بات سب ہے یہی
اک پل تیرے بنا جینا ہے گناہ
چاند کیا ہے تارے ہیں گواہ
دل کی دعائیں چہرے پہ تیرے کھلتی رہے چاندنی
تیرے ہونٹوں کی ہنسی ہے صنم میری زندگی
تو مانے یا نہ مانے بات سچ ہے یہی
تو مسکرائے جو ایک بار
پت جھڑ میں بھی آ جائے بہار
بے چینیوں کو ہو میرے یار
آ جائے تھوڑا تھوڑا قرار
جھومتی ہواؤں کی گھٹاؤں کی قسم
یہ پیار اب تو ہو گا نہ کم
مجھ سے محبت ہے جو تجھے
اپنی اداسی دے دو مجھے
اب یہ تو ہے چاہت میری
کر دوں میں روشن دنیا تیری
آ جا تجھے سینے سے لگا کے رکھ لوں
خوابوں میں خیالوں میں بسا کے رکھ لوں
سچ کہہ رہا ہوں دیکھی نہ جائے
آنکھ میں تیری کمی مار ہے
تیرے ہونٹوں کی ہنسی ہے صنم

میری زندگی
تو نے پایا نہ مانے مگر بات سب سے یہی
کنول جی تھا، گگو منڈی

غزل

نہ زندگی کا سوچتا ہوں نہ زمانے کا سوچتا ہوں
میں تو بس اسے اپنا بنانے کا سوچتا ہوں
مجھے اس کے روٹھ جانے کے انداز کی قسم
وہ روٹھ جائے تو میں منانے کا سوچتا ہوں
اس نے نہ کی وفا تو کوئی گلہ نہیں
میں اس سے وفا میں نبھانے کا سوچتا ہوں
وہ مجھے رولائے بھی تو کوئی ایسی بات نہیں
میں تو رو کر بھی اسے منانے کا سوچتا ہوں
نوید خان ڈاھا عارفوالہ

غزل

اک شخص کو دیکھا تھا تاروں کی طرح ہم نے
اک شخص کو چاہا تھا اپنوں کی طرح ہم نے
اک شخص کو سمجھا تھا پھولوں کی طرح ہم نے
وہ شخص قیامت تھا کیا اس کی کریں باتیں
دن اس کے لیے ہی پیدا اور اس کی ہی تھی راتیں
کم ملتا کسی سے تھا ہم سے بھی ملاقاتیں
رنگ اس کا شہابی تھی زلفوں میں تھی مہکاریں
آنکھیں تھیں کہ جادو تھا پلکیں تھی کہ تلواریں
دشمن بھی اگر دیکھے سو جان سے دل ہارے
کچھ تم سا لگتا تھا وہ بی باتوں میں شباہت تھی
ہاں تم سا لگتا تھا شوخی میں شرارت تھی
لگتا بھی تم سا ہی تھا دستور محبت میں
وہ شخص میں ایک دن اپنوں کی طرح بھولا
تاروں کی طرح ڈوبا پھولوں کی طرح ٹوٹا
پھر ہاتھ نہ آیا وہ ہم نے بہت ڈھونڈا
تم کس لیے چونکے ہو تم کس کے چونکے ہو
ب ذکر تمہارا ہے عجب تم سے
تقاضہ ہے کب سے شکایت ہے
اک تازہ حکایت ہے
سب تو تو عنایت ہے
اس شخص کو دیکھا تھا تاروں کی طرح ہم نیک تازہ حکایت ہے
سن لو تو عنایت ہے
مسکان چیچہ وطنی ساہیوال

غزل

سنو تم لہجہ بدلا نہ کرو ہماری جان جانی ہے
کبھی روٹھا نہ کرو ہماری سانس جانی ہے
تمہارے دور جانے سے یہ دن اداس رہتا ہے
سنو تم پاس ہی رہو ہماری جان جانی ہے
تمہیں تو ڈھنگ ہے زمانے بھر میں جینے کا
تم رہ لو گے ساتھ کسی اور کے بھی
میں سوچ بھی نہیں سکتا تم سے جدا رہنے کا
سنو مجبور مت ہونا ہماری جان جانی ہے
تمہیں ہی دیکھ کر یہ زندگانی سنورتی ہے
میری سانس میرے یہ دھڑکنیں چلتی ہیں
تو نظر سے دور مت ہونا ہماری جان جانی ہے
کبھی مجبور نہ ہونا ہماری جان جانی ہے
شکیل احمد قائدہ آباد کراچی

دعا

پل سے پل تک صبح سے شام تک
دن سے رات تک
کل سے آج تک
سنڈے سے منڈے تک
جنوری سے دسمبر تک
نیند سے خواب تک
زمین سے آسمان تک
اس کنارے سے اس کنارے تک
یہاں سے وہاں تک
زندگی سے موت تک
چاند سے ستاروں تک
تم سے خوشی تک
دن سے دل تک
کلی سے گلاب تک
اور زندگی کے پہلے دن سے آخری دن تک آپ خوش رہیں
سلمیٰ اینڈ رضوان چو...

غزل

حالات حال کے سبب حالت حال ہی بیت گئے
شوق میں کچھ نہیں گیا شوق کی زندگی گئی
بنی بھی جو آپ کو اک بات آپ سے یعنی آپ سے
آپ کے شہر وصل میں لذت ہجر بھی گئی
ان کی گلی سے اٹھ کر میں آ پڑا تھا اپنے گھر
اک گلی کی بات تھی اور گلی گلی بھی گئی
میرے وصال کے لیے اپنے کمال کے لیے
حالت جان کی تھی خراب اور خراب کی گئی
اور اس کی امید ناز کا ہم سے یہ مان تھا کہ گیا
کہ عمر گزار دیجئے اور عمر گزار دی گئی

وقاص انجم جڑانوالہ

غزل

جن کے ہمسفر بچھڑ جایا کرتے ہیں
وہ چین سے کب سویا کرتے ہیں
سناتے نہیں کسی کو بھی دکھ اپنا
بس اکیلے میں چھپ چھپ کر رویا کرتے ہیں
بڑی خوب ادا ہے یہ اہل وفا کی
آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں سے مسکرایا کرتے ہیں
بھلے ہی ہزاروں شکوے ہوں محبوب سے
وہ بس حال پوچھ لیں تو سب بھول جایا کرتے ہیں
بڑی عجیب ہے دنیا اہل درد کی
تنہائی میں اکثر محفل سجایا کرتے ہیں

سرفراز انجم دھیر کوٹ

غزل

اے کبوتر تو دریا پہ اونچی صدا دینا
بڑے ادب سے میرے محبوب کو یہ پیغام وفا دینا
اے کبوتر تو میری جان کے لیے یہ پھول بھی لیتا جا
چپکے سے یہ پھول اس کی زلفوں میں لگا دینا
دن رات بے چین بے تاب رہتا ہے وہ تیری جدائی میں
اے کبوتر گر پوچھے تو حال میرا یہ بتا دینا
اگر وہ بیٹھی ہیں کہاں وہ چھوڑ آئے
تم چپکے سے میری تحریر کے ٹکڑوں کو اٹھا دینا
گزرتا ہے ہر پل سلمان کا تیری یادوں کے سہارے
اے کبوتر میرے محبوب کو بس اتنا ہی بتا دینا

سلمان بشیر بہاولنگر

غزل

شام سورج کو ڈھلنا سکھا دیتی ہے
شمع پروانے کو جلنا سکھا دیتی ہے
گرنے والے کو تکلیف تو ہوتی ہے مگر
ٹھوکر انسان کو چلنا سکھا دیتی ہے
مانا کہ دوستی نبھانا مشکل ہے
لیکن دوستی انسان کو جینا سکھا دیتی ہے
یوں تو آتے ہیں بہت سے دوست زندگی میں
گر ہر ایک دوستی اپنی جگہ بنا لیتی ہے
انسان کی سب سے بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ
جس سے دوستی کرے اس کو ہی بھلا دیتی ہے
ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں سلیم
دوستی تو زندگی کو موت سے ملا دیتی ہے

محمد سلیم منیر کوٹھا کلاں

غزل

اگر کبھی ہم سے جدا ہونے تو
کسی وجہ سے خفا ہونے تو
بھول جانا نہ پیار میرا
خیال کرنا اے یار میرا
تم ذرا سا یہ کام کرنا
اپنی آنکھوں کو بند کرنا
میں دفعتاً ہی تمہاری پلکوں کی جھالروں سے
اتر کے تیری سیاہ آنکھوں کی پتلیوں پر
رقص کرتا ہوا ملوں گا
میری جانا جگر کے ٹکڑے
ساتھ میرے گزارے لمحے اپنے
دل کے لطیف خانوں میں
جہاں کوئی بھی نہ جانا
بنا تمہارے نہ جھانک پائے
چھپا کے رکھنا
میری یادیں سنبھال رکھنا
میری یادیں سنبھال رکھنا

عارف شہزاد صادق آباد

براؤن کریں اور نکال کر گرما گرم پیش کریں۔

کلیجی کے برگر

اجزاء۔ مرغ کی کلیجی 150 گرام۔ لیموں ایک عدد۔ گوشت چکنائی والا دو لمبے ٹکڑے۔ بن دو عدد۔ پیاز کٹی ہوئی ایک عدد۔ ادرک کٹا ہوا تھوڑا سا۔ مکھن 50 گرام۔ نمک حسب ذائقہ۔ کالی مرچ پسی ہوئی حسب پسند۔

ترکیب تیاری۔ گوشت اور کلیجی کے ایک ایک انچ کے ٹکڑے کر لیں انہیں آدھے مکھن میں تلیں آنچ ہلکی رکھیں ادرک ڈال دیں پیاز الگ سے تل کر کوٹ کر اس میں شامل کریں گوشت کی بوٹیاں خوب مرغ ہو جائیں تو نمک اور کالی مرچ چھڑک دیں درمیان میں یہ گوشت رکھ کر برگر تیار کریں۔

چکن پکوڑے

اجزاء۔ مرغی بغیر ہڈی کے چھوٹے چھوٹے پیس چند عدد۔ بیسن ایک کپ۔ دودھ کھانے کے دو چمچ۔ لال مرچ کھانے کا ایک چمچ۔ گھی تلنے کے لیے حسب ضرورت۔ نمک حسب ضرورت۔ ہری مرچ چھ عدد۔ ہرا دھنیا آدھی پیالی۔ کارن فلور کھانے کے تین چمچ۔

ترکیب تیاری۔ بیسن میں نمک۔ لال مرچ۔ کارن فلور۔ ہری مرچیں باریک کٹی ہوئی۔ ہرا دھنیا دودھ اور پانی ملا کر گھول لیں اس میں مرغی کے پیس ڈبو کر رکھ دیں دو گھنٹے بعد کڑاہی میں گھی گرم کریں اور چکن پکوڑے تل کر کڑاہی میں ہلکی آنچ پر تل کر سنہری کر لیں ٹماٹو کیچپ کے ساتھ دستر خوان کی زینت بنائیں۔

بریڈ پکوڑے

اجزاء۔ ڈبل روٹی کا چورا دو کپ۔ دہی ایک بڑا چمچ۔ انڈا ایک عدد۔ گاجر کدوکش کی ہوئی تین عدد ہری پیاز چھوٹی کٹی ہوئی آدھا کپ۔ ہری مرچیں باریک کٹی ہوئی چار عدد۔ ہرا دھنیا کٹا ہوا تین بڑے چمچ نمک حسب ذائقہ۔ لال مرچ چائے کا ایک چمچ۔ سفید زیرہ چائے کا ایک چمچ۔ چاول بھگو کر پیس لیں آدھا کپ۔ میٹھا سوڈا چٹکی بھر۔ گرم مصالحہ پسا ہوا چائے کا آدھا چمچ گھی تلنے کے لیے حسب ضرورت۔

ترکیب تیاری۔ انڈا توڑ کر اس میں نمک مرچ دہی گرم مصالحہ اور میٹھا سوڈا ڈال کر پھینٹ لیں ہری مرچیں ہری پیاز ہرا دھنیا زیرہ گاجر اور ڈبل روٹی کا چورا اچھی طرح ملا لیں پسے ہوئے چاول بھی ملا دیں تمام چیزیں ملا کر یکجان کر لیں کڑاہی میں گھی گرم کریں اور اس آمیزے سے پکوڑے بنا کر تلیں ہری چٹنی یا کیچپ کے ساتھ سرو کریں۔

انڈوں کے پکوڑے

اجزاء۔ بیسن ایک پاؤ۔ ابلے ہوئے تین انڈے۔ بیکنگ پاؤڈر چائے کا آدھا چمچ۔ کالی مرچ پسی ہوئی آدھا چمچ۔ زیرہ سیاہ حسب پسند۔ نمک حسب ذائقہ۔ مرچ حسب ذائقہ گھی تلنے کے لیے۔

ترکیب تیاری۔ بیسن میں نمک مرچ بیکنگ پاؤڈر زیرہ کالی مرچ ملا کر تھوڑا سا پانی ڈال کر گاڑھا آمیزہ گھول لیں انڈے چھیل کر گول گول قتلے کاٹ لیں کڑاہی میں گھی گرم کریں انڈوں کے قتلے بیسن میں ڈبو کر گھی میں تل کر

براؤن کرلیں انڈوں کے نرم نرم پوڑے چائے کے ساتھ پیش کریں۔

انڈے کا لذیذ حلوہ

اجزاء۔ انڈے چھ عدد۔ چینی ڈیڑھ کپ یا حسب پسند۔ گھی چوتھائی کپ۔ کھویا آدھا کپ۔ زردہ رنگ آدھا کھانے کا چمچ۔ چھوٹی الائچی تین عدد۔ ملائی تین کھانے کے چمچ۔ بادام چھلکا اتار کر کاٹ لیں دو چمچ۔

ترکیب تیاری۔ انڈے اور چینی ملا کر اچھی طرح پھینٹ لیں ایک برتن میں ملائی کھویا اور زردہ رنگ ملا کر یکجان کریں پھر اسے انڈے کے آمیزہ میں ڈال کر اچھی طرح مکس کریں دیگچی میں گھی ڈال کر الائچیاں کڑکڑائیں ساتھ ہی یہ آمیزہ ڈال دیں ہلکی آنچ پر پکائیں جب حلوہ سنہری رنگ کا ہو جائے اور کنارے گھی چھوڑنے لگیں تو اتار کر اوپر بادام چھڑک دیں اور حلوہ تیار ہے۔

چھوہاروں کا حلوہ

اجزاء۔ چھوہارے ایک پاؤ۔ چینی آدھا پاؤ۔ دودھ آدھا کلو۔ گھی آدھا پاؤ۔ چھوٹی الائچی چھ عدد۔ روح کیوڑہ چند قطرے۔ بادام چھیل کر باریک کاٹ لیں چھ عدد۔ ناریل کدوکش کیا ہوا ایک کھانے کا چمچ۔

ترکیب تیاری۔ چھوہارے دھو کر باریک کاٹ لیں گٹھلیاں نکال دیں ایک گھنٹے کے لیے دودھ میں بھگو دیں پھر اسی دودھ میں پکا کر دودھ خشک کرلیں ٹھنڈا کرکے باریک پیس لیں ایک کڑاہی میں گھی الائچیاں ڈال کر کڑکڑائیں پسے ہوئے چھوہارے ڈال کر ہلکی آنچ پر بھونیں پھر چینی ڈال کر بھونیں جب چینی کا پانی خشک ہو جائے تو اتار لیں کیوڑہ ڈال کر ملا لیں ڈونگے میں نکال کر اوپر ناریل اور بادام چھڑک دیں حلوہ تیار ہے۔

کیلے کا حلوہ

اجزاء۔ کیلے پکے ہوئے آدھا کلو۔ گھی آدھا پاؤ۔ چینی آدھا کلو۔ ناریل کدوکش کیا ہوا آدھی پیالی۔ پستہ بادام کٹا ہوا ایک ایک کھانے کا چمچ۔ چھوٹی الائچی دو عدد۔ روح کیوڑہ چند قطرے۔

ترکیب تیاری۔ کیلے چھیل کر مسل کر خوب پھینٹ لیں برتن میں گھی اور الائچی کڑکڑائیں کیلے ڈال کر بھونیں جب بادامی رنگ کے ہو جائیں تو چینی ڈال کر پکائیں جب کنارے گھی چھوڑنے لگیں تو پستہ بادام ناریل ڈال کر ملا دیں کیوڑہ بھی ڈال دیں پرات یا ٹرے میں گھی لگا کر اس میں ڈال دیں اور برابر کر دیں چاندی کے ورق لگا کر حسب پسند ٹکڑے کاٹ لیں کیلے کا حلوہ تیار ہو گیا ہے۔

مچھلی پلاؤ

مچھلی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیں آدھا کلو۔ گھی ڈیڑھ کپ۔ حسب ضرورت۔ زردہ رنگ ایک چوتھائی چائے کا چمچ۔ ادرک پسا ہوا پانچ گرام۔ لہسن پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ۔ دہی پھینٹ کر ڈیڑھ کپ۔ گرم مصالحہ پسا ہوا آدھا چمچ۔ چاول بھگوئے ہوئے تین کپ۔ دھنیا پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ۔ پیاز تین عدد۔ نمک حسب ذائقہ لال مرچ حسب پسند۔ لونگ سات عدد۔

ترکیب تیاری۔ مچھلی کے ٹکڑے دھو لیں

رشتے ناطے

مجھے اپنی دو بہنوں کے لیے دو رشتوں کی تلاش ہے میری بہنیں مڈل پاس ہیں اور نہایت ہی شریف ہیں اور خوبصورت ہیں انکی عمریں اٹھارہ اور بیس سال کے قریب ہیں ان کے لیے ایسے رشتے درکار ہیں جو حقیقت میں شادی کے خواہشمند ہوں جن کا اپنا کاروبار ہو یا پھر وہ سرکاری ملازم ہو یا پھر کسی بھی اچھی ملازمت میں ہوں شریف ہوں اور انکی عمریں پچیس سال سے زیادہ نہ ہوں لاہور، اوکاڑہ، قصور والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

------نازبی بی۔لاہور

معرفت پی او بکس نمبر 3202
غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

مجھے اپنی ایک کزن کیلئے ایک اچھے رشتے کی تلاش ہے میری کزن خوبصورت شریف فیملی سے ہے اس کی عمر بائیس سال ہے لڑکے کی عمر پچیس سے اٹھائیس سال تک ہو سرکاری ملازم ہوتو بہتر ہے ورنہ کسی بھی اچھی جاب میں ہو لڑکا شریف ہو جہیز کا لالچی نہ ہو۔اچھی سوچ کا مالک ہو فوری رابطہ کریں۔ لاہور والوں کو ترجیح دی جائے گی

---------زینب۔لاہور

معرفت پی او بکس نمبر 3202
غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

مجھے اپنی بیٹی کے لیے رشتے کی تلاش ہے میری بیٹی کی عمر اکیس سال ہے نہایت شریف ہے تعلیم بہت کم ہے کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ہم لوگ اس کو آگے نہ پڑھا سکے تھے لیکن پڑھنا لکھنا سب جانتی ہے اس کے لیے ایسے رشتے کی تلاش ہے جو نہایت شریف ہو جو میٹرک پاس ضرور ہو اپنا کام کرتا ہو یا پھر کسی بھی اچھے ادارے میں ملازم ہو برائے کرم جہیز کے لالچی لوگ رابطہ نہ کریں کیونکہ ہم اتنے زیادہ امیر نہیں ہیں اور وہ لوگ رابطہ کریں جن کو ایک اچھی شریک حیات کی تلاش ہو ہم جلدی اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں------ن بیگم۔

معرفت پی او بکس نمبر 3202
غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

میں شادی کا خواہشمند ہوں میری عمر بیس سال ہے نہایت شریف فیملی ہے تعلیم انٹر ہے مجھے ایک ایسی شریک حیات کی تلاش ہے جو کم از کم میٹرک پاس ہو پاس سے بھی کم ہو تو کوئی حرج نہیں شریف ہونا ضروری ہے۔باپردہ ہو اور اچھے اخلاق کی مالک ہو میں اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کروں گا اس کو اچھے شوہروں جیسا پیار دوں گا فوری رابطہ کریں۔

۔الفت جان۔سیالکوٹ۔

معرفت پی او بکس نمبر 3202
غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

میں ایک خوبصورت انسان ہوں پڑھا لکھا اور سلجھا ہوا ہوں اپنا بزنس ہے خدا کا دیا ہوا بہت کچھ ہے کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے میری عمر چالیس سال ہے اور مجھے ایسی عورت کی تلاش ہے جو بہت زندگی سے بیزار ہو جو بیوہ ہو مطلقہ ہو یا پھر کوئی اور مسئلہ ہو میں اس کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کروں گا اس کو زندگی کا ایسا ساتھی بناؤں گا کہ وہ اپنے تمام دکھوں پریشانیوں کو بھول جائے گی کبھی بھی اس کو تکلیف نہیں ہونے دوں گا۔اپنی تمام زندگی اس کے نام لکھوا دوں گا فوری رابطہ کریں۔

--------چاند۔لاہور

عظمت علی محسن۔ ملکوال

محبت

حامد اصغر۔ ڈام بندر

حامد اصغر۔ ڈام بندر

قرآنی معلومات

محمد ظفر اقبال۔ رحیم یار خان

اہم معلومات

پسندیدہ اشعار

یہاں الفاظ بکتے ہیں تجارت ہے تخیل کی
محبت ایک پیشہ ہے تمہارے شہر میں زخمی
(رانا غلام عباس زخمی ،منڈی بہاؤالدین)

ہر قدم پر فرشتوں کا لشکر تیرے ساتھ ہو
ہر جگہ تیری حفاظت خدا کرے
ہو تجھے دنیا میں ایسا عروج تیری
قسمت پر آسمان بھی ناز کرے
(مولانا عبدالغفور نقشبندی، حافظ آباد)

ہے کچھ اس طرح سے گھیرا ہوا مرا
دل غموں کے ہجوم میں
کبھی آندھیوں کے حصار میں کبھی بادلوں کے
ہجوم میں
(محمد اسحاق ،کنگن پور)

پردیس کو اب چھوڑ کر لوٹ آؤ امجد
میری میت پر رونے کے لیے اب تو
لوٹ آؤ امجد
(صائمہ امجد، گوجرانوالہ)

جب ہوئی تھی محبت تو لگا کسی اچھے
کام کا ہے صلا
خبر نہ تھی کہ گناہوں کا سزا ایسے بھی ملتی ہیں
(محمد عرفان، راولپنڈی)

نہ کر انکار ہمارے پاس آنے سے
خدا بھی روٹھ جاتا ہے کسی کا دل دکھانے سے
(فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور)

وفا کا دامن تھام کر تجھے چاہا تو لوگوں
کے بے نام کر دیا ذوالفقار تیرا
احساس رہا ورنہ تیرا شہر جلا دیتے
(ذوالفقار، بوکے)

کاش کے وہ لوٹ آئے مجھ سے یہ کہتے
تم کون ہوتے ہو مجھ سے بچھڑنے والے
(فیض، دربار سخی سرور)

زندگی تنہائیوں کی نظر ہوگئی تمام عمر
غموں میں بسر ہو گئی
کیا دیا ہمیں اس زندگی نے خوشیاں
جو ملی تو دکھوں کو ان کی خبر ہوگئی
(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

کسی نے دیکھا نہیں اُن کا اندازِ محبت
زندگی جن پر لٹا دی ہم نے
(ثوبیہ حسین، کھونہ)

لوگ کہتے ہیں تو مجھ سے خفا رہتا ہے
بن کے دھڑکن میرے دل میں
رہتا ہے

(سیف الرحمن زخمی، سیالکوٹ)

موسم خزاں کا خوف نہیں پتے جھوم
رہے ہیں
محبت تو دیکھو ایک دوسرے کو چوم
رہے ہیں
(بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

سینے میں جلن آنکھوں میں طوفان سا
کیوں ہے
اس شہر میں ہر شخص پریشان سا
کیوں ہے
(پرنس عبدالرحمن گجر، مین رانجھا)

اپنے سامان کو باندھے ہوئے اس
سوچ میں ہوں
جو کہیں کے نہیں رہتے وہ کہاں
جاتے ہیں
(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

کاش کہ تو میری آنکھ کا پانی بن
جائے دوست
میں کبھی رو نہ سکوں تجھے کھونے کے
ڈر سے
(شاہد احمد، ڈیرہ آوڑانوالہ)

اے کاش کہ تم موت ہوتے این
اک روز تو یقین ہوتا تیرے آنے کا
(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

کسی کا ساتھ مل جائے تو تقدیر بن جائے
میں بن جاؤں مصور کوئی میری تصویر بن جائے
(فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور)

تم تو نگاہیں پھیر کے خوشیوں میں کھو گئے
ہم نے اداسیوں کو مقدر بنا لیا
(اسحاق انجم، قصور)

اے کاش تو چاند میں ستارہ ہوتا
دور فلک پر آشیانہ ہمارا ہوتا
لوگ تمہیں دور سے دیکھا کرتے
چھونے کا حق صرف ہمارا ہوتا
(محمد ندیم تبسم، خانیوال)

میں جل چلتا ہوں تیرے عشق کے انگاروں پر
پاؤں جلتے ہیں مگر دل کو قرار آتا ہے
(رانا بابر علی، لاہور)

وہی محفوظ رکھے گا میرے گھر کو بلاؤں سے
جو بارش میں شجر گھونسلہ گرنے نہیں دیتا
(محمد دکھی، کراچی)

تجھے دیکھا نہ تھا تو تیری آرزو نہ تھی
جب سے دیکھا ہے تجھے تیرے طلبگار ہو گئے
(محمد ندیم تبسم، خانیوال)

جان کی بازی ہار کے بھی ہم دل ان کا نہ جیت سکے
مل نہ پائے دل کے بدلے صبح وشام محبت کے
(رشید صارم اوڈ، سعودی عرب)

دوزخ مجھے قبول ہے ہمراہ یار کے
جنت میں جا کے ہجر کے صدمے اٹھائے کون
(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

میری موت کی اطلاع نہ دینا اے ساقی
کہیں وہ رو پڑا تو یہ دل پھر سے دھڑک اٹھے گا
(محمد شہزاد، سوانس)

زندگی تو اپنے قدموں پہ چلا کرتی ہے فراز
لوگوں کے سہارے تو جنازے اٹھا کرتے ہیں
(محمد شفیق، ابراہیم شاہ)

اتنی نفرت تھی اگر مستوئی سے تو پیار کیوں تھا
پھر میری اوقات ہی بتا دی

(سردار اقبال، سردار گڑھ)

عدالت عشق کی ہو گی
مقدمہ میرا دل دے گا
گواہی میرا دل دے گا
مجرم تیرا پیار ہو گا
(رانا نذر عباس، منڈی بہاؤالدین)

وہ مختیار ہے سزا دے یا جزا دے مالک
دو گھڑی ہوش میں آنے کے گنہگار ہیں ہم
(ملک فرحان، رحیم آباد)

کتنی دلفریب ادائیں تھیں اس ظالم سانول کی
رہتا بھی مستی میں تھا دل پھر بھی چھیڑ دیتا تھا
(آصف سانول، بہاؤ ننگر)

بدلا ہوا ہے آج میرے آنسوؤں کا رنگ
شاید کہ میرے دل کے زخموں کا کوئی ٹانکا ادھڑ گیا ہو
(عابد علی آرزو، سانگلہ ہل)

کہا تو تھا تم سے کہ محبت میں درد ہے جدائی ہے
اب جو لگا بیٹھے ہو یہ روگ تو کس بات کی دوہائی ہے
(عثمان غنی، قبولہ شریف)

گلاب آنکھیں شراب آنکھیں

یہی تو ہیں لاجواب آنکھیں
(ملک علی رضا، فیصل آباد)

دوستی کرنے سے مجھے دھوکے تو نہیں آتے
اک جان ہے دل کی جب دل چاہے مانگ لینا
(محمد ولی اعوان، لاہور)

کیا ملا ظالم تجھے میرا دل توڑ کر
خود ہی تنہا رہ گیا ذوالفقار مجھے تنہا چھوڑ کر
(ملک ذوالفقار، یو کے)

مت ٹھکرا ہمیں غریب جان کر اے جان شہزاد
ہم دولت محبت تیرے لیے رکھتے ہیں اور بہت رکھتے ہیں
(شہزاد احمد، اوکاڑہ)

دیکھ نہ جانے گا ہم سے جدائی کا منظر
کاش چلی جانے جان ہماری اس وقت سے پہلے
(محمد مسعود، سرگودھا)

تیرے رخ پہ ہو اداسی یہ مجھے نہیں گوارہ
میں دکھ جہاں کا سہ لوں تیری اک خوشی کی خاطر
(نوید ملک، گولارچی)

وہی تو سارے جہاں سے عزیز تھا مجھ کو

وہ ایک شخص جو بے حس پتھروں کی طرح نکلا
(محمد آفتاب شاد، دوکوٹہ)

شرط وفا نبھاؤ تو نبھاؤں میں کس طرح
حالات میرے پاؤں کی زنجیر بن گئے
(ڈاکٹر عامر شہزاد، ننکانہ صاحب)

پھر اسی شخص سے امید وفا.....؟
اے دل میں تجھے نکال پھینکوں گا
(سہیل محمود، رحیم آباد)

وہ شخص جو گزرا ہے ابھی آنکھ بچا کر
اسے میری ضرورت بھی بہت ہے
(کرن، کنگن پور)

اس نجومی نے تو مجھے پریشانی میں ڈال دیا
کہتا ہے مجھے موت نہیں کسی کی یاد مارے گی
(محمد اسحاق انجم، کنگن پور)

بڑا شور تھا آج دل کے آنگن میں
رضا نجانے کس حادثے کا شکار ہو گیا
(منیر رضا، ساہیوال)

اپنی پلکوں کی پر چھایا مجھے دے دو
اپنی شاموں کی تنہایاں مجھے دے دو
میں ڈوب جاؤں اے آر اداس آنکھوں میں

تم اپنے درد کی گہرائیاں مجھے دے دو
(محمد ارسلان احمد، منڈی بہاؤالدین)

آج وہ بھی رو پڑے میرے حالات کو دیکھ کر اعجاز
جس شخص نے قسم کھائی تھی ہمیں برباد کرنے کی
(محمد اعجاز، مظفر گڑھ)

سب نے خاک میں ملا دیا میرے ارمانوں کو
کس کو دوش دوں قسمت کو یا انسانوں کو
(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

سنگ مے بھی چند لمحوں کے لئے
جدا ہو گئی ہے حیات اپنی
زندگی یوں بھی روٹھ جاتی ہے
یہ سوچا نہ تھا کبھی میں نے
(صبا انور، لاہور)

اک حد میں ساتھ تو بے حد قریب تھے
بے ہوئے قریب تو قصہ ہوا تمام
(ملک غلام قادر، ارزانی پور)

ہم کو نہ ملا ہم سا زمانے بھر میں ایس
کاش اے خدا کوئی ہم سا بھی بنایا ہوتا
(صبا انور، لاہور)

کسی کا ساتھ مل جائے میری تقدیر بن جائے

میں بن جاؤں مصور کوئی میری تصویر
بن جائے
(فنکار شیر زمان، پشاور)

دلوں کی عمارتوں میں کہیں بندگی
نہیں فراز
اینٹوں کے سجدوں میں خدا
ڈھونڈتے ہیں لوگ
(نوشین خان، میلسی)

آخری دیدار کر لو کھول کر بند کفن میرا
اب تو نہ شرماؤ کہ چشم منتظر بے نور ہے
(برکت اللہ انجم، کوہاٹ)

یہ پیار تو جھوٹا وعدہ ہے سب کون
اسے نبھاتا ہے
احساس دلا کر چاہت کا ہر ایک جدا
ہو جاتا ہے
(اقصد علی فراز، پانڈووال)

وقت اچھا بھی آئے گا فراز
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی
(اقصد علی فراز، کوٹلی)

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے نے محرم سے مجرم بنا دیا
(فیاض احمد، مظفر گڑھ)

عجیب شے ہے محبت بھی دور ہیں لیکن
تیرے قریب ہوں میں میرے
آس پاس ہے تو
(سیف اللہ، بھیلا گلاب سنگھ)

ہاتھ دیا اس نے میرے ہاتھ میں
میں تو ولی بن گیا اک رات میں
(مائرہ مشتاق، ارزانی پور)

آنسو بہا بہا کے بھی ہوتے نہیں ہیں
کم مہوش
کتنی امیر ہوتی ہیں آنکھیں غریب کی
(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

مجھے اس جگہ سے بھی محبت ہوتی ہے
جہاں بیٹھ کر ایک بار تجھے سوچ لیتا ہوں
(فیض اللہ، بخی سرور)

گزرے ہیں زندگی میں ایسے
مقام سے
نفرت سی ہو گئی ہے محبت کے نام سے
(رانا بابر علی، لاہور)

گرتے رہے سجدوں میں ہم اپنی
حسرتوں کے لئے
اگر عشق خدا میں گرے ہوتے تو
کوئی حسرت ادھوری نہ ہوتی
(ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

میں جو اک برباد ہوں آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسم محمد شاد رکھتا ہے مجھے
(منظور اکبر تبسم، جھنگ)

عید قریب ہے تیری یادوں کے بھنور میں
عید تو عید ملنے کا یہ دن ضرور ہے
(محمد عثمان، لاہور)

مانا کہ تجھ سے بہت دور ہوں میں
پر میرے دل میں تم ہر پل چھائے ہو
(ظفر نور، اوباوڑہ)

الفت کی نئی منزل کو چلا ڈال کے
بانہیں بانہوں میں
دل توڑنے والے دیکھ کے چل ہم
بھی پڑے ہیں راہوں میں
(بشیر احمد، بہاول پور)

آج وہ بھی رو پڑا میری بے بسی پر فنا
جس نے قسم کھائی مجھ کو برباد کرنے کی
(عمران بلوچ، بلوچستان)

جذبہ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے دھاگے میں چلے آئیں گے
سرکار بندھے
(پرنس عبدالرحمن، منڈی بہاؤالدین)

اور بڑھ جاتی ہے بھولی ہوئی یادوں
کی کسک
عید کا دن تو فقط زخم ہرے کرتا ہے
(عثمان دھمی، کنگن پور)

جن کی یاد سے دل کو خوشی ملتی ہے فنا
افسوس وہ تو ہمیں ذرا بھی یاد نہیں کرتے
(عمران بلوچ، بلوچستان)

دل میں خدا کا ہونا لازمی ہے ساغر
ویسے تو سجدوں میں پڑے رہنے سے جنت نہیں ملتی
(آصف کنول، گونیاں)

بہت شوق ہے نا تجھے بحث کا آئینہ
بتا کس موڑ پر وفا کی ہے تو نے
(وقار یونس، چیچہ وطنی)

اے قلم رک جاؤ ادب کا مقام آرہا ہے
تیری نوک کے نیچے میرے ماموں
ولی کا نام آ رہا ہے
(حافظ عبید اللہ، چکوال)

ہم ملے جب ان سے تو کچھ کہہ نہ سکے
خوشی اتنی تھی کہ ملاقات آنسو پونچھتے گزر گئی
(محمد آفتاب شاد، دوکوٹہ)

میں تو نہیں عشق کرتا ہوں تجھ سے
مجھے تجھ سے محبت ہے محبت ہے
(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

یقین بن کے لوگ زندگی میں آتے ہیں
خواب بن کے آنکھوں میں سما جاتے ہیں
پہلے تو یقین دلاتے ہیں کہ وہ ہمارے ہیں
نجانے کیوں پھر تنہا چھوڑ جاتے ہیں
(خلیل احمد، شیدانی شریف)

ہم لوگ تو سمندر کے بچھڑے ہوئے ساحل ہیں
اس پار بھی تنہائی اس پار بھی تنہائی
(محمد عامر رحمان، وادی لیپہ)

کیوں روٹھے ہو اس بے وفا دنیا میں اے
آنسوؤں سے تقدیر بدلتی تو آج
میرا بھی کوئی اپنا ہوتا
(غزل عارف، مندرہ)

ایسا عالم ہو جائے گا ہمارے جانے کے بعد
ہو کر اداس پرندے بھی میرا شہر چھوڑ جائیں گے
(آفتاب شاد، دوکوٹہ)

رابطے بہت ضروری ہیں اگر رشتے بچانے ہیں بادی
لگا کر بھول جانے سے تو پودے سوکھ جاتے ہیں
(حماد ظفر بادی، منڈی بہاؤ الدین)

عجیب مقام پہ پہنچا قافلہ دل کا
سکون ڈھونڈنے نکلے تھے نیند سے بھی گئے
(زوہیب اختر، چشتیاں)

تیرے گرجنے سے بہت خوف آتا ہے اے بادل
تو بے آواز برس لیا کر میرے

آنسوؤں کی طرح
(عمر راز آکاش، فیصل آباد)

سب جو ڈھونڈو گے تو عمر ہی بیت جائے گی
کہا نہ تھا یاد آتے ہو بس آتے ہو
(ایم عمر راز آکاش، فیصل آباد)

محبت نہ کرتے تو آج اداس نہ ہوتے ذوالفقار
ایک چھوٹی سی خطا میری زندگی برباد نہ ہوتی
(ذوالفقار ملک، یوکے)

مجھے محبتیں نبھانے کا شوق تھا
اسے دل جلانے کا شوق تھا
مجھے اسے ہنسانے کا شوق تھا
اسے مجھے تڑپانے کا شوق تھا
(ایم وکیل عامر، ساہیوال)

تیرے دل میں میری سانسوں کو پناہ مل جائے
تیرے عشق میں میری جان فنا ہو جائے
(رائے اطہر مسعود، فورٹ عباس)

برسوں بعد ملا تو پوچھنے لگا کہ تم کون ہو
بچھڑتے وقت جس نے کہا تھا کہ تم بہت یاد آؤ گے
(چوہدری الطاف حسین، بھمبر)

اب کیا ڈھونڈتے ہو جلے ہوئے

کاغذوں کی راکھ میں برلاس
وہ افسانہ ہیں جل گیا جس کا عنوان تم تھے
(چوہدری شاہ زیب، آزاد کشمیر)

یہ پھیلی ہوئی آرزوؤں کی دنیا
سمٹ آئی آخر تیرے چاہنے پر
(ایم عنیبہ مظہر، ہجنگیاں)

کوئی کہتا ہے یادیں نشہ بن جاتی ہے
کوئی کہتا ہے یادیں سزا بن جاتی ہے
پر یاد جب سچے دل سے کرو تو
یادیں ہی جینے کی وجہ بن جاتی ہے
(شاہد اقبال، کرک)

تیرے عشق کی انتہا چاہتی ہوں
میری سادگی دیکھ میں کیا چاہتی ہوں
(اقراء ناز، صادق آباد)

محبت نہ کرتے تو آج اداس نہ ہوتے
ایک چھوٹی سی خطا میری زندگی برباد کر گئی
(عابد علی آرزو، سانگلہ ہل)

کہاں گئے وہ لوگ جو تیرے بنا رہا نہیں کرتے تھے اسیر
آج سال بیت گئے اس کے بنا اس نے خبر تک نہ لی
(عبدالمجید اسیر، فیصل آباد)

کل شب پھر اک خواب نے جگا دیا مجھے
اس خواب میں وہ دلہن تھی یارو
(شہزاد سلطان کیف، الکویت)

روٹھے ہوئے لوٹ آئیں تو جان لو کیف
پیروں تلے کلیاں ہاتھوں میں گلاب رکھنا
(شہزاد سلطان کیف، بھمبر)

لپٹے کبھی شاخوں سے کبھی زلف سے الجھے
کیوں ڈھونڈتا رہتا ہے سہارا تیرا آنچل
(ایم اشفاق، لالہ موسیٰ)

چاند کو دیکھ کر دعا ضرور کرنا
عائشہ کسی کو عید ملو تو مجھے یاد ضرور کرنا
(سید عارف شاہ، جہلم)

آتش حسد سے پتھر بھی نہیں خالی
جل گیا طور جب موسیٰ سے ہوئی پیار کی بات
(ایم یعقوب اعوان، چکوال)

اٹھا کر کفن کر لو دیدار میرا مجید
وہ آنکھیں بند ہو گئی ہیں جن سے تم شرمایا کرتے تھے
(ملک عبدالمجید، فیصل آباد)

یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا بتا سکے گا تجھے غم
داستان میری

مزہ تو تب ہے اس کاغذ کو لگ
جائے زبان میری
(ولی اعوان، لاہور)

چاند ہمارے ساتھ عجیب ہے حادثہ ہوا
ہم رہ گئے ہمارا زمانہ چلا گیا
(ملک سمیع اللہ، ساہیوال)

چل تجھے دکھا دوں اپنے دل کی ویران گلیاں
شاید کہ تجھے ترس آ جائے میری اداس زندگی پر
(عثمان غنی، قبولہ شریف)

آنکھوں کے سمندر میں ڈوب کر
جب نکلنا چاہے پھول
دیکھا تو دل کی ناؤ کا بادبان پھٹا ہوا تھا
(بشارت علی پھول، صفدر آباد)

میرے نام کو تو دیکھ لیا تھا
اپنے نام کے ساتھ رخسار
مگر بدنام بھی کر دیا
صنم تو نے بے رحمی کے ساتھ رخسار
(شکیل احمد، تربت)

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں
(حکیم طفیل، کویت)

گرتے ہیں صحرا میں پتے پر اٹھاتا
ہے کوئی کوئی

دوستی تو سبھی کرتے ہیں پر نبھاتا ہے
کوئی
(محمد ندیم عباس، پتوکی)

فرصت ہو اگر آنے کی اے جان تمنا
آجا کہ تجھے دل نے بہت یاد کیا ہے
(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

میری زندگی میں نہ آنے والے
میری قبر پہ بھی نہ آنا
مجھے تو زندہ جلا دیا مگر میری قبر کو نہ جلانا
(چوہدری احمد حسین، آزاد کشمیر)

یوں ہی ہم کسی کا پیچھا کیا نہیں کرتے
درد دل بیاں کیا نہیں کرتے
اتفاق کی بات ہے یہ دل تم پہ آ گیا
ورنہ اتنی قیمتی چیز کسی کو دیا نہیں کرتے
(ڈاکٹر ذوالفقار تبسم، میاں چنوں)

اپنے ہاتھوں کی لکیریں نہ بدل سکیں ہادی
خوش نصیبوں سے بھی بہت ہاتھ
ملائے ہم نے
(ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

اگر ہوتی میری حکومت ان یاروں
پہ اے یاسر
تو ہر تارے کی جگہ تیرا نام لکھتے
(محمد یاسر تنہا، سلطان خیل)

اب عادت سی بن گئی ہے دوستوں
کے انتظار میں ندیم

سانسیں بند ہو گئیں تو پھر ڈھونڈتے
گے یہ مجھے جہاں میں
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

کبھی مناسب ہو تو ہم سے بھی ہم
کلام ہونا
سنا ہے تم وفا کی باتیں خوب کرتے ہو
(محمد عرفان، راولپنڈی)

میں مر جاؤں تو اسے خبر بھی نہ
ہونے دینا حافظ
مصروف سے لوگ ہیں کہیں ان کا
وقت برباد نہ ہو جائے
(محمد قدیر، مدل سکول کھوئی میرا)

ہمیں بھلا کر سونا تو تیری عادت سی
بن گئی
جس دن ہم سو گئے تو تجھے نیند سے
بھی نفرت ہو جائے گی
(محمد ایوب تنہا، سرگودھا)

روٹھ جانے کی ادا ہم کو بھی آتی ہے فراز
کاش کوئی ہوتا ہم کو منانے والا
(عبادت علی، ڈیرہ اسماعیل خان)

اس عشق نے تو مجھے نکما کر دیا ہے آکاش
اگر ہم عشق نہ کرتے تو حکومت کرتے
(آر۔ آکاش، سرگودھا)

کتنا عجیب ہوتا ہے آداب رخصتی
محفل جگر

اٹھ کے وہ بھی چل دیتا ہے جس کا
کوئی گھر نہیں ہوتا
(عامر سہیل جگر، سمندری)

اے دل نہ تڑپ کے قہر ہو گا
رسوا کوئی شہر شہر ہو گا
(رائے اطہر مسعود، بہاولنگر)

تیری وفا کے تقاضے بدل گئے ورنہ
مجھے تو آج بھی تم سے زیادہ عزیز
کوئی نہیں
(عبادت علی، ڈی آئی خان)

یہ جو دو دل ہیں ایک دھڑکن ہے
ہر زمانہ اسی کا دشمن ہے
(صبا ملک، دیپالپور)

ترستی ہوئی نگاہیں تجھ کو سلام کہتی ہیں
کہ دیکھے ہوئے تجھے بہت دن گزر گئے
(مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

ملے تو ہزاروں لوگ زندگی میں حسن
وہ ان سب سے جدا تھا جو دل میں
اتر گیا
(حسن رضا، رکن)

کسی کی یاد ستاروں کے روپ میں ڈھل
کے چمک اٹھی پلکوں پہ آنسوؤں کی طرح
کہاں سے مل گئے آنکھوں کو درد
کے دریا
برس رہی ہیں جو ساون کے بادلوں

کی طرح

(راجا ابرار خان، ملتان)

ہم فقیر، نہ طبیعت کے رشید مالک ہیں
ہم کسی سیٹھ سے مرعوب نہیں ہوتے

(رشید صارم، سعودیہ)

غم نہ ہوتا غزل کون کہتا
محبوب کے حسن کو کنول کون کہتا
یہ تو محبت کا کرشمہ ہے ورنہ
پتھر کی دیواروں کو تاج محل کون کہتا

(منظور اکبر تبسم، جھنگ)

کیوں اس کو بار بار اپنا بنانے کی غلطی کرتے ہو
جس نے تیری وفاؤں کو نہ سمجھا وہ تجھ کو کیا سمجھے گا

(چوہدری الطاف حسین، بھمبر)

[illegible] میں [illegible] میں [illegible]
میرے [illegible] ہاتھوں میں [illegible]

(شکیل احمد یار، تربت)

جیسے دیکھو تو [illegible] اپنے [illegible] وحشت
پھر بڑے شوق سے تم میرے خدا ہو جانا

(رائے اطہر مسعود، بہاونگر)

چھپ چھپ کے جہاں سے کہ انہیں دیکھ سکوں میں
جنت میں مجھے ایسی جگہ میرے خدا

دے مستوئی کو

(سردار اقبال، رحیم یار خان)

تم ہمارے تھے تمہیں یاد نہیں ہے شاید
دن گزرتے ہیں برستے ہوئے پانی کی طرح

(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

اجڑ گئے وہ پیار کے دن لٹ گیا وہ چمن خوشیوں کا
یہ چند آنسو یہ چند آہیں اب سہارا ہے زندگی کا

(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

نادانی کی حد تو دیکھ ذرا فراز
مجھے کھو کر میرے جیسا ڈھونڈ رہا ہے

(محمد سرفراز گوندل، خوشاں)

زندگی بھر میں آپ سے جدا نہ ہوں
اے جان تمنا
تجھے میں پیار کروں اور تجھے دل میں بسا لوں

(مولانا عبدالغفور، حافظ آباد)

ترستی ہوئی نگاہیں تجھ کو سلام کہتی ہیں
کہ دیکھے ہوئے تجھے بہت دن گزر گئے

(مقصود احمد بلوچ، میاں چنوں)

یہ جو دو دل ہیں ایک دھڑکن ہے
ہر زمانہ اسی کا دشمن ہے

(صباء ملک، دیپالپور)

مت پوچھو ہم دیوانوں سے انجام محبت
ہم تو بیوفاؤں کو بھی جینے کی دعا دیتے ہیں

(حسن رضا، رکن سٹی)

جس کو دل دیا وہ دہلی چلی گئی جس سے پیار کیا وہ اٹلی چلی گئی
میں نے سوچا خودکشی کر لوں ہاتھ سوئچ میں دیا تو بجلی چلی گئی

(محمد آفتاب شاد، دوکوٹہ)

تم دور ہو تو یہ احساس ہوتا ہے
کوئی ہے جو ہر پل دل کے پاس ہوتا ہے

(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

عیادت رسم دنیا ہے چلے آتے تو کیا ہوتا
تمہارے پوچھ لینے سے نہ جی جاتے نہ مر جاتے

(اسحاق انجم، کنگن پور)

اس کے چھوڑ جانے کے بعد اب محبت نہیں کرتے کسی سے
تھوڑی سی تو عمر ہے کس کس کو آزماتے پھریں

(حسن رضا، رکن سٹی)

مجھے موت کیا مارے گی میں تو پہلے ہی فنا ہوں تیرے پیار میں

مجھے غم نہیں تیری بے وفائی کا میں
پریشان اپنی وفا سے ہوں
(عثمان غنی، قبولہ شریف)

عجب تماشا گر ہیں یہ مٹی کے پتلے ساقی
بے وفائی کرو تو روتے ہیں وفا کرو تو رُلاتے ہیں
(رشید صارم اوؤ، سعودی عرب)

کر لی نا تم نے تسلی دل توڑ کر میرا
میں نے کہا تھا نا کچھ نہیں اس میں تیرے سوا
(محمد اسحاق انجم، کنگن پور)

اے غم دوست خدا تجھ کو سلامت رکھے
تجھ سے آباد ہے دنیا میرے ارمانوں کی
(اقصد علی فراز، کوٹلی ستانی)

خود اندھیروں میں بسر کرتے رہے ہم
زندگی دوسروں کے گھر میں لیکن روشنی کرتے رہے
(اسحاق انجم، کنگن پور)

عجیب زہر تھا اس کی یاد میں ناز
عمر گزر گئی مجھے مرتے مرتے
(رانا بابر علی ناز، لاہور)

یہ فطرت ہے زمین کی ہر چیز کو
جذب کر لیتی ہے

ورنہ تیری یاد میں بہنے والے آنسو کا
الگ سمندر ہوتا
(فاروق احمد شانی، سدھر چکوال)

زندہ میں بھی سوزش نہ گئی اپنے
جنون کی سنگِ مداوا ہے اس اشفتہ سری کا
(ساجد علی، دوبیا پور)

وہ بھی کیا عجب شخص تھا کہ جس کی ذات
جب اعتبار بڑھ گیا تو اختیار نہیں رہا
(محمد وقاص احمد حیدری، سہگل آباد)

اکثر وہ پوچھتا ہے مجھ سے رہائش اور کام میرا
تو میں نے کہا آزمائش حسینوں کا دل اور کام محبت
(غلام رسول پریمی، پاکپتن)

دل لست لیک سے لمبی ہے اس کافر کی زلف
میں بنا کافر کہ اس دل کا بھل نہیں
(ملک فضل الرحمن، صادق آباد)

نہ تجھ کو خبر ہوئی نہ زمانہ سمجھ سکا
ہم چپکے چپکے تجھ پہ کئی بار مر گئے
(منظور اسیر تبسم، جھنگ)

اساں خوش ہاں تیریاں خوشیاں
وچ ساڈا وقت گزر دا راہی

تل فرض ہے تیریاں یاداں
اے دل کملا ہے
شاہد اپنی قسمت سے جھٹ رہ
چپ کیتا
(شاہد رفیق سہو، خانیوال)

ٹوٹے ہوئے پیچانے میں کبھی بے نہیں آ
عشق کے مریض کو کبھی آرام نہیں
دل توڑنے والے اتنا تو سوچا
شکستہ دل کسی کے بھی کام نہیں آ
(خلیل احمد ملک، شیدانی شریف)

کیوں اس کو بار بار اپنا بنانے کی غلطی کرتے
جس نے تیری وفاؤں کو نہ سمجھا
تجھ کو کیا سمجھے
(چوہدری الطاف حسین، سب جیل بھمبر)

وہ میری محبت ہے کہہ دینا اس سے
دور رہنے سے رشتے ختم نہیں ہوتے
(ایم وکیل عامر، ساہیوال)

اے دل نہ تڑپ کے قہر ہو
رسوا کوئی شہر شہر ہو
(رائے اطہر مسعود آکاش، بہاولنگر)

محبت سے پیش آؤ تو جان تک قربان کر دیں
برائے زد کرو گے تو ہم انا پرستی کی انتہا رکھتے ہیں
(چوہدری شاہ زیب علی برلاس، سب جیل بھمبر آزاد کشمیر)

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

ندیم عباس ڈھکو کے نام
...وفا کو ہم نے بھلایا کب تھا
درد جدائی کا دل سے مٹایا کب تھا
لگا کر جنوں جانا تیری عادت تھی
ہم نے تیرے سوا کسی اور کو
دوست بنایا کب تھا
ندیم وقاص ساگر۔ فیروزہ

...دا حسین صدا کے نام
...ے ضروری ہیں اگر رشتے
...نے ہیں
...ہوں جانے سے یہ پودے
جاتے ہیں
انیس ناز آزاد کشمیر

...ب کے نام
...یں اتنی غلطیاں نہ کرو
...سے پہلے ربط ختم ہو جائے
...یہ حنیف۔ تلہ جوگیاں

عباس ساغر کے نام
...را میری ایک امانت رکھنا
...یں مر گیا تو میرے دوست کو
...مت رکھنا
...نبیل جبار سرسرائے

...نات کے نام
...شے ہیں خود کو برباد کر کے
بھی
کہ بربادیوں میں کون ہمارا
بنتا ہے
بنا پھل کے درختوں کو کاٹ
دیا جاتا ہے
کسی بے سہارا کا یہاں سہارا کون
بنتا
ہے
خلیل احمد ملک۔ شیدانی شریف

قارئین کے نام
زندگی میں جو چاہو حاصل کرلو مگر
اتنا خیال رکھنا کہ آپ کی منزل کا
راستہ کبھی لوگوں کو توڑتا ہوا نہ گزرے
وقار یونس ساگر۔ چیچہ وطنی

انیس کراچی کے نام
تم کو جان سے پیارا بنالیا
دل کو سکون آنکھوں کا تارا بنالیا
اب تم ساتھ دو یا نہ دو تمہاری مرضی
ہم نے تمہیں زندگی کا سہارا بنالیا
غلام عباس ساغر۔ جمیل آباد

سلمان سندھو کے نام
پھول درخشندہ تو ہے دیکھنے میں مگر
سلمان بہت دکھ ہوا اسے برگ گل
کی جدائی کا
ذیشان علی سمندری

فاطمہ طفیل طوبی کے نام
خدا سے سب کچھ مانگ لیا تجھ کو
مانگ کر
اب اٹھتے نہیں ہاتھ اس دعا کے بعد
حکیم طفیل طوبی۔ الکویت

جمشید پشاوری کے نام
تجھ کو پانے کی تمنا مٹا دی ہم نے
دل سے لیکن تیرے دیدار کی
حسرت نہ گئی
فنکار شیر زمان پشاوری

کسی اپنے کے نام
لفظوں کی بناوٹ ہم کو نہیں آتی
کثرت سے یاد آتے ہو سیدھی سی
بات ہے
تنزیلہ حنیف۔ تلہ جوگیاں

اشفاق بٹ کے نام
زہر سے زیادہ خطرناک ہے یہ محبت
کہ اس میں انسان مر مر کے جیتا ہے
رانا بابر علی ناز۔ لاہور

صدا حسین صدا کے نام
وہ جو روٹھا ہوا ہے مدت سے
کاش وہ آن ملے عید کے دن
عمران شہزاد لاہور

ایس کے نام
یہ ٹھیک ہے نہیں مرتا کوئی جدائی میں
خدا کسی کو کسی سے جدا نہ کرے
پرنس عبدالرحمن۔ نین رانجھا

کسی اپنے کے نام
بے چین رہی ہے ہردم میری نظر
ڈھونڈتی ہے تجھے ہر جگہ ادھر ادھر
نظر آئے تجھے ہر گھڑی تو ہی تو
دیکھتی ہوں میں جدھر بھی جدھر
عابدہ رانی۔ گوجرانوالہ

دوست کے نام
ہجر لازم ہے تو پھر وصل کا وعدہ کیا
یہ خزاں رت پہ بہاروں کا لبادہ کیا
زخم دے کر نہ ہم درد کی شدت پوچھو
درد تو درد ہے کم کیا زیادہ کیا
آمنہ شہزادی۔ جہانیاں

حماد ظفر کے نام
خدا نہ کرے آپ کو غم ملے
ہنسی خوشی آپ کو ہردم ملے
جب بھی آئے کوئی بھی غم آپ کی طرف
دعا ہے کہ اس کو راستے میں ہم ملیں
قمر اعجاز مریز بشیر۔ ملکوال

سویٹ اے کے نام
نہ میری دعا نے سفر کیا
نہ میرے آنسوؤں نے اثر کیا
تجھے مانگ مانگ کے تھک گئے
میرے ہونٹ بھی میرے ہاتھ بھی
رائے اطہر مسعود کاشف

ایس کے نام
بھلا دوں گا تمہیں بھی ذرا صبر کرو
رگ رگ میں بسے ہو کچھ وقت تو لگے گا
رانا نذر عباس۔ منڈی بہاؤالدین

مجید احمد جائی کے نام
بعد مرنے کے بھی اس نے نہ چھوڑا دل جلانا محسن
اور ساتھ والی قبر پہ پھول پھینک جاتا ہے
محسن علی طاب ساہیوال

حماد ظفر ہادی کے نام
رابطے ضروری نہیں اگر تعلق رکھتے ہوں ہادی
لگا کر بھول جانے سے پودے سوکھ جاتے ہیں
رانا نذر عباس

احسن ریاض پریمی کے نام
دلوں سے کھیلنے کا فن ہمیں بھی آتا ہے احسن
مگر جس کھیل میں کھلونا ٹوٹ جائے وہ مجھے اچھا نہیں لگتا
حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ

سب دوستوں کے نام
زندگی میں بھی اتنا یار کی مت بنا
کہ کوئی پھول سمجھ کر توڑ لے
اور نہ ہی اتنا سخت بنا
کہ کوئی کانٹا سمجھ کر چھوڑ دے
ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال

مہوش اور کنزا آپی کے نام
تم بالکل زندگی جیسی ہو مہوش
خوبصورت بھی ہو اور بے وفا بھی
غلام فرید جاوید۔ حجرہ شاہ مقیم

ایم کے نام
نہ ہم رہے دل لگانے کے قابل
نہ دل رہا غم اٹھانے کے قابل
تیری یاد نے دیئے ہیں اتنے زخم
چھوڑا نہ مسکرانے کے قابل
وسیم اکرم پانڈووال بالا

آئی کے نام
مجھ سے نہ پوچھ میری محبت کی کہانی اے دوست
مرنے والے سے مرنے کی وجہ نہیں پوچھی جاتی
محمد عرفان۔ پانڈووال بالا

محمد سرفراز ساقی کے نام
فریاد کر رہی ہیں تو ستی ہوئی
دیکھے ہوئے بہت دن گزر گئے
محمد سرفراز۔ گوندل۔ کھنڈ ال

محمد فیاض گوندل کے نام
اب کیا ہوا کہ تجھے مجھ سے محبت نہیں رہی
تیری طلب میں وہ پہلی سی حدت نہیں رہی
تو تیری اداؤں کا موسم بدل گیا

یا اب مجھے میری ضرورت نہیں رہی
محمد سرفراز گوندل

کنول کے نام

دل نے آنکھوں سے کی آنکھوں
نے ان سے کہہ دی
بات چل نکلی ہے اب کہاں تک
پہنچے دیکھیں
عثمان کنگن پور

طیب عثمان کے نام

چاند بھی میری طرح حسن کا شناسا نکلا
اس کی دیوار پر حیران کھڑا ہے کب سے
طیب کنول لاہور

صبا سکھر کے نام

سالوں کے بعد رابطہ کرنا اچھی
بات نہیں ہے
پاس ہو کر بھی اتنے دور ہو
نثار احمد سکھر

رانا عرفان کے نام

دل میں تعبیریں تھیں اپنی
آنکھوں میں مانگنے کے خواب
خود کو ہی دھوکہ دیا
خود سے شرارت کی گئی
محمد رضوان آکاش۔ سلانوالی

آر کیو آر کے نام

وہ تجھے یاد کیوں نہیں کرتا
تو اسے بھول کیوں نہیں جاتا
مریز بشیر گوندل گوجرہ

محمد طالب حسین کے نام

تم تو رہ لو گے ساتھ کسی اور کے مگر
میں کیا کروں کہ مجھے رستہ بدلنا نہیں آتا
محمد ندیم عباس میوانی چوکی

سوہل خان کے نام

بکھر رہی ہے میری ذات اسے کہنا
ملے تو میری یہ بات اسے کہنا
اسے کہنا کہ بن اس کے دن نہیں کٹتے
سسک سسک کے کٹتی ہے میری
رات اسے کہنا
خلیل احمد ملک۔ شیدانی شریف

صرف ایس کے نام

تمہارے پاس رہنے کے لیے جگہ
نہیں کیا ایس
جو ہر رات میری آنکھوں میں اتر
آتے ہو
محمد سرفراز گوندل

محمد فیاض گوندل کے نام

وہ اور ہیں جو تیری ذات سے
غرض رکھتے ہیں ایف
ہم جب بھی ملیں گے بے مطلب
ملیں گے
محمد سرفراز ساقی گوندل۔

طیب کنول لاہور کے نام

روکتے روکتے آنکھ چھلک اٹھتی ہے
کیا کریں روگ پرانے دل کو لگ
گئے

عثمان۔ کنگن پور

حفظہ نور کے نام

رابطہ ضروری ہے اگر رشتے بچانے
ہیں
لگا کر بھول جانے سے تو پودے
بھی سوکھ جاتے ہیں
تنزیلہ حنیف۔

صدف شہزادے کے نام

خدا نہ کرے آپ کو غم ملے
ہنسی خوشی آپ کو ہر دم ملے
جب بھی آئے کوئی بھی غم آپ کی طرف
دعا ہے کہ اس کو راستے میں ہم ملیں
اشرف زخمی دل۔ ننکانہ

کشور کرن کے نام

تمہارے پاس رہنے کے لیے جگہ
نہیں ہے کیا کرن
جو ہر رات میری آنکھوں میں اتر
آتی ہو
نرگس ناز سکھر

جان کے نام

تیرے بنا وقت نہیں گزرتا
آجا کہ ہم ایک ہو جائیں
ریاض احمد۔ لاہور

اپنی شہزادی کے نام

اپنے آنچل پر ستاروں سے میرا
نام نہ لکھو
جیسا ہمسفر ہوں تیرا اپنی آنکھوں

میں بسا لے مجھ کو
محمد محسن ساغر۔ عارفوالا

گیا
محبتوں کو بہت پائیدار کرتے ہوئے

عامر امتیاز باری۔ کلر سیداں

بھول جانا تو انسان کی فطرت ہے
کچھ دوست یادوں میں بس جاتے ہیں
فیض اللہ مجاور۔ دربار سخی سرور

اخلاق چاچا کے نام
دل کرتا ہے ہر پتھر پر لکھوا آئی مس یو
اور وہ سارے پتھر ماروں آپ کو
تاکہ آپ کو یہ احساس ہو جائے
کہ آپ کی یاد کتنا درد دیتی ہے
بابا جان۔ کراچی

طارق علی شاہ کے نام
فرصت ملے تو پوچھ بھی ان کا حال بھی
جو لوگ جی رہے ہیں تیرے پیار کے بغیر
اے۔ کراچی

اسد شہزاد کے نام
یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے
رابعہ ارشد۔ منڈی بہاؤالدین

اپنی جان کے نام
کوئی الزام لگا کر تو سزا دی ہوتی
پھر میری لاش سر عام جلا دی ہوتی
اتنی نفرت تھی تو پیار سے دیکھا کیوں تھا
مجھے پہلے ہی میری اوقات بتا دی ہوتی
افضال احمد عباسی۔ راولپنڈی

محمد یوسف کے نام
یہ کون سی منزل ہے یہ کون سا مقام ہے
آنکھوں میں کوئی چہرہ ہونٹوں پر کوئی نام ہے
مجید احمد جائی۔ ملتان

کسی اپنے کے نام
اگر جدائی کی خبر ہوتی تیرے پیار سے پہلے
میں مرنے کی دعا کرتا تیرے دیدار سے پہلے
محسن عزیز حکیم۔ کوٹھ کلاں

تمام مسلمانوں کے نام
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات
شفیق اقبال۔ کرک

اپنی جان کے نام
وہ رات درد اور ستم کی رات ہوگی
جس رات رخصت ان کی بارات ہوگی
اٹھ جاتے ہیں یہ سوچ کر ہم نیند سے اکثر
اک غیر کی بانہوں میں میری ساری کائنات ہوگی
سراج خان۔ کرک

کسی اپنے کے نام
شکوہ کریں تو کس سے بے وفائی کا
ٹھوکر لگی اپنوں سے غیروں سے گلہ کیا کریں
محمد اسحاق انجم۔ کنگن پور

کسی اپنے کے نام
تم نے زمانے کے ڈر سے دوست ہمیں چھوڑ دیا
ہم بھی تو دنیا والوں کی ہر بات گوارا کرتے ہیں
محمد اسحاق انجم۔ کنگن پور

این کے نام
میرے فراق کے لمحے شمار کرتے ہوئے
لکھ چلے ہیں تیرا انتظار کرتے ہوئے
یہ تجھے خبر نہیں ہے کہ کوئی لوٹ

مسز ثانیہ افضال کے نام
دوست تو رخصت ہو جاتے ہیں
یہ دوستی کے پل ہمیشہ یاد آتے ہیں

آئینہ روبرو

ش. کرن چوکی سے لکھتی ہیں۔ اسلام علیکم۔ سب سے پہلے تو جواب عرض کے تمام سٹاف اور قارئین سلام قبول ہو پھر اس کے بعد میں سب کو دلی مبارکباد دیتی ہوں کہ ہم سب مسلمانوں کا پیارا مہمان ماہ رمضان المبارک کے مہینے کی آمد آمد ہے سب کو بہت بے چینی سے انتظار ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر مسلمان کو اس پاک بابرکت مہینے کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین اس کے بعد میں آپ کو ایک اور جو کہ خواتین کے لیے شاید خوشی کی بات ہے میں نے ایک کوپن لکھ کر بھیجا ہے جو کہ۔ جواب عرض کا سترخوان۔ بہت مزے مزے کے کھانے بھیجے ہیں جو آپ سب کو رمضان کی خوشی میں اضافہ کریں گے اب ادارہ جواب عرض سے گزارش ہے کہ وہ میرے اس کوپن کو اور اس لیٹر کو جو کہ خاص لکھا ہے جون میں شائع کر دیں تو مہربانی ہوگی نئے لکھنے والوں کو ویلکم جی ماشاء اللہ آتے جائیں محفل کی خوشی دوگنی ہو رہی ہے اور بہت خوش اخلاق اور خوش مزاجی سے شامل ہوتے جائیں آپ سب کو ویلکم کہتے ہیں پھر پرانے رائٹروں کا حق بنتا ہے کہ وہ نئے آنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ ان کو کچھ حوصلہ ملے اور ان کی جھجک ختم ہو جائے اور وہ بھی ہماری طرح اس محفل میں بنا سوچے لکھتے جائیں اور ان کی خواہشات پوری ہوں۔ لیڈیز قارئین میں بہت جلد آپ کی خدمت میں جواب عرض میں ایک اور کوپن بھجوں گی جو کہ امید ہے ضرور پسند کیا جائے گا وہ ہے۔ بیوٹی ٹپس۔ قارئین جنہوں نے میری کہانی لاوارث کو پسند کیا ان کی میں بہت مشکور ہوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بہن بھائیوں کو خوش رکھے میں سب کے لیٹر پڑھ چکی ہوں کسی ایک کو جواب دینا ناانصافی ہے اور سب کو جواب دینا لیٹر طویل ہوگا اور پھر شائع نہ ہونے کا خطرہ۔ خیر ایسا تو کبھی ہوا ہی نہیں کہ کسی کا لیٹر شائع نہ ہوا ہو بلکہ خوشی ہے اس بات کی یہ ہماری اس محفل میں چار چاند لگتے جا رہے ہیں مگر افسوس بھی ہے کہ کچھ نئے رائٹر آ رہے ہیں اور پرانے غائب ہوتے جا رہے ہیں پرانے رائٹروں سے ریکویسٹ ہے کہ اپنی موجودگی میں ان نئے لکھنے والوں کو کچھ نہ کچھ تو تلقین کریں تاکہ ان کی نولج میں اضافہ ہو۔ خیر ادارے کے پاس میری کچھ تحریریں شاعری اور کہانیاں پڑی ہیں میں کبھی نہیں کہوں گی کہ میری کہانیاں لگائیں میری کہانیوں کو پسند کرنے والے خود ہی ادارے سے کہہ سکتے ہیں۔ باقی کوپن اور لیٹر تو ضرور کہوں گی اپنے لیے نہیں اپنے قارئین کیلئے کہوں گی۔ اور امید ہے کہ میری ان باتوں کا سب کو کچھ نہ کچھ تو اثر ہوا ہی ہوگا خط نہ کرتے کرتے پھر بھی لمبا ہو ہی گیا ہے پلیز شائع کر دینا میں نے کسی کی کوئی دل شکنی نہیں کی دل جوئی کی ہے شازیہ گل کیسی ہیں آپ اور نرگس ناز۔ گلشن ناز۔ اے آر راحیلہ آپ بھی آ جائیں واپس بہت انجوائے کر لیا ہے ہماری محفل سے دور رہ

کر جلدی سے واپس آجاؤ مہربانی۔ باقی تمام قارئین کو سلام اور جواب عرض دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

مس کشور کرن ہم نے آپ کا لیٹر اور کوپن لگا دیا ہے اور بہت جلد آپ کی کہانیوں کی باری بھی آجائے گی آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔منیجر ریاض احمد۔

راشد لطیف صبرے والا سے لکھتے ہیں ماہ مئی کا جواب عرض میرے ہاتھوں میں ہے خوبصورت ٹائٹل ہے اسلامی صفحہ اور ماں کی یاد کی کیا بات ہے کہانیوں میں۔۔پاگل محبت ڈاکٹر شازیہ۔۔۔سب وفا کون۔ یہ کیسا عشق تھا۔۔محبت کو سلام سیف الرحمن زخمی۔کوئی درد سنبھالے میرے۔۔لاوارث آپی کشور کرن۔۔میں کیا کروں۔واردات عامر وکیل جٹ بھی کتابوں میں پھول رکھنا انتظار حسین ساقی اور شاہد رفیق کی فریبی محبت بہت پسند آئی میری دعاؤں کا اثر ہے لکھتے رہو۔غزلوں میں نظموں میں شاہد رفیق سہو۔۔واجد چوہان۔۔آپی کشور کرن۔۔چھا گئے ہیں کہانیاں سب کی اچھی تھی ریاض بھائی آپ کی محنت کو سلام کرتا ہوں میرے بہن بھائیو اپنے دل میں کسی کے لیے کھوٹ نہ رکھو جواب عرض سب کے لیے برابر ہے ہر کسی کو اس نے جگہ دینی ہے اور معیار بھی دیکھنا ہے چار دن کی زندگی خوش ہو کر جیو شاہد رفیق تیری دوستی اچھی لگی۔

جبیں راؤ بہاولنگر سے لکھتی ہیں۔ ماہ مئی کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے اچھا ٹائٹل تھا کہانیوں میں میرا ہجر کب جائے گا۔شاہ اجالا۔۔یہ کیسا عشق تھا مقصود احمد بلوچ فریبی محبت شاہد رفیق سہو۔۔۔پاگل محبت ڈاکٹر شازیہ۔ماجدہ کنول بدقسمت کرن منڈی عثمان والا۔۔لاوارث آپی کشور کرن چوکی کی جواب عرض میرا پسندیدہ رسالہ ہے پچھلی بار میں نے خط لکھا تھا کہ آپ نے شائع نہیں کیا اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کر دیں ہر ماہ جواب عرض لیتے ہیں یہی تو اک سہارا ہے۔

مس جبیں دیکھیں ہم ہر لیٹر شائع کرتے ہیں آپ کا شکوہ اپنی جگہ ٹھیک ہے مگر جب کسی کا لیٹر لیٹ ہو جاتا ہے تو وہ اگلے شمارے میں ہی لگ سکتا ہے پندرہ تاریخ تک تمام لیٹر مل جانے چاہیں ورنہ ہم اگلے شمارے کی تیاری مکمل کر چکے ہوتے ہیں۔منیجر ریاض احمد لاہور

کاشف اعوان عبدالحکیم لکھتے ہیں۔ ماہ مئی کا جواب عرض میرے ہاتھ میں ہے اور سب کی بہت اچھی کہانیاں ہیں ہمارے شادی رفیق سہو کی فریبی محبت ایک سبق ہے آپی کشور کرن کا بھی میں فین ہوں ان کی کہانیاں بھی اچھی ہوتی ہیں میں فاشہ کیسے بنی عاصم ہوتا۔ جو آپ نے اب تنقید کی ہے نمبر دل والی پہلے آپ کے نمبر بھی لگ چکے ہیں اس وقت تو آپ کی آواز نہیں نکلی جب خود جواب عرض والوں نے نمبر بند کر دیئے ہیں تو آپ حاجی صاحب بن گئے ہیں اور آپ کو شرم آنی چاہیے ہماری بہنیں مائیں رابطہ کرتی ہیں کیا وہ اتنی گری ہوئی ہیں انہی کی بدولت عزت ملی ہے امید ہے آپ غور کریں گے اور ریاض بھائی کا بہت مشکور ہوں جو ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔۔

کاشف صاحب دیکھیں ہم کسی کے خلاف کچھ شائع نہیں کر سکتے اور لیٹر سوچ سمجھ کر لکھا کریں اور صرف رسالے کے موضوع پر ہو رسالے سے ہٹ کر لیٹر شائع نہیں ہوگا۔منیجر ریاض احمد لاہور۔

صدام سراج دین پور سے لکھتے ہیں ماہ مئی کا شمارہ خرید ابہت ہی اچھا ٹائٹل تھا کہانیاں بہت ہی
ں فریبی محبت شاہد رفیق سہو کی لاجواب سٹوری تھی کہ کیسا عشق تھا مقصود احمد بلوچ میرا ہجر کب
ثناء اجالا ۔لاوارث آپی کشور کرن پتوکی کی ۔کچے گھروندے سیدہ امامہ علی باقی بھی سب
ں اچھی تھی جواب عرض کی بات ہی نرالی ہے۔
بدر رفیق سہو کبیر والا سے لکھتے ہیں۔اسلام علیکم ۔امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے
منتوں سے ماہ مئی کا شمارہ بہت جلد ڈاکیہ دے گیا ٹائٹل والی حسینہ تیار ہو کر کسی کی راہ دیکھ رہی
ں کے بعد اسلام صفحہ پڑھا دل کو سکون ملا ماں کی یاد میں افسانہ کنول آپ کی اچھی باتیں اللہ کی
ں منظور ہوں آمین ۔کہانیوں میں ۔۔عاشی ۔۔ہمارے مرحوم انکل محمد فقیر بخش صابر بہت اچھی
ن ۔۔۔کبھی کبھی پیار میں شگفتہ ناز ۔۔۔پاگل محبت ڈاکٹر شازیہ شفیق ۔۔۔محبت میں پاگل
ں ۔۔۔کچے گھروندے سیدہ امامہ علی ۔۔۔میرا ہجر کب جائے گا ثناء اجالا ۔۔تم بھول گئے
ز ۔۔۔اجنبی محبت فیصل شیرازی ۔۔۔۔یہ کیسا عشق تھا مقصود احمد بلوچ ۔۔۔شہر خموشاں
سیال ۔۔۔ایمانداری محمد ظریف احمد ۔۔۔بدقسمت کرن منڈی عثمان والا ۔۔۔وہ محتسب تھا
ں ناز ۔۔۔آپ کی سٹوریاں مجھے پسند ہیں آپ نے خوب محبت کی ہے میری طرف سے
باد لکھتے رہنا ہے جواب عرض کا ساتھ نہیں چھوڑنا تنقید سے نہیں گھبرانا میں آپ کے ساتھ
، دوستوں نے خط میں یاد کیا ان کا شکریہ محمد افضل آزاد ۔علی حسنین دکھی ۔سویرا فلک
نین شاکر ۔خضر حیات ۔اسد عباس ۔شازیہ گل ان سب کا شکریہ ۔۔آپی کشور کرن جی
201 دیوی نمبر جس میں آپ کی کہانی دوست ہے وہ میرے پاس ہے آپ نہیں تو بھیج دیتا
ریاض احمد کا بہت شکر گزار ہوں کہ مجھے اپنی بزم میں جگہ دیتے ہیں جہاں بھی رہو سب خوش
ن خوشیوں کا طلبگار۔
سوم ، نام نہیں لکھا۔سر ریاض احمد جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام امید کرتی ہوں کہ ریاض
ن کی پوری ٹیم خیریت سے ہوں گی ماہ مارچ کا شمارہ پڑھا بہت اچھا تھا جواب عرض کے لکھنے
ت بہت محنت کر رہے ہیں خاص کر کے آپی کشور کرن جی سے بہت اچھا لکھتی ہیں ان کے
تا شمارہ پورا پڑھا بہت اچھا لگا تمام تر کہانیوں بہت اچھی تھیں جن میں وہ شخص قیامت تھا محمد
ب دل ننکانہ صاحب ۔۔اجڑ گیا ہنستا بستا گھر شوکت علی انجم سلھیں منڈی ۔۔ٹھہری زندگی
بانی ناصر اقبال خٹک ضلع کرک ۔۔۔تنہائیاں امداد علی عباس میر پور خاص ۔۔۔سکھ نام
ے مسرت شاہین سرگودھا ۔سچا انسان محمد رمضان بنٹی سونی ٹیس ۔۔۔۔اور ایسا بھی ہوتا
ل ۔۔۔سوری غلطی ہو گئی خرم شہزاد مغل اس کے علاوہ اندھا عشق سیدہ امامہ کھونہ سے اور
ے زندگی بہت اچھی تھیں قارئین میں بھی بہت جلد اپنی ایک سٹوری کے ساتھ آؤں گی مجھے
ہ آپ سب کو پسند آئے گی اور میری حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ میں آئندہ بھی لکھ سکوں
م مگر اپنے کسی بڑے بزرگ کی کاپی بھیجی ہے جن کا نام علی اصغر حسن ابدال اٹک سے ہیں۔

ناصر اقبال خٹک کرک سے لکھتے ہیں۔ جناب ریاض احمد صاحب کو اور تمام ٹیم کو سلام قبول ہو میں ان سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری تحریری کو پسند کیا میں آزاد کشمیر کے محمد فضل زخمی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ پہلے کی طرح حوصلہ افزائی کریں کال میں کیا کرونگا آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ آپی کشور کرن جی شاید آپ بہت بڑی رائٹر بن گئیں ہیں آپ یقین کریں مجھے آپ کی کہانیاں بہت پسند ہیں اگر ممکن ہو سکے تو پلیز بھائی کا شکریہ ادا کر دیا کریں آپ کا شاگرد بننا چاہتا ہوں میں لکھنے میں ہزاروں مہینے ضائع کرتا ہوں کوشش بھی کرتا ہوں کہ آپ کی طرح لکھوں لیکن پھر بھی نہیں لکھ پاتا پلیز میری رہنمائی کریں میں ان بہنوں کو بھی سلام کرتا ہوں جنہوں نے میری بہن کو کال کر کے میری تعریف کی جس میں اقرا، گوندل رانی۔ صائمہ چوہدری۔ اے کے۔ بھابھی رخسانہ لبنی۔ فوزیہ منڈی بہاؤالدین مقدس شیخوپورہ سے آپ سب کا شکریہ۔ باقی دوستوں سے عرض ہے کہ میرا نمبر دوست کمپنی کی طرف سے اشیو ہوا ہے دوبارہ بحال ہوگا پریشان نہ ہوں میرا دوسرا نمبر بھی ہے سب پیغام مجھے دیتا رہتا ہے آپ کی محبتوں کا پیغام باقی میں فوزیہ۔ دین محمد بلوچ۔ ثنا اجالا۔ انتظار حسین ساقی رفعت محمود۔ محمد عرفان ملک۔۔ سلیم اختر۔ یا سر وکی۔ سراج الحق۔ آف کرک۔ آصف ذکی۔ عمر حیات شاکر۔ رابعہ ذوالفقار۔ مجید احمد جائی۔ بھائی یونس ناز۔ ملک عاشق۔ عافیہ گوندل۔ ڈاکٹر ایوب۔ راشد لطیف۔ عائشہ نور محمد ابوہریرہ۔ عائشہ علی۔ آفتاب عالم خٹک۔ معاویہ عنبر و تو۔ محمد سلیم تگن پور۔ اے آر رانی۔ انجم خٹک۔ سب کو محبتوں بھرا اسلام اور مجھ سے رابطہ کریں اور ہمیشہ لکھتے رہیں۔

ثانیہ جڑانوالہ فیصل آباد سے لکھتی ہیں۔ اسلام علیکم۔ ریاض بھائی کیسے ہیں آپ امید کرتی ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے بھائی میں جواب عرض کی خاموش قاری ہوں بھائی میں دو سال سے جواب عرض پڑھتی آ رہی ہوں آج دل کے کہنے پر میں آپ کے جواب عرض کے لیے کچھ لکھ رہی ہوں بھائی میں نے ایک دو سٹوری بھی لکھی ہیں وہ بھی جلدی بھیج دوں گی آپ کو بتا جانے کی بھائی جواب عرض ایک ایسا رسالہ ہے جس کو پڑھنے سے غم دور ہو جاتے ہیں میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ ہی اس محفل کو چلاتے رہیں بھائی اپنی زندگی میں کچھ بننا چاہتی ہوں لیکن میں بہت غریب ہوں پلیز جواب عرض والوں اور تمام پڑھنے لکھنے والوں سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں میں اپنے بھائی وقاص انجم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں کہ بھائی آپ نے مشکل وقت میں میرا بہت ساتھ دیا ہے بھائی آپ اتنا احسان نہ کریں آپ کی بہن آپ کے احسان کیسے اتارے گی بھائی یہ سب باتیں میں آپ کو کال پہ بھی بول سکتی تھی لیکن نہیں میں سب کے سامنے کہتی ہوں کہ آپ اور احسان نہ کرنا پہلے ہی آپ نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے اب نہ کرنا پلیز بھائی وقاص انجم اگر میری باتیں آپ کو بری لگیں ہیں تو یہ بہن آپ سے معافی مانگتی ہے اور اپنی امی کے لیے دعا گو ہوں کہ اے اللہ میری امی کا سایہ میرے سر پر ہمیشہ رکھنا میں تمام قارئین سے کہتی ہوں کہ میری امی کے لیے دعا کریں اللہ وقاص انجم بھائی جیسے بھائی ہر ایک کو دے آمین آخر پر جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ یہ دن دگنی رات

چوگنی ترقی کرے آمین۔۔

غانیہ میڈم آپ لکھیں ہم انشاء اللہ شائع کرتے جائیں گے ٹینشن مت لیں۔ منتظر۔ لاہور

حاجی ایم ڈی اعوان گولڑوی لاہور سے لکھتے ہیں۔ اپریل کا شمارہ گڑھی شاہو سے خریدا پڑھ کر بہت اچھا لگا۔۔۔ ایم عمر دراز کی لکھی ہوئی داستان دل کو بھا گئی۔۔۔ اور شاہد رفیق سہو کی داستان لاجواب تھی۔۔۔ اور پیارے دوست دین محمد بلوچ کی قلم سے ترتیب دی ہوئی دستان بہت زیادہ پسند آئی۔۔۔ اور لبنیٰ سرور کی شاعری بھی دل کے آنگن جگا گئی۔۔ اشعار بھی لاجواب تھے۔۔ بھائی ایم جبرائیل دیوانہ اور شوخ رائٹر کافی عرصہ سے نظروں سے اوجھل ہے آصف سانول سے تین دن پہلے بات ہوئی تھی اداسیوں میں ڈوبا ہوا لگ رہا تھا دراصل وقت بے رحم ہے تھم نہیں سکتا۔ اے ڈی تارڑ کی لکھی ہوئی غزل پسند آئی ایم جنید جانی پشاوری نے بھی خوب لکھا پرنس کی ڈائری بھی لاجواب تھی شاہد رفیق سہو کے ماموں کی وفات پر گہرا دلی افسوس ہوا ہے خدا ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین راشد لطیف صبر ے والا آپ سے تیج ملتے رہتے ہیں سدا خوش رہو بھائی غازی خاں محمود شاکر جعفری آپ کی دعائیں ملتی رہتی ہیں آپ کی دعا ہی میرے لیے جنت سے کم نہیں ہیں بہت نوازش میرے بھتیجے عمران جعفری کو اور اپنے دوست قمر عباس کو میری طرف سے دعائیں سلام ویٹ ماہنامہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو ڈھیروں سلام دعا میں آپ سب کی محبتوں کا طلبگار۔

ایم ظہیر۔ جنڈ۔ اٹک سے لکھتے ہیں جواب عرض کے تمام سٹاف کو قارئین کو محبتوں بھرا سلام جواب عرض کا میں بے تابی سے انتظار کرتا ہوں اب بھی جب خریدا تو اپنی تحریر نہ پا کر کافی افسوس ہوا بہر حال آپ سے زبردستی تو نہیں کرسکتا اپریل کا عذاب محبت نمبر ملا پڑھا سب کی تحریریں اچھی تھیں جو تحریر تاپ پر تھی وہ وہ یہ ہے بے جان سی زندگی چاند اور چاندنی پیار کا سراب اچھی مثال آپ بھی مزید اچھے لکھتے رہیے کا شاعری میں غزلوں میں مسرت شاہین رباب حافظ اعجاز احمد سب کے نام شامل نہیں کرسکتا اس لیے سب کو سلام اپنی ایک کاوش پر مبارکباد ہو آپ کو کشور کرن جی محبتوں بھرا سلام ہو آپ کی کہانیاں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں اس بار آپ کی کہانی نہیں تھی آپ لکھتی رہا کریں خدا حافظ۔

ظہیر صاحب آپ پریشان نہ ہوں آپ کی تحریر جلدی لگا دیں گے شکریہ۔۔ منتظر ریاض احمد لاہور

ارسلان آرزو وجرانوالہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم جناب ریاض احمد صاحب اور جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام میں پڑھتا ہوں اور مجھے نہیں پتا مجھے جواب عرض سے اتنی محبت کیوں ہے ویسے تو جواب عرض وہ لوگ پڑھتے ہیں جن کے دل ٹوٹے ہوں پھر محبتوں میں زخم کھائے ہوں میں نے نہ تو کسی سے محبت کی ہے اور نہ ہی کسی سے پیار کیا ہے اور نہ ہی ہوسکتا ہے میں قسم تو نہیں دے سکتا پیار تو کبھی بھی ہو جاتا ہے لیکن ابھی نہیں ابھی تو میں پڑھتا ہوں اپنے ماں باپ کا نام روشن کرنا چاہتا ہوں یہ جواب عرض میرے دل کی دھڑکن بن چکا ہے اتنی چھوٹی سی عمر میں ہی ریاض بھائی مجھے خط لکھنے کا طریقہ تو نہیں ہے لیکن پھر بھی میں اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ لیکر آپ کی دھی بزم میں شامل ہو رہا ہوں اگر لکھنے میں کوئی بھی غلطی ہو تو جواب عرض کی ٹیم سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے معاف کر دینا ماہ اپریل

کا شمارہ پڑھا۔شمارہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے جو کے میں نے ابھی تک پورا نہیں پڑھا لیکن سٹوری نیم یہ ہیں۔۔۔مجھے یاد رکھنا رینا محمود میں نے آپ کی سٹوری پسند کی ہے میری دعا ہے کہ آپ اس سے بھی اچھا لکھیں اس کے بعد۔۔۔محبت کامیاب نہ ہو سکی صبیحہ فیصل آباد کی سٹوری تھی صبیحہ جی ویری گڈ اس کے بعد۔۔۔سکھ نال نصیباں دے ایم جاوید نسیم چوہدری کے ایک ایسا شخص انسان کی زندگی میں آتا ہے جیسے انسان دل و جان سے پیار کرتا ہے لیکن جب وہی انسان بے وفائی کرتا ہے تو کتنا دکھ ہوتا ہے اس کے بعد۔۔۔بکھری زندگی عزت کی قربانی ناصر خٹک ترک صاحب آپ کی سٹوری بھی کمال کی تھی اس میں بہت سارا درد چھپا ہوا تھا اور پھر وہ کیا تھا جو مجھے پسند آیا ان میں سے یہ ہے یہ کہانی تو میں بھول ہی گیا۔۔۔اجڑ گیا بستا بستا گھر شوکت علی انجم نے اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا تھا انجم بھیا آپ کی کہانی کمال کی کہانی بھی بہت پسند آئی اور بھی کہانیاں مجھے پسند آئی ہیں۔

یوں کہو اس ماہ کا جواب عرض کی کیا بات ہے اس کے ساتھ دعا ہوں ہوں۔۔۔اوہ۔۔۔ہو۔۔۔ایک بات بتانا تو بھول ہی گیا تھا۔۔۔ٹی کشور کرن جی آپ کی کہانی یا کوئی تحریر نہ تھی میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ماہ مئی میں آپ کی دھنی تحریر پڑھنے کو ملے اس کے ساتھ دعا گو ہوں کے جواب عرض کے تمام رائٹرز کو اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے اور بھائی وقاص انجم اس کی فیملی کے لیے دعا گو ہوں ہوں کے ان کی سب پریشانیاں دور ہوں اب تک کے لیے اتنا ہی کافی ہے دعا ہے کہ جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔

ایم یعقوب ڈیرہ غازیخان سے لکھتے ہیں۔اسلام علیکم۔جناب بڑے بھائی ریاض احمد صاحب کیسے ہیں آپ اور مزاج گرامی کیسے ہیں امید ہے کہ ٹھیک ہی ہوں گے بڑے بھائی جی لگتا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے جو آپ کال بھی نہیں سنتے بھائی پیار کا رشتہ دور بیٹھے فون پر ہی نمایا ہوتا ہے پلیز کر جانے انجانے میں کوئی گستاخی ہوئی ہو تو پلیز معاف کریں امید ہے کہ آپ معاف کر دیں گے میری زندگی جواب عرض سے جڑی ہوئی ہے اور جواب عرض کے دوستوں کے لیے ہے کہاں ہو سب کے سب لگتا ہے سب کے نمبر بلاک ہو گئے ہیں اور میری دنیا آج سے چودہ سال پہلے بھی جواب عرض تھا اور آج بھی جواب عرض ہی ہے میں آج جو بھی ہوں جواب عرض اور بڑے بھائی ریاض احمد کی بدولت ہوں میرے دل کی خواہش پوری ہوئی کہ نمبروں والا سلسلہ ختم ہو گیا جس سے طرح طرح کے مسئلے درپیش تھے اور سب پڑھنے والے حضرات جواب عرض میں ہی اپنی رائے دیتے اور آخر میں اپنی ایک جی بہت اداس ہوں ایسے لگتا ہے زندگی ویران جنگل نما ہو گئی ہے پلیز اید میرے دوست کی باتوں پر دھیان مت دینا پتہ نہیں وہ کیا کیا کہتا رہا اس کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں سوری پلیز ایک بار حال بانٹ لو آخر سب دوستوں کو سلام اور جواب عرض کی پوری ٹیم و عقیدت بھرا اسلام۔

ایم یعقوب صاحب نہ تو ہم کسی سے ناراض ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کو نظر انداز کرتے ہیں بس ہر اک کو جگہ دینی پڑتی ہے جو ہر کسی کی باری آنے پر ملتی جا رہی ہے آپ کی باری آنے پر آپ کو انشاء

اللہ جلدی جگہ دیں گے آپ پریشان نہ ہوا کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔منیجر ریاض احمد لاہور

پرنس عبدالرحمن گجر مین رانجھا سے لکھتے ہیں ماہ اپریل کا شمارہ ملا جو کہ میرے ہاتھ میں ہے مکمل پڑھ لیا ہے جو کہ بہت ہی اچھا تھا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد کہانیوں کی نگری میں آیا جس میں میرے دوست۔۔شاہد رفیق۔۔خرم شہزادا۔۔یم عمر درزاز آکاش کی کہانیاں پڑھی اس کے بعد۔۔عافیہ گوندل سیدہ امامہ۔۔مسرت شاہین کی کہانیاں بھی اچھی تھیں۔۔۔ریناِ محمود آج کل پرانے رائٹر نظر ہی نہیں آتے باقی تحریریں بھی کافی اچھی تھیں اور ان لوگوں کا شکریہ جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور انکل جی جواب عرض جلدی شائع کیا کریں کچھ پرانے کالم بند کر دیں اور آخر میں مصباح لاہور۔سلمیٰ جہلم سائمہ کو سلام خصوص۔

سیدہ امامہ علی۔راولپنڈی کہوٹہ سے لکھتی ہیں تمام قارئین اور رائٹرز اور ممبران کو سیدہ امامہ علی کا سلام اور ڈھیروں دعائیں قبول ہوں میں کوئی بہت پرانی رائٹر نہیں ہوں جواب عرض کی مگر کوئی دو سال پہلے میرے ہاتھ میں آیا تب سے آج تک اس نگینے میں موتیوں کی طرح جڑ چکی ہوں چار سال پہلے میں نے اپنی چھ تحریریں ایک ادارے کو بھیجی تھی انہوں نے رد کر دیں پھر میرا دل اتنا ٹوٹا کہ میں نے کبھی نہیں لکھا مگر جب جواب عرض پڑھا تو مجھے لگا یہاں ضرور کچھ لکھ کر بھیجوں گی ہو سکتا ہے یہ وہی روشنی ہو جو میری انگلی تھام کر مجھے میری منزل تک لے جائے پھر میں نے ہمت کی اور اپنی پہلی تحریر ادھوری محبت پوسٹ کر دی چھ ماہ ویٹ کیا کہ اگر لگی تو مزید لکھوں گی وہ لگ گئی پھر جب اپنی آنکھوں سے اپنی تحریر دیکھی تو مجھے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ میری کاوش رنگ لائے گی پھر میں نے کچھ نہ سوچا اور کوئی وسوسہ ڈالے بغیر ہی لکھتی گئی جو کہ بے شک آپ کی نظروں سے گزرتا رہا اور انشاء اللہ لکھتی ہی رہوں گی۔۔۔آپی کشور کرن جی نے بالکل سچ کہا تھا کہ آپ یہ نہ سوچیں کہ آپ سنتے ہیں پتہ نہیں جلد مے یا نہیں صرف یہ سوچیں کہ آپ کے اندر لکھنے کی صلاحیت ہے اور اسے ہر صورت میں پورا کرنا ہے منوانا ہے بس پھر دیکھیں کیونکہ کوئی ایک آپ کے راستے میں پتھر پھینکے گا تو دوسرا بڑھ کے ضرور آنے کا صرف عمل کا دامن نہ چھوڑیں میں ادارے کے ساتھ ساتھ ان رائٹرز حضرات کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جو مجھے پڑھتے ہیں اور رائے دیتے ہیں ذیشان علی صاحب۔۔عتیق رضا۔اور فنکار شیر زمان۔بہت شکریہ میری تحریر پسند کرنے کا اس کے علاوہ جناب پرنس مظفر شاہ چینیز بات ذرا ہو جائے تھی ایک تو آپ شاہ ہیں اور اوپر سے پرنس بھی اس لیے تنقید ایسی کریں کہ جس کی وجہ سے کسی کے دل کو ٹھیس نہ پہنچے شکریہ آخر میں سب کو سلام۔۔

مس سیدہ امامہ آپ کا مسئلہ بھی بہت جلد حل ہو جائے گا۔شکریہ۔۔منیجر ریاض احمد لاہور

مہر اللہ رکھا جوئیہ کبیر والا سے لکھتے ہیں اسلام علیکم پیارے ریاض بھائی صاحب امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام اس کے ساتھ جڑے تمام ممبران کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو اپریل کا شمارہ مجاہد کتاب گھر کبیر والا سے ملا بہت اچھا ٹائٹل تھا سب سے پہلے اسلامی صفحہ ایمان تازہ کیا پھر کہانیوں کی طرف آیا سب سے پہلے۔۔۔عذاب محبت دین محمد

بلوچ اچھی سٹوری لکھنے پر مبارکباد۔۔۔ایسا بھی ہوتا ہے خرم شہزاد مغل۔۔۔اندھا عشق سیدہ امامہ علی نقوی۔۔۔بے جان ہے زندگی ریاض حسین شاہد۔۔۔چاند اور چاندنی شاہد رفیق سہو آل دا بیسٹ مجھے یاد رکھنا ریناء محمود قریشی میر پور سندھ باقی جو مجھے کہانی شمارے کی جان تھی وہ۔۔۔بکھری زندگی عزت کی قربانی۔ بہت اچھی کہانی تھی باقی سب رائٹروں نے بھی خوب محنت کی آخر میں قارئین اور جواب عرض کی ٹیم کو سلام۔

کنول جی تنہا گگو منڈی سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم انکل جان کیسے ہیں آپ جواب عرض کی حسین دنیا میں مگن ہوں گے انکل صاحب میں جواب عرض کی محفل میں پہلی بار آیا ہوں مجھے جواب عرض سے متعارف کرانے والے میرے پیارے بھائی ابرار احمد آرائیں گگو منڈی اور بھائی راشد لطیف صبرے والا ملتان مجھے بہت اچھا لگا کہ میں جواب عرض میں اپنی شاعری شائع کروانے جا رہا ہوں انکل ریاض جان یقین کرتا ہوں کہ آپ میری ذاتی شاعری اور خط وغیرہ ضرور شائع کریں گے اس سے میری حوصلہ افزائی ہوگی اور انکل صاحب میں ایک اپنی کہانی بھی لکھ رہا ہوں اس کہانی کا نام اچھا لگے تو آپ کوئی اور رکھ سکتے ہیں انکل جی یہ کہانی نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے انکل جی میرے ایسا ہو چکا ہے انکل جی آپ میرے ساتھ بیتی ہوئی کہانی پڑھ گے تو انکل جی آپ حیران ہو جائیں گے کہانی میں مئی کے آخر میں بھیجوں گا ابھی تو صرف تین ورق لکھے ہیں میں نے باقی بھی لکھ رہا ہوں انکل جی پہلے بھی بہت شعر اور غزلیں لکھیں ہیں آپ کو ارسال کر چکا ہوں لیکن آپ نے شائع نہیں کی انکل جی ہم سے کون سی ایسی غلطی ہوگئی ہے جو آپ ہماری شاعری شائع نہیں کرتے آخر میں سب قارئین کو سلام جن میں چند جان سے پیارے انکل ریاض احمد۔۔۔آپی کشور کرن پتوکی۔ راشد لطیف۔ ابرار احمد آرائیں فوزیہ کنول اور باقی سب کو سلام۔

کنول جی تنہا صاحب آپ اگر پہلی بار آئے ہیں تو ہم آپ کو ویلکم کہتے ہیں اور آپ ضرور لکھیں ہم شائع کرتے جائیں گے اور آپ کی خواہش پوری کرتے جائیں گے۔۔۔۔۔ منیجر ریاض احمد

محمد ندیم میوانی پتوکی سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم خدا کے فضل و کرم کے طفیل امید کرتا ہوں کہ آپ سب سٹاف جواب عرض کے لکھاری اینڈ قارئین خیر و عافیت سے ہوں گے اپریل کا شمارہ شدت کے انتظار کے بعد نو اپریل کو ملا ٹائٹل خوبصورت تھا اسلامی صفحہ سے ایمان تازہ ہوا پھر کہانیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا خطوط کی محفل میں آیا۔۔۔اوہ آپی کشور کرن جانے کا نام سن کر کیوں اتنا ڈر رہی ہیں میں بورے والا میں رہتا ہوں اتنی جلدی نہیں آؤں گا آپی آپ پریشان نہ ہونا میں زیادہ نہیں کھاتا بس دس بارہ روٹیاں اور پانچ سات کلو گوشت۔۔۔اوہو۔ آپی جان پھر ڈر گئی ذرہ مت یہ سب تو میں آپی سلمی کریم میوانی کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی کھاؤں گا انکل ریاض حسین شاہد قبولہ شریف کافی عرصہ بعد جواب عرض میں نظر آئے ہیں یعنی دسمبر 2013 میں آپ کی سٹوری آئی تھی پلیز اب غائب نہ ہونا آپ ہمارے رہبر ہیں کیونکہ میں نے آپ کی حوصلہ افزائی سے ہی لکھنا شروع کیا تھا اور آپ ہی وہ پہلے رائٹر ہو جن سے ہم گھر جا کر ملے تھے تبھی سے آپ ہمارے انکل جان بن گئے ہیں یا سروی جی

کیا بات ہے کیا مجھے مل کر اچھا نہیں لگا جو یوں ملاقات کے بعد بے رخی دکھا رہے ہو۔ ابوہریرہ بھوچ کب آ رہے ہو ہمارے پاس شدت سے انتظار رہے گا اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ نمبروں سے پاس کرے آمین۔ میں آپ کو اپنے شاہین گروپ میں خوش آمدید کہتا ہوں دھرنا جواب عرض میں بھی دینا ہے باقی ٹائٹر میں خطوط کے جواب ایڈیٹر صاحب دیتے ہیں ہمارے خطوط کے جواب ہمارا ایڈیٹر کیوں نہیں دیتا اگر آپ سب ہمارا ساتھ دیں تو دھرنا کامیاب ہو سکتا ہے یہی گزارش ہے میری محمد ندیم عباس ڈھکو۔ ایک وکیل عامر جٹ۔ ڈئیر مصباح کریم میوانی۔ اینڈ تمام لکھاری قارئین سے ہے سب کی لبیک کا منتظر ہوں والسلام دعاؤں میں یاد رکھنا۔

ندیم صاحب دھرنا دینے کی زحمت مت کرو ہم جواب دے رہے ہیں اور دیتے جائیں گے۔

منیجر ریاض احمد لاہور

محمد بلال عباسی بستی خمیسہ سے لکھتے سلام نہ کروں تو محفل میں شامل ہونے کا مزا ہی نہیں آتا اس لیے سب کو اسلام علیکم۔۔ حماد ظفر بادی بہاولدین کی چھوٹی سی تحریر ماں کی یاد میں بہت پیاری تھی ایک پیاری ماں کی طرح ماں تو ماں ہی ہوتی ہے بچہ چاہے جوان ہو کر بوڑھا ہی کیوں نہ ہو جائے ماں کی نظر میں بچہ ہی ہوتا ہے اور شہزادہ عالمگیر کی خواہش پوری ہوئی دوستو کے لیے ایک بات لوگوں کی نظر میں میری نظر میں نہ لڑکے بے وفا ہوتی ہے نہ لڑکا بے وفا ہوتا ہے بچھڑنا تو نصیب کا کھیل ہے لیکن محبت کو تو بدنام ہونا ہی ہوتا ہے۔ شاہد رفیق سہو کی تحریر چاند اور چاندنی اس کے بارے میں تو یہی عرض ہے۔ عشق کی قدر نہ تھی اور نہ ہی کرتے ہیں یہاں لوگ قدر آخرت میں یہاں مل کر وہاں بچھڑ جاتے ہیں لوگ ممتا رو نہ جانے تو عافیہ گوندل کی چھوٹی سی تحریر تھی لیکن الفاظ بہت وزنی تھے شاید ان لفظوں کا کوئی بھی تو ہے نہ تھا ماں کی عظمت اور زمین کی عظمت وسلام دونوں ہی انمول ہیں ماں جنم دیتی ہیں اور زمین جنم دیتی ہے۔۔ حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری زخم دل چھپائے۔ وہ تحریر بہت دکھی تھی جو پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور مغفرت کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے آمین۔ وہ نور کنول پھولوں کی طرح خوشبو بن کر تیری یادوں میں، جاوں کا مرجاؤں کا محبت تازہ کر دے تیری قبر پہ آ کے بکھر جاؤں کا۔ مسرت شاہین کی تحریر کھا نا نصیبوں دے اچھی تھی۔۔ محمد آفتاب وٹ شاد ملک کی دعا اے اللہ تو سبحان اللہ بہت اچھی تھی۔۔۔ ذرا مسکرانے میں عبد الجبار رومی کے لکھے ہوئے الفاظ انمول تھے کہ ایک شخص شام ادن بکری کو گھر کے کونے میں دیکھتا تو اسے بہت غصہ آتا ہے وہ بکری ذبح کر دیتا ہے تو خود بھی اور لوگوں کو بھی گوشت تقسیم کرتا ہے جب صبح دیکھتا ہے تو بکری کونے میں ہوتی ہے اور کتا غائب ہوتا ہے یہ الفاظ پڑھ کر خوش تو نہیں ہوا لیکن اشارہ ضرور کرتے ہیں یہ الفاظ کہ وہ شخص تو رات کے اندھیرے میں بکری کی جگہ کتا ذبح کر دیتا ہے لیکن آج لوگ جان بوجھ کر حرام جانور ذبح کرتے ہیں انسان ایک اپنی خطا کی سزا ضرور پائیں گے دنیا میں ہی سہی لیکن آخرت میں دوزخ میں جائیں گے محمد مقبول۔ خمیسہ ذاکر حسین۔ الطاف حسین منیر۔ امین ڈوگر یہ میرے دوست پاکپتن میں رہتے ہیں ان کو دل کی چاہت سے اسلام علیکم اور باقی سب کو

میرا سلام۔

وقاص انجم چک 126 گ ب شہروانہ سے لکھتے پیارے محترم ریاض احمد صاحب کیسے ہیں آپ امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کرم سے خیریت سے ہی ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پوری ٹیم اور اس سے جڑے تمام سٹاف ممران کو سلام قبول ہو ماہ اپریل کا شمارہ اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے جو کہ میں نے مکمل پڑھ لیا ہے اس بار جواب عرض نے حد کر دی انتظار کی پتہ نہیں جواب عرض اتنا تاخیر سے کیوں پہنچتا ہے آپ کو پتہ نہیں ہم اس سے کتنا پیار کرتے ہیں جب تک اس کا دیدار نہ ہو جائے ہمیں چین نہیں آتا بڑی کوششوں کے باوجود جڑانوالہ شہر سے ملا جب میں نے جواب عرض دیکھا تو جان میں جان آ گئی۔ اب آتا ہوں اپریل کی کہانیوں کی طرف سب سے پہلے ماں کی یاد میں پڑھا تو خدا کی قسم مجھے اپنے بچپن کے دل یاد آ گئے کمال کا لکھا تھا جس کو حماد ظفر بادی نے تحریر کیا تھا خدا کی قسم جب یہ یادیں ماں کی میرے دل کو چھوتی ہیں تو یقین کریں میرا دل ایسا ہو جاتا ہے دل کی ویران نگری ماں کے بغیر ادھوری ہے ماں جن کے پیچھے دعا کرنے والا کوئی نہیں ہے ہم اپنے دل سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین ماں کے لیے تو جتنا بھی لکھیں کم ہے لیٹر لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ اب کہانیوں پر نظر دوڑاتا ہوں سب سے پہلے جان سی زندگی ریاض حسین شاہد اس کی کمال کی تھی اس کہانی کو بہت اہمیت دیتا ہوں اس کے بعد زخم دل چھپائے روئے ایم جاوید نسیم۔ اس کے بعد پھر منزل مل گئی اللہ دتہ۔ میرے خواب ریزہ ریزہ ہوئے عمر بھائی میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھے مل سکتے ہیں۔۔ محبت کامیاب نہ ہو سکی صبیحہ فیصل آباد میں آپ کی سٹوری کو بہت پسند کرتا ہوں اس کے بعد مجھے یاد رہتا رینا محمود مجھے آپ کی سٹوری بھی بہت پسند آئی۔ پھر سکھ نال نصیباں دے مسرت شاہین اس تحریر کو پڑھ کر دکھ ہوا پھر بکھری زندگی عزت کی قربانی ناصر خٹک یہ کہانی مثال تھی آپ کی پھر اجڑ گیا بستا گھر۔ شوکت علی انجم۔ اور پھر وہ شخص قیامت تھا۔ محمد اشرف زخمی دل بلکہ اس بات تو پورا شمارہ ہی تعریف کے قابل تھا ریاض بھائی میں آپ کا ان لفظوں سے شکریہ ادا کروں کہ آپ اس بندہ ناچیز کو ہر بار اپنی چاہتوں بھری محفل میں شامل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہی پھولوں کی طرح مسکراتا رکھے میں اپنے کچھ دوستوں کے نام لکھنا چاہتا ہوں جو مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں چوہدری خالد محمود۔ سجاول پردیسی۔ وقار یونس۔ رخسانہ گوجرانوالہ۔ سی اسلم۔ عمران کنگ۔ شاہد اقبال۔ اصغر علی۔ اور میرے پیارے بھائی شاہ زیب۔ علیشا۔ روبی جڑانوالہ اور میں اپنے تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جو مجھے ہر لمحہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اور میرے تمام دوستوں اور جواب عرض کے تمام سٹاف کو ہمیں اپنانے پر بے حد ان کے مشکور ہیں۔۔

محمد آفتاب شاد کوٹ ملک سے لکھتے۔ اسلام علیکم فروری کا جواب عرض میرے ہاتھ میں ہے اور میں اس کو مکمل پڑھ چکا ہوں اسلامی صفحہ نہ پا کر دکھ ہوا آئندہ اسلامی صفحہ مت چھوڑیئے گا اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف سب سے پہلے قسط دار کہانی پڑھ کر آنکھوں سے آنسو آ گئے۔۔۔ دل خون کے آنسو

روتا ہے جناب انتظار حسین ساقی کی کہانی بہت اچھی تھی ساقی صاحب نے جو باتیں لکھی ہیں غربت کے بارے میں پڑھ کر دل خون کے آنسو رویا اور مہوش کی موت کا بہت دکھ ہوا۔۔ پچھتاوہ عائشہ علی چکوال کی کہانی پڑھ کر دل کرچی کرچی ہوگیا اے آر رانی آپ نے تو جواب عرض میں کہانی ریشم لے کر آئیں اور چھا گئیں اتنی اچھی کہانی لکھنے پر مبارکباد قبول ہو اور خلوص بھرا سلام قبول ہو۔۔ تقدیر کے کھیل۔ محمد ابو ہریرہ کی کہانی بہت دکھی تھی جو باتیں لکھی وہ بہت اچھی تھیں یہ دنیا کا دستور ہے جو ہر کسی کی مدد کرے دنیا اس کو دھوکہ ضرور دیتی ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نصیر کو ساری زندگی خوش رکھے آمین۔ غم عاشقی تیرا شکریہ شہ اجالا کی کہانی اچھی تھی اللہ تعالیٰ کاشی کو صبر دے آخر میں سب پڑھنے والوں کو سلام۔

یاسر ملک مسکان رنگی جنڈ سے لکھتے۔ اسلام علیکم انکل ریاض جی اور تمام سٹاف اور قارئین کو یاسر ملک کا سلام اپریل کا شمارہ عذاب محبت نمبر ملا پڑھ کر دل خوش ہوگیا تمام تحریریں عمدہ تھیں انوکھا عشق سیدہ امامہ علی کھوتہ۔ محبت کامیاب نہ ہوسکی، صبیحہ۔ سکھ نال نصیباں دے مسرت شاہین۔ ماں کی یاد میں حماد ظفر بادی۔۔ بہت ہی عمدہ تحریر تھی عافیہ گوندل ریاض حسین۔ شاہد رفیق سہو۔ عارف شہزادے۔ رینا محمود قریشی۔ ایک اچھی تحریر تھی۔۔۔۔ آپی کشور کرن جی آپ کیسی ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو سلامت رکھے آمین آپی آپ کا لیٹر بہت اچھا تھا آپ کو یاسر ملک کا دعاؤں بھرا سلام قبول ہو اب آتے ہیں غزلوں کی طرف شاعری ت وبیتی سرور۔ رباب۔ شہزاد سلطان کیف کی شاعری غزلیں بہت اچھی تھی باقی سب کی بھی سب کو مبارک ہو آخر پر انکل جی میں نے بہت عرصہ پہلے تقریباً دسمبر میں دو سٹوریاں بھیجی تھیں ہر مہینے میں اسی آس پر کہ آپ شائع کرکے حوصلہ افزائی کریں گے انکل جی مجھے امید بھی دلائی تھی کہ بیٹا مارچ میں آپ کی سٹوری آجانے کی پر نہیں تھی اپریل میں تو مجھے بہت زیادہ امید تھی کہ آجائے گی مگر نہیں آئی تھی انکل جی سچ پوچھیں تو دل ٹوٹ گیا تھا اب کے بار شائع کر دینا پلیز انکل جی اب مجھے امید ہے کہ میری غزلیں اور شاعری اور سٹوری آپ شائع کرکے ضرور شکریہ کا موقع دیں گے اللہ آپ کو بہت زیادہ ترقی دے آمین باقی آل سٹاف کو سلام۔

یاسر ملک صاحب ہم کسی کا دل نہیں توڑتے آپ کی کہانی کی باری آگئی ہے آپ پریشان نہ ہوں آپ کی کہانی اگلے شمارے میں لگادی جائے گی انشاءاللہ۔۔۔۔۔۔۔ منیجر ریاض احمد لاہور

محمد ابو ہریرہ ہوچی بہاولنگر سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم جواب عرض کے پورے سٹاف کو سلام اور رائٹرز حضرات کو بھی سلام اپریل کا شمارہ اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے ٹائٹل انتہائی خوبصورت اور پرکشش تھا ڈائجسٹ میں شامل کہانیوں میں سب سے پہلے۔۔ دین محمد بلوچ کی کہانی عذاب محبت پڑھی دل کو چھوگئی کیا زبردست کہانی تھی اس کے بعد ہمارے پیارے رائٹر انکل۔۔۔ ریاض حسین شاہد صاحب کی کہانی بے جان ہے زندگی پڑھی ویلڈن انکل جی رسالے میں آپ کو ویلکم کرتا ہوں امید ہے کہ آگے بھی لکھتے رہیں گے خدا آپ کو لمبی عمر دے آمین اس کے بعد۔۔ رینا محمود کی کاوش مجھے یاد رکھنا نظر سے گزری اچھی کاوش تھی اس کے علاوہ۔۔۔ ذیشان حیدر کی

محبت ہی محبت۔ مسرت شاہین کی سکھ نال نصیباں دے۔۔۔ عافیہ گوندل کی ممتا روٹھ جائے تو اور۔۔ شوکت علی انجم کی اجڑ گیا ہنستا بستا گھر۔ بھی لاجواب تھی انکل جی میری سٹوری کا بھی نمبر لگا دیں مہربانی ہوگی امید ہے جلدی شائع کریں گے۔۔ ایم یعقوب ڈیرا غازیخان۔۔ عبدالجبار رومی آف لاہور ۔سلمان بشیر صاحب آف بہاولنگر۔۔ سویرا ملک آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میری حوصلہ افزائی کی ہے بہاولنگر والوں کی ڈائجسٹ پڑھنے والوں کی تعداد خوش آئندہ بات ہے امید ہے کہ آپ ہر ماہ لکھیں گے۔ شہباز اشرف۔۔ دلشاد بہاولنگر۔۔ حلیم اختر ملک۔۔ پرنس افضل شاہین بہاولنگر۔۔ حافظ عبدالوحید۔۔ اس لیے بہت بہت خوشی ہوئی امید ہے کہ آئندہ بھی لکھیں گے ایک دفعہ پھر سے سب کو ویلکم خوش آمدید۔ ندیم عباس میوانی صاحب آپ کی سٹوری ندامت کے آنسو اک بے صبری سے انتظار ہے۔۔ عثمان غنی بہاولنگر آپ کا خط پڑھ کر لگتا ہے کہ آپ کی سٹوری جاندار اور شاندار ہوگی آپ کے لیے بھی ہم دعا کر سکتے ہیں کہ آپ کی سٹوری جلدی شائع ہو باقی انکل جی کی مرضی ہے آپ کی قسمت شہزادہ عالمگیر کے ہسپتال ایک کار خیر ہے اس میں حسب توفیق اپنا حصہ ضرور ڈالوں گا خدا کرے کہ یہ ہسپتال جلد از جلد تعمیر ہو آمین۔ خدا سب کے دلوں کو اس کی طرف مائل کرے ابوذر غفاری۔ ابوطلحہ۔ برادر اور والد محترم محمد اختر علی کو سلام پلیز انکل میری بھی کوئی اور سٹوری لگا دیں رسالہ کے لیے دعا گو ہوں۔۔

عابدہ رانی گوجرانوالہ سے لکھتی ہیں۔ اسلام علیکم ریاض بھائی کیسے ہیں آپ تو ٹھیک ہی ہوں گے پلیز ہمارا بھی کچھ شائع کر دیا کریں اس جواب عرض کے توسط ہی تو ہمارے زندگی کے دن چل رہے ہیں یہ ہی تو ہمارا اچھا دوست ہے اور آپ اسے بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں پلیز ایسا مت کریں۔ کیونکہ ہماری کوئی چیز شائع نہیں کی جائے گی تو ہم لکھنا چھوڑ دیں گے پڑھنا چھوڑ دیں گے ہم سب میں آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ اگر یہ لیٹر یا شاعری نہ ہوئی تو ہمارا آپ سے تعلق ختم ہو جائے گا اب یہ ہے یہ کہ آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں ہم انتظار کر رہیں ہیں بہت جلدی لکھ رہے ہیں غلطیاں تو بہت ہوں گی پلیز معاف کرنا۔ عابدہ رانی۔

میڈم عابدہ رانی آپ شاید رسالہ نہیں پڑھتی ہم آپ کی غزلیں کسی نہ کسی شمارے میں لگا رہے ہیں آپ کا شکوہ ناجائز ہے پلیز رسالہ کو غور سے دیکھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منیجر ریاض احمد لاہور

رمضان تبسم پریمی ساہیوال سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم قارئین اپریل کا خوبصورت جواب عرض میرے ہاتھوں میں ہے سب سے پہلے ماں کی یاد میں پڑھا اس کے بعد کہانیاں۔۔ عذاب محبت دین محمد بلوچ۔ اندا عشق سیدہ امامہ ہونہ۔ بے جان زندگی ریاض حسین شاہد بہت عرصے بعد سر جی نظر آئے ہیں چانداور چاندنی شاہد رفیق سہو۔ پیار کا سراب فلک زاہد لاہور۔ بہت اچھی جارہی ہے جی آپ کی سٹوری اللہ آپ کو کامیاب کرے۔ زخم دل چھپا کے رونے حکیم جاوید نسیم چوہدری بہت اچھا لکھا ہے کب آپ آرہے ہیں میرے شہر ساہیوال، باقی سب کہانیاں بھی اچھی ہیں جناب کریم بلوچ کو سلام سحر فاطمہ لاہور آپ بہت اچھا لکھتی ہیں اللہ آپ کو خوشیاں دے صحت دے آمین۔ سخاوت مانگا

منڈی اتنا بھی میں برا نہیں ہوں کہ عاصمہ میں والی آپ کا بھی شکریہ کہا آپ یاد کرتی ہیں باقی سب دوستوں کو پیار بھرا اسلام اللہ سب کو کامیابی دے آمین جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

محمد سلیم منو کوٹھا کلاں سے لکھتے ہیں۔اسلام علیکم سب سے پہلے میری طرف سے جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام قبول ہو۔سر ریاض احمد صاحب کیا حال ہیں سر امید ہے کہ آپ سب لوگ خیریت سے ہوں گے اور اس کے بعد میں ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھے دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں قارئین جواب عرض مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں جواب عرض میں کسی کا نام اپنے نام سے لگاؤں قارئین آپ سب دوستوں کے نام میرے دل میں ہیں دوستو یہ ضروری نہیں کہ آپ سب کے نام لکھوں تب ہی ہماری بات بنے گی آپ سب دوستوں کا بہت شکریہ کہ آپ میری کہانی کو پسند کرتے ہیں اور میں سر ریاض احمد کا احسان مند ہوں کہ آپ نے مجھے اتنی کم عمر میں اتنی عزت دی آج اگر مجھے کوئی پاکستان میں ہی نہیں پاکستان سے باہر اس ناچیز انسان کو یاد کیا جاتا ہے آخر میں میری طرف سے تمام پڑھنے والوں کو سلام قبول ہو۔

جی میں ٹھیک ہوں سلیم صاحب یہ تو آپ کی محنت اور اللہ کی مہربانی ہے جس نے آپ نے یہ عزت دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔منتظر ریاض احمد۔

ایم عاصم بوٹا چوک متیلا سے لکھتے ہیں۔اسلام علیکم محترم ریاض احمد صاحب امید ہے کہ آپ جواب عرض کی ٹیم خیریت سے ہوں گے اور میری دلی دعا ہے کہ رب کائنات سب دوستوں کو اپنی امان میں رکھے آمین۔محترم براوران اسلام جواب عرض ہمارے اس مطلب پرست دھوکہ بازی نفرت انگیز دور کے گلستان کا انمول پھول ہے جو اپنے مسلنے والے ہاتھوں کو بھی خوشبو۔۔۔کر جاتا ہے قارئین قابل ذکر ہے کہ دو چار ماہ سے کوپن دکھ سکھ ہمارے میں ایم بوٹا دکھی کا برائے اپیل تعاون کا کوپن شائع ہوتا آرہا ہے کافی لوگوں دوستوں نے مجھے کال کر کے یہ کوپن آپ کا ہے تو میں نے کہا کہ نہیں جناب یہ میرا نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور کا ہے میرا نام تو عاصم بوٹا دکھی اور دوسری بات نہ میں غریب ہوں اور نہ ہی میرے بیوی بچے ہیں اور نہ ہی میں مقروض ہوں جن دوستوں کو مجھ پر شک ہوا ہے وہ اپنے دل سے یہ بات نکال دیں باقی ریاض احمد صاحب اگر کوئی ایسے ملتے جلتے نام کا کوپن ہو تو ایڈریس لکھ کر واضح کیا کریں باقی جنوری میں میرے والد صاحب کی بیماری کا اشتہار لگایا تھا کہ ان کی صحت کے لیے دعا کرنا مگر افسوس صد افسوس کے میرے والد صاحب پندرہ دسمبر کو رات دس بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور ہم یتیم ہو گئے قارئین آپ سب سے گزارش ہے کہ میرے والد صاحب کے لیے دعائے مغفرت کرنا آپ سب کا احسان مند ہوں گا۔

عاصم بوٹا صاحب وہ کسی اور کا کوپن آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔منتظر ریاض احمد لاہور

سویرا فلک خان لکھتی ہیں اسلام علیکم۔ریاض بھائی کیسے ہیں آپ سب ماہ اپریل کا شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے اور کافی اچھا ہے ماں کی یاد میں حماد ظفر بادی نے بہت خوبصورت لکھا ویلڈن

۔کہانیوں میں سچا انسان سٹوری خوبصورت انداز سے لکھی گئی تھی بے حد پسند آئی ویری ویلڈن بیسٹ آف لک تھی ۔فلک زاہد کا ناول پیار کا سراب بہت اچھے طریقے سے آگے بڑھ رہا ہے ویری ویری ویلڈن پلیز زیادہ لکھا کریں ۔بکھری زندگی عزت کی قربانی سٹوری اپنی مثال آپ تھی ویلڈن پھر منزل مل گئی بہت دلکش تھی ۔اجڑ گیا ہنستا بستا گھر ایک سبق آموز کہانی تھی جب سگے بھائی کا یہ حال ہے تو غیروں پر کیا امید ہے ۔تنہائیاں سٹوری اچھی سبق آموز تھی ۔خدا تعالیٰ عظمت اور احسان جیسے لڑکوں کو ہدایت دے ۔چاند اور چاندنی سٹوری پر اثر دلکش اور لا جواب تھی ویری ویلڈن ۔مجھے یاد رکھنا رینا محمود قریشی ۔سیدہ امامہ کی سٹوری اندھا عشق ۔۔عافیہ گوندل کی سٹوری ممتا روٹھ جائے تو بہت بہترین سٹوری تھی اپنی مثال آپ تھی باقی بھی زخم دے چھپا کے روئے ۔پھر بے وفائی ۔سکھ نام نصیباں دے وہ شخص قیامت تھا ۔عذاب محبت ۔نے جان ہے زندگی ۔۔میرے خواب ریزہ ریزہ ۔محبت ہی محبت ۔محبت کامیاب نہ ہو سکی اچھی اور بے حد سبق اموز سٹوریاں تھیں ۔اپنی فیورٹ اینڈ سپر بہت رائٹر ۔۔آپی کشور کرن جی کی کمی بے حد محسوس ہوئی باقی سارے کالم اور گلدستہ زبردست تھا شاعری سب کی اچھی تھی اور پسندیدہ اشعار میں حماد ظفر بادی لکھے ۔آخر میں آپی کشور کرن ۔ثناء اجلا ۔مناحل ۔اینڈ حماد ظرف بادی کو سلام ۔اللہ حافظ ۔

منظور اکبر تبسم ۔جھنگ سے لکھتیا سلام علیکم ۔امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے کچھ عرصہ قبل گھریلو مسائل کی وجہ سے جواب عرض سے دور رہا ہوں قارئین کرام کی طویل کالوں نے میرے اندر پھر سے جذبوں کو کاوش کر دی تمام قارئین کرام کا تہہ دل سے مشکور ہوں جو وہ ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں آج سب قارئین کے لیے ماں کی زندگی پر مبنی کہانی قربتیں تڑپتی جنت لے کر حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ پڑھ کر پسند فرمائیں گے سب قارئین سے نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میرے ایک عزیز کی والدہ انتہائی بیمار ہیں ان کے لیے دعا کریں اللہ پاک سب کو خوش رکھے آمین ۔

پرنس مظفر شاہ پشاور سے لکھتے ہیں ۔اپریل کا جواب عرض اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اور پورا پڑھ چکا ہوں پڑھنے کے بعد پورے انصاف کے ساتھ حاضر ہوا ہوں لیکن افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ میرے کچھ دوست سچ لکھنے پر ناراض ہو جاتے ہیں اس لیے میں کسی تنقید نہیں کروں گا مثلاً ایک بھائی نے تین چار قسطوں پر مشتمل کہانی محبت کا دوزخ لکھی تھی اس کے بارے میں سب نہیں لکھ سکتا ورنہ وہ دوست ناراض ہو جائے گا اور میں نے کال کر کے اس کو بتایا تھا اتنی لمبی سٹوری لکھنے کا مقصد کیا تھا بحرحال تمام رائٹر بھائی خوش رہیں ابھی آتے ہیں شمارے کی طرف تو ۔۔۔ سے پہلی سٹوری دین محمد بلوچ کی عذاب محبت پڑھی گڈ بلوچ بھائی ۔خرم شہزاد کی ایسا بھی ہوتا ہے ایک منفرد کہانی تھی ۔ویلڈن استاد ریاض بے جان کی زندگی لکھنے پر ۔چاند اور چاندنی شاہد رفیق سہو کی بہتر کہانی تھی حسب روایت ۔حکیم جاوید نسیم کی زخم دل چھپائے روئے ایک اچھی کہانی تھی میرے دوست عمر دراز کی کہانی میرے خواب ریزہ ریزہ لکھنے پر مبارکباد قبول ہو باجی مسرت شاہین آپ کی نئی کہانی آئی ہے آپ کی سٹوری سکھ نال نصیباں دے اچھی تھی ۔امداد علی کی تنہائیاں ۔ناصر اقبال

خنک کی بکھری زندگی عزت کی قربانی۔ اور محمد اشرف زخمی دل کی وہ شخص قیامت تھا بہترین کہانی تھی۔ اس ماہ کی ناپ کہانی شوکت علی انجم کی اجڑ گیا ہنستا بستا گھر تھی انجم صاحب بہت بہت مبارک ہو باقی تمام دوستوں کو پر خلوص سلام۔

سجاد احمد بچی تحصیل پنڈی گھیپ اٹک سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم جناب ریاض احمد صاحب آپ میرا یہ خط شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں آپ کی مہربانی ہوگی میں جواب عرض تو تقریباً پانچ سال سے پڑھ رہا ہوں لیکن خط لکھنے کی ہمت آج پہلی بار کی ہے مجھے امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے تو جناب اب آتا ہوں جواب عرض کی طرف جیسے میں اپنا گہرا دوست سمجھتا ہوں مئی کے جواب عرض میں سب سے پہلے مجید احمد جائی کی سٹوری تلاش کی ہے جو کہ اس بات پھر نہیں تھی تو تھوڑا سا پریشان ضرور ہوا کیونکہ مجھے بھائی مجید احمد جائی کی کہانیوں کا بہت انتظار ہوتا ہے لیکن جب میں نے دوسری سٹوری پڑھی تو بہت ہی دل کو سکون ملا وہ کہانی از وارث کا آخری حصہ آپی کشور کرن کی کیا بات ہے۔ اس کے علاوہ زندگی کی شام ہوگئی منیر رضا صاحب کیا بات ہے آپ کی بھی کتنا خوبصورت لکھتے اس کے علاوہ سب سٹوریاں ہی اچھی تھیں جو کہ بہت زیادہ سبق دے رہی تھیں آخر میں جواب عرض کی تمام پارٹی کو دل سے سلام کہتا ہوں اور بھائی مجید احمد جائی صاحب اگر میرا خط پڑھیں تو ضرور مجھ سے رابطہ کریں جناب میں اپنی زندگی کے بارے میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں۔

ارسلان آرزو جڑانوالہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم سب سے پہلے تو جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام اور اس کے ساتھ جڑے ہوئے تمام ممبران کو محبتوں بھرا سلام۔ مئی کے شمارے کی کیا بات تھی اس بات تو جواب عرض کے رائٹرز نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حد کر دی ہے بہت ہی خوبصورت سٹوریز تھیں سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا قلب و جان کو بہت سکون ملا اس کے بعد پھر ڈیفرینٹ کہانیاں پڑھیں سب سے پہلے عاشی۔ جیسے فقیر محمد بخش نے تحریر کیا تھا صابر صاحب بہت اچھی داستان تھی اس کے بعد پاگل محبت جیسے ڈاکٹر شازیہ شفیق مونا اس نے اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا تھا یقین کرتے ڈاکٹر صاحبہ بہت اچھی کہانی تھی میں اپنے دل سے مہربان ہوں اللہ آپ کے علم میں اضافہ اور مزید برکت عطا فرمائے آمین اس کے بعد ماں کی بددعا دوستو اس طرح کی کہانیاں بہت دکھی ہوتی ہیں خیر ماں باپ تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عظیم دولت ہیں دوستو اپنی ماں کی خدمت کرو اور اپنے لیے جنت میں گھر بناؤ بدبخت ہیں وہ لوگ جو اپنی بیویوں کے ساتھ مل کر اپنی ماں کو چھوڑ دیتے ہیں اس کے بعد میرا انجر کب جائے گا جیسے ثناء اجالا نے تحریر کیا تھا ثناء باجی آئی تھنک اٹ یو ویری گڈ سٹوری اس کے بعد جو کہانیاں مجھے بہت پسند آئیں جن میں۔۔۔ از وارث آپی کشور کرن جی آپ کی داستان بہت اچھی لگتی ہے بہت کم ہے وہ لوگ جن کے دل میں اس زمانے میں بھی ہمدردی دوسرے کے لیے اتنا پیار آج تو کوئی کسی کا نہیں بنتا کرن باجی آپ پر زور ہمدردی کو میرا سلام اس کے بعد بھی سٹوریاں جن میں بدقسمت تحریر کرن منڈی عثمان والا سے لکھا ہے خیر جو بھی اچھا تھا اس کے بعد ایماندار تحریر محمد ظریف احمد لیہ پھر کوئی درد سنبھالے میرے ماریہ شائل نے بہت ہی خوبصورت تحریر کیا تھا پھر محبت میں

پاگل تحریر ماجدہ کنول ماجدہ جی دعا گوں ہوں اللہ آپ کو اور جواب عرض کی ٹیم کو اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین۔۔

ساجد علی منیو ڈھنگ شاہ سے لکھتے ہیں۔اسلام علیکم۔بھائی ریاض احمد صاحب اینڈ پورے سٹاف کو میرا اسلام قبول ہو آپ نے میری کہانی ماں کی بددعا شائع کر جس کی وجہ سے میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور میں ان تمام دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جو مجھے میرے گھر میں مبارک دینے آئے تھے جن میں محمد سلیم منیو۔میرا بھائی اس کے بعد شہزاد احمد لاہور۔اس کے بعد شفیق احمد لاہور سے۔عائشہ کرن۔منڈی عثمان والا سے۔کاشف ملتان۔مبارک قصور۔یوسف الہ باد سے وسیم احمد تلونڈی سے احسان مئی کنگن پور سے جو میرے بہت ہی اچھے دوست ہیں ان میں سے ایک ہے اور طارق ہوئی سے اس نے میرے گھر آ کر مجھ سے ملے اور شازیہ گل۔فرح جی۔ڈاکٹر منظور حسین احسان صاحب جو میرے استاد بھی ہیں وہ مجھے میرے گھر مبارک دینے آئے یوسف صاحب کا جو میرے دوستوں میں سے ایک ہیں اس کے بعد شہباز ڈھنگ شاہ سے راشد ڈھنگ شاہ سے اور اس طرح بہت سے دوست اور بھی ہیں جن کا نام لکھوں تو خط طویل ہو جانے کا میرے پارٹ ٹوکے پیپر ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے میں نے ان بھائیوں کو بہت کم ٹائم دیا ہے جس سے وہ مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہیں میں ان تمام دوستوں سے معافی مانگتا ہوں اور آخر میں جواب عرض کے تمام دوستوں کو سلام اور دعا میں دیتا ہوں ریاض بھائی میری آپ سے درخواست ہے کہ میرا خط ضرور شائع کریں تاکہ جو دوست میرے گھر مبارک دینے آئے تھے ان کو کوئی مشکل نہ ہو مجھ سے ملنے کی۔

سلمان بشیر بہاولنگر سے لکھتے ہیں۔اسلام علیکم امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے سب سے پہلے میں اپنے بہاولنگر شہر کا ذکر چھیڑنا چاہا ہوں کیونکہ جواب عرض کی محفل میں بہاولنگر شہر کے دو نئے چہروں نے انٹری کی ہے پہلا نام ابو ہریرہ کا ہے دوسرا نام جبیں راؤ کا ہے خوش آمدید بہاولنگر یو بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کہ اب جواب عرض کی جان بن چکے ہیں اور اپنا کام بہت ایمانداری اور خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں جن میں پہلا نمبر آپی کشور کرن چوکی ہیں پھر شاہد رفیق سہو۔ثناء اجالا۔اور انتظار حسین ساقی شامل ہیں آپ لوگوں کی تحریریں پڑھ کر دل ترو تازہ ہو جاتا ہے بعض اوقات طبیعت ایسی ہو جاتی ہے کہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم بہت اکیلے ہیں اس بھری دنیا میں سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ایسے لگتا ہے جیسے کچھ بھی نہیں ہو میری ایک کہانی۔خاموش لاحاصل محبت جواب عرض کے آفس میں کہیں پڑی ہوئی ہے مہربانی کر کے اسے شائع کر دیں ارمان سنگم صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا بہت اچھا لگا میرے ایک پیارے بھائی جان توقیر جی کے گھر ایک پیارے سے ننھے سے بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے خدا ان کو ہمیشہ خوش رکھے اور منے کو نیک انسان بنائے آمین انوشہ گجر۔ثناء لاہور۔زرینہ زاری۔محمد جبار روحی۔فرحان اوکاڑہ۔طاہر بہاولنگر۔ابو ہریرہ بہاولنگر۔محمد نیک۔بخت مری او رکچھ لوگوں کے نام میں نہیں لکھ پایا سب کو میری طرف سے سلام سدا خوش رہو۔۔

جی سلمان صاحب آپ کی کہانی ہے ہمارے پاس آپ پریشان نہ ہوں وہ انشاء اللہ جلدی شائع

کر دی جائے گی۔۔ منیجر ریاض احمد لاہور۔

تنزیل الرحمن پلندری کشمیر سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ بھائی جان امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے مئی کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی پہلی بار جواب عرض پڑھا بہت اچھا لگا اور پھر اس کو اپنا لیا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اور ایمان تازہ ہو گیا ہر ماں کی یاد میں تو وہ بھی بہت اچھا لگا پھر سٹوریوں کی طرف قدم بڑھایا یہ کیسا عشق تھا۔ بھائی مقصود احمد بلوچ۔ کیا اب بھی چاند نکلتا ہے بھائی یاسر وں دیپالپور۔ محبت اور عشق ملک علی رضا۔ اور پھر بھائی محمد سیمم اختر کی سٹوریاں بہت پسند آئی اور باقی بھی سب سٹوریاں اچھی تھیں سب کو میری طرف سے مبارکباد قبول ہو۔ اور بھائی ریاض احمد لاہور میں بھی اس لیٹر کے ساتھ اپنی کچھ شاعری بھیج رہا ہوں بڑی محنت سے لکھی ہے امید ہے کہ آپ مایوس نہیں کریں گے کیونکہ آپ نئے لکھنے والوں کی بہت حوصلہ افزائی کرتے ہیں اگر آپ نے ایسا کیا میری شاعری قریبی شمارے میں لگا دی تو میری اہمیت بڑھ جائے گی اور پھر آئندہ تیست ایک ایسی کاوش کے ساتھ حاضر ہوں گا کہ جسے پڑھنے والا بھی فراموش نہیں کر سکتے گا اب اجازت دیں اگر زندگی نے ساتھ دیا تو اگلے بار پھر نئے تبصرے کے ساتھ حاضر ہوں گا اللہ نگہبان۔

تنزیل الرحمن صاحب آپ کو ویلکم کہتے ہیں آپ لکھیں اور جو آپ نے بھیجی ہے انشاء اللہ وہ بھی جلد شائع کر دی جائے گی ------ منیجر ریاض احمد لاہور

محبت میں چھپنا کوئی عجیب بات نہیں ہے
چھپتا سورج بھی تو اچھا لگتا ہے چاند کی خاطر
☆ ------ شاہد عمران۔ [illegible]

کاش میں پھول ہوتا تیرے ہاتھ میں ہوتا
تو خوشبو سمجھ کر میں تیرے ہونٹ چوم لیتا
☆ ------ عارف شاہ۔ جہلم

[illegible]
[illegible] وحشت خوف پھیلا ہو تیرے چاروں طرف
☆ ------ عارف شاہ۔ جہلم

کب تک مجھ سے روٹھ کر بیٹھے ہو گے گھر میں
اک دن تم مل ہی جاؤ گے کسی بازار میں
☆ ------ عارف شاہ۔ جہلم

میں کب سے وفا سے وفا کرتا رہا شہزاد
وہ غیروں سے مل کر مجھے چھوڑ گیا [illegible]
☆ ------ ام شہزاد ملیحہ [illegible]

جان جب بھی تیرا دل چاہے تو بن میرے آ جانا
میرا پیار بس تیرے لئے ہے تو نہ کبھی گھبرانا
☆ ------ عباس علی جر پردیسی۔ چیچہ وطنی

مجھے چھوڑ دو اپنے حال پہ تم کیا مجھ کو سب [illegible]
تیری [illegible]
☆ ------ عباس علی جر پردیسی۔ چیچہ وطنی

اب [illegible] رات بھر سو نہیں
صبح کو سرخ آنکھوں کا سبب پوچھتے ہیں لوگ
☆ ------ عباس علی جر پردیسی۔ چیچہ وطنی

مجھے جنت ملے [illegible]
بھی تمناؤں کی خاطر لوگ عبادت کیا کرتے ہیں
☆ ------ نوید عمر۔ حویلی لکھا

دل کے بدلے دل تو ساری دنیا دیتی ہے
ہم تو دل کے بدلے جان بھی دے دیں گے
☆ ------ عمران خان۔ پسرور

مجھے معلوم ہے کہ میں اس کے نصیب میں نہیں ہوں
اس کا بھی یہی حال ہے مگر [illegible]
☆ ------ [illegible] صدام حسین ساحل [illegible]

تیرے دل کو یوں کریں گے اپنی الفت سے سیر
وہ چاہت تیرے دل سے منا [illegible] گے ہم
تم ہمارا ساتھ دو گے اس جیون بھر میں

وقت آنے کا تھوڑی بھی قرباں آزمائیں گے ہم
☆ ------ محمد اقبال رحمن۔ [illegible]

نجانے کس کو پسند آتی ہے میری آنکھوں کی [illegible]
میں ہنستا بھی چاہوں تو یہ آنکھیں چھلک جاتی ہیں
☆ ------ محمد اقبال رحمن۔ [illegible]

دعا کرو سدا یونہی بہار رہے
میری دعاؤں میں شامل تیرا پیار رہے
تیری سانسوں میں ہو میری خوشبو
تیری آنکھوں میں صرف میرا انتظار رہے
☆ ------ نثار احمد حسرت۔ [illegible]

بات بات میں مجھے [illegible] دعائیں کرتا ہے
[illegible] دنیا مجھے وہ اب بھی چاہتا ہے
☆ ------ الٰہی بخش [illegible]

کسی کو کیا بتائیں کب سے ہم زندگی کے [illegible]
پھولوں کی آرزو میں کانٹوں پہ چل رہے ہیں
☆ ------ [illegible]۔ گوادر

مجھ سے کیا پوچھتے ہو زندگی کے بارے میں
اجنبی کیا جانتا ہے اجنبی کے بارے میں
☆ ------ محمد خورشید اجنبی۔ کوہاٹ

کوپن جواب عرض میں مختصر اشتہارات کیلئے استعمال کریں

آپکے دیئے گئے ان اشتہارات کا مضمون بے حد مختصر، واضح اور خوشخط انداز میں ہونا چاہیے
اگر اشتہار کمرشل ہے تو اس کی فیس ۸۰۰ روپے ارسال کریں۔ ورنہ اشتہار ضائع کر دیا جائے گا۔۔۔ ایڈیٹر

....

....

....

نام .... مکمل پتہ ....

....

کوپن کالم ملاقات کیلئے

یہ کوپن ہمیں کالم "ملاقات" کیلئے کاٹ کر ارسال کریں

جواب عرض

اوراس میں اپنا تعارف لکھ دیجئے۔ کوپن کے ساتھ کسی قسم کی کوئی فیس یا ڈاک ٹکٹ ارسال نہ کریں
دین کے بغیر آپ کا تعارف شائع نہیں کیا جائے۔

نام .... عمر ....

مشغلے ....

مکمل پتہ ....

....

موبائل نمبر ....

اس کوپن کے ساتھ اپنی ایک عدد تصویر ارسال کریں، ہم شائع کریں گے۔ ۔ ایڈیٹر